# مختصر تاریخ اہل ہند

## حصہ دوم

ترجمہ کتاب جناب آنریبل ڈاکٹر ڈبلو ہنٹر صاحب بہادر

جسکو

حسب الحکم جناب معلم العلما و افضل الفضلا آر ٹی ایچ گرفتھ صاحب بہادر ایم اے
ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن ممالک مغربی و شمالی و اودھ - ایچ آر ولیم صاحب
ہیڈ ماسٹر ہائی اسکول شاہجہانپور نے اردو مین ترجمہ کیا

سنہ ۱۸۸۵ء

گورنمنٹ پریس الہ آباد مین طبع ہوئی

1st Edition 20,000 Copies,
Price per Copy, 7 Annas.

اول دفعہ ۲۰۰۰۰ جلد
قیمت فی جلد ۷؍

# مختصر تاریخ اہل ہند

## حصہ دوم

ترجمہ کتاب جناب آنریبل ڈاکٹر ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر صاحب بہادر

جسکو

حسب الحکم جناب [illegible] ایم اے

ڈائرکٹر [illegible] صاحب

[illegible] نے اردو میں ترجمہ کیا

سنہ ۱۸۹[illegible]ع

گورنمنٹ پریس الہ آباد میں طبع ہوئی

# فہرست ولیفوار

## ردیف ا

## ردیف پ

ردیف ن

# نواں باب

## شروع زمانہ کے مسلمان فتحمندوں کا بیان

### ۷۱۴-۱۵۲۶ ء

### اہل اسلام کے مذہب کا ہنود پر کہاں تک اثر ہوا

اہل اسلام ہندوستان کی سمت تھوڑا سا شمال مغرب میں رہتے تھے کہ
کوئی چھ سو برس کے بعد ہندو بدھ مذہب سے حضرت محمد صاحب نے اپنا مذہب شروع
کیا اور ایشیا میں جنوبی ہند میں مذہب بنگال کے اہل ہنود
آباد ہیں اگرچہ ہندوستانی اور ایران ملک ہنود کی طاقت سے
واسطے تھے لیکن مال مغرب کے ملک میں البتہ جہاں اور ہندوؤں کی
لئے ہندوستان میں سلطنت ہوئی کے مسلمان ہیں کہ
مسلمان بادشاہوں کی حکومت میں ہو گئے ۱۳ ہند
مسلمان ہو گئے تھے ۔

# شروع زمانہ کے مسلمان شاہی خاندان

## ۱۲۰۶–۱۵۲۶ع

اس باب میں شروع زمانہ کے اون مسلمان فتحمندونکا بیان ہے جو سلطنت مغلیہ کے قبل شمالی ہند میں گذرے ہیں مگر اونکے مفصل حالات قلمبند کرنے سے پہلے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک فہرست سنہ وار جملہ شاہی خاندانوں کی جنکے عہد کے معاملات سے گویا ہند کی تواریخ مڈل ایجز (یعنی زمانہ وسطیٰ) بنتی ہے اس مقام پر درج کیجاتی ہے۔

## مسلمان فتحمندوں اور شاہی خاندانوں کا تاریخی خاکہ

(ابتدا ۱۰۰۱–۱۵۲۶ عیسوی)

| | ابتدا–انتہا |
|---|---|
| اول۔ خاندان غزنی (یہ بادشاہ ترکی قوم کے تھے) محمود غزنوی سے سلطان خسرو ملک تک سنہ | ۱۰۰۱–۱۱۸۶ |
| دوم۔ خاندان غوری (یہ بادشاہ غالباً قوم افغان تھا) شہاب الدین محمد غوری | ۱۱۸۶–۱۲۰۶ |
| سوم۔ غلاموں کا خاندان (یہ بادشاہ اکثر ترکی تھے) قطب الدین ایبک سے معز الدین کیقباد تک | ۱۲۰۶–۱۲۹۰ |
| چہارم۔ خاندان خلجی (یہ بادشاہ غالباً ترکی تھے) جلال الدین سے ناصر الدین خسرو تک | ۱۲۹۰–۱۳۲۰ |
| پنجم۔ خاندان تغلق (ترکی [illegible]) | ۱۳۲۰–۱۴۱۴ |

غیاث الدین تغلق ....... ۱۳۲۰

محمد تغلق ....... ۱۳۲۵

فیروز تغلق ....... ۱۳۵۱

[illegible]

۱۳۹۸ء میں تیمور جسے تمرلنگ بھی کہتے ہیں مغلوں کی فوج لیکر ہندوستان

ہند کو آیا اور اوسکے باعث خاندان تغلق کے آخر بادشاہ کے زمانہ سے

خاندان سادات کی تخت نشینی تک یعنی پندرہ سال تک سنہ ۱۳۹۹–۱۴۱۴ء

دہلی کی سلطنت بے سری رہی۔

| | ابتدا | انتہا |
|---|---|---|
| ششم خاندان سادات (اس خاندان کے عہد حکومت میں سلطنت دہلی کی طاقت کم ہو گئی) | ۱۴۱۴ | ۱۴۵۰ء |
| ہفتم خاندان لودھی (یہ بادشاہ قوم افغان تھے انکا عہد حکومت ضعیف تھا اور خود مختار ریاستیں پیدا ہو گئی تھیں۔) | ۱۴۵۰ | ۱۵۲۶ |
| ہشتم خاندان تیمور (مغل) | ۱۵۲۶ | ۱۸۵۷ |

۱ بابر ........... ۱۵۲۶ – ۱۵۳۰

۲ ہمایوں ........... ۱۵۳۰ – ۱۵۵۶

شیر شاہ افغان صوبہ دار بنگالہ نے ہمایوں کو ۱۵۴۰ء میں

نکال دیا اور شیر شاہ کی اولاد ۱۵۵۵ء تک حکمران رہی۔

۳ اکبر شاہ اعظم ........... ۱۵۵۶ – ۱۶۰۵

۴ جہانگیر ........... ۱۶۰۵ – ۱۶۲۷

۵ شاہجہان ........... ۱۶۲۸ – ۱۶۵۸

شاہجہان کو عالمگیر نے تخت سے اوتار دیا تھا۔

۶ اورنگ زیب عالمگیر اول ........... ۱۶۵۸ – ۱۷۰۷

۷ بہادر شاہ یا شاہ عالم اول ........... ۱۷۰۷ – ۱۷۱۲

۸ جہاندار شاہ ............ ۱۷۱۲ — ۱۳

۹ فرخ سیر ............ ۱۷۱۳ — ۱۷۱۸ء

۱۰ محمد شاہ ............ ۱۷۱۹ — ۱۷۴۸

محمد شاہ کے پہلے دو نابالغ لڑکے بادشاہ ہو چکے تھے

اس عہد میں نادر شاہ ایرانی کا حملہ سنہ ۱۷۳۸ — ۱۷۳۹ء

میں ہوا محمد شاہ نے ۱۷۴۸ء میں انتقال کیا اور احمد شاہ تخت پر بیٹھا

۱۱ احمد شاہ ............ ۱۷۴۸ — ۱۷۵۴

احمد شاہ تخت سے اتار دیا گیا۔

۱۲ عالمگیر ثانی ............ ۱۷۵۴ — ۱۷۵۹

احمد شاہ درانی نے چھ مرتبہ ہند پر یورش کی

سنہ ۱۷۴۸ — ۱۷۶۱ء

۱۳ شاہ عالم ثانی ... ۱۷۵۹ — ۱۸۰۶
برائے نام بادشاہ تھا

۱۴ اکبر ثانی ...... ۱۸۰۶ — ۱۸۳۷
برائے نام بادشاہ تھا

۱۵ محمد بہادر شاہ ... ۱۸۳۷ — ۱۸۵۷

بہادر شاہ خاندان مغلوں کا آخری بادشاہ تھا یہ برائے نام

بادشاہ تھا [illegible] سنہ ۱۸۵۷ء میں [illegible]

## آغاز اسلام

حضرت [illegible] کے [illegible] میں [illegible] مذہب [illegible] گیا تھا [illegible]

میں ایک شاید میں جاری ہو گیا تھا اسکی مختصر کیفیت یہ ہے کہ محمد صاحب نے جو سنہ ۵۷۰ عیسوی میں
پیدا ہوئے تھے ایک دین جاری کیا اسکی اشاعت ملک گیری پر منحصر تھی محمد صاحب نے
سنہ ۶۳۲ عیسوی میں وفات پائی اور انکے انتقال کے سو برس کے اندر دین محمدی انکے پیروؤں نے
ایشیا کی قوموں پر ہندو کش پہاڑ تک یورپ میں اسپین تک پھیلا دیا پھر یہاں سے تین
برس تک آگے قدم نہ بڑھایا اور اہل اسلام کو اپنی طاقت مستحکم کرنے کی ضرورت پڑی
چنانچہ تین صدیوں بعد ہند کی سرحد سے نظیر تسخیر کرنیکی قدرت حاصل ہوئی اور حق تو
یہ ہے کہ اہل عرب کی ہیبت اس تسخیر ملک پر ابتدا ہی سے لگی ہوئی تھی ۔

## بیان اون حملوں کا جو اہل عرب نے واسطے فتح سندہ کے کئے

سن ہجری کی سنہ ۶۶۴ عیسوی سے ۷۱۲ عیسوی تک

محمد صاحب کی وفات کے تیرہ برس بعد خلیفہ عثمان نے ایک لشکر بحری فوج کو
ساحل کی طرف بھیجا اور سنہ ۶۶۴ عیسوی میں عرب کی عملداری واسطے لوٹ
لوٹ مار کے سنہ ۶۶۴ اور سنہ ۶۹۲ عیسوی میں ہوئے مگر انسے کچھ مقصد برآری نہ ہوئی
البتہ کچھ عربوں کا ایک جہاز دیبل کے بندرگاہ میں لوٹ لیا گیا تو بادشاہ
کی غرض سے ایک نوجوان سردار جسکا نام محمد قاسم تھا سنہ ۷۱۱ عیسوی میں سندہ پر
فوج کشی کی اور یہ فتح تھا تب ان لشکروں نے دریائے اٹک کی سرحد تک
فتح کیا لیکن چونکہ ان مسلمانوں کا لشکر تھا اس ملک کی آب و ہوا کے باعث کمزور تھا
اسلئے سنہ ۷۱۴ عیسوی میں قاسم کے انتقال کی وجہ سے بہت سا لڑائی موقوف ہی کہتے ہیں کہ

وقت یا یوں کہیے ہندوؤں نے بھی شجاعت کی ایسی داد دی کہ حملہ آور دنگ رہ گئے یک
قلعہ میں راجپوت محصور ہو گئے اور کوئی صورت جانبری کی نہ تھی اس حالت میں انھوں نے محصور
مرنا قبول کیا مگر اطاعت پر راضی نہ ہوئے اوسکے اندر ایک چتا بنا کے عورتیں اور بچے
جل گئے تب مردوں نے اشنان کر ایک دوسرے سے گلے مل قلعہ کا دروازہ کھول دیا اور
محاصرین سے لڑکے ایک ایک کر کے مارے گئے یہہ بھی روایت کرتے ہیں کہ سنہ ۷۵۰ ع
میں راجپوتوں نے مسلمانوں کے صوبہ دار کو نکال دیا تھا بہر حال سندھ پر ہندوؤں کا دوبارہ
تسلط سنہ [illegible] ع تک ہونے پایا ہے

## مسلمانوں کی فتحیابی سے قبل جو ہند کی کیفیت تھی اوسکا بیان

جبتک کہ اہل اسلام کی ظفریابی کا جھنڈا ہندوکش کے مغرب کیجانب ممالک
ایشیا اور افریقہ اور یورپ کے جنوب میں اسپین اور فرانس تک پہونچ گیا
اسلامی لشکر کے قدم پنجاب میں نہ جمے سندھ میں جو تاخیر ہوئی اوسکی وجہہ صرف یہی تھی کہ
ہند کی قومیں مثل سندھ کے راجپوتوں کے جنکا ذکر ہوا دلیر تھیں بلکہ ایسا قرین قیاس
ہی کہ اوس زمانہ کی ہندو ریاستوں میں فوجی انتظام بھی نہایت عمدہ تھا جو اہل اسلام
کے آگے بڑھنے کا مانع ہوا کیونکہ کوہ بندھیاچل کے شمال کو بڑے پایہ کی دلی و اجمیر
میں مختلف قسم کے سردار سلطنت کرتے تھے شمال و مغرب کو سندھ کے میدانوں
اور دریائے جمن کی وادی بالا میں راجپوتوں کی سرکار حکومت تھی اور وہ خطہ جسے سنسکرت
زبان میں مدھیہ دیس کہتے تھے طاقتور بادشاہتوں میں منقسم تھا اور اون فرمانرواؤں کا

والی قنوج تھا اور بہار سے لیکر نیچے تک گنگا کی وادی مین پال یعنی بدھ
خاندان کے راجہ اوسوقت تک کہین کہین سلطنت کرتے تھے اور اونکے نام نشان
لیکر اون قریون تک جو بنگالہ کی ڈیلٹا کے کچھار جنگلون مین واقع ہین سنے جاتے ہین
بندھیاچل کا سلسلہ اور جنگل مثل ایک دیوار کے شمالی اور جنوبی ہندوستان کے دو بڑے
حصون کے درمیان حائل ہے اور ان دونون حصون کے مشرقی اور وسطی میدانون مین پہاڑی
وحشی فرقے آباد تھے اونکی مغربی حد پر بمبئی کی جانب مالوہ کی ہندو سلطنت واقع تھی
جہان بکرماجیت کے علم و ہنر کے زمانہ کی یاد ہنوز لوگون مین باقی تھی وہان کے راجا اپنے
اس حد تک جو رہے تھے کہ اونکی سپاہ کے فراہم ہونے سے ایک لشکر عظیم مہیا ہو سکتا تھا
بندھیاچل کے جنوب مین بہت غیر آریائی نسل کے تلنگ آندھرا چیرا چولا اور پانڈیا
خاندانون سے نکلے ہین بڑے بڑے فرمانروا اون کی ماتحتی مین حکمرانی کرتے تھے۔

## ہندوؤن کی قدرت مقابلہ

اور ہندو ریاستون مین جو شمال و جنوب مین واقع تھین ایسا باہمی ارتباط نہ تھا کہ
مسلمانون کے حملہ آور ہونیکا مجموعی طاقت سے مقابلہ کرسکتی تھین اور چونکہ ان حصون کی تعداد کثیر تھی اور ہر ایک
مین بہت سی چھوٹی چھوٹی ریاستین شامل تھین لہذا انکا تسخیر کرنا آسان کام نہ تھا کیونکہ
کسی اعلیٰ رئیس کی ہلاکت یا شکست سے بھی یہ نہ تھا کہ باقیماندہ حصون اور انکے متعلق
ریاستون کا علیحدہ علیحدہ سر کرنا باقی رہجاتا علاوہ اسکے آئندہ ہمیشہ انہین سے سر اٹھنے کا
خوف اور فساد و بغاوت کا احتمال ہوتا اسلیے آسان نہ تھا جبتک سلطنت مین حسب دلخواہ
بندوبست نہو سکے جو مسلمانون کی حکومت قائم ہونے مین آخرکار کامیابی ہوئی ہے

تین صدیوں لگاتار متواتر حملوں کے جو شمال و مغرب سے ہوئے مسلمان ۹۷۷ عیسوی سے لیکر
۱۰۳۰ع تک صرف پنجاب کے سرحدی حصے کا قلیل حصہ شامل کرنے میں کامیاب ہوئے
اور اصلی جنوبی ہند میں ہندوؤں کی طاقت تل کوٹ کی لڑائی تک جو ۱۵۶۵ع میں
ہوئی تمام کمال اثر ہوتی تھی اور اسکے ایک سو برس کے اندر ہی اندر ۱۶۵۰ع میں ہندو
زور پکڑنے لگے تھے یہاں تک کہ مرہٹوں کے جتھے نے انکا سلطنت مغلیہ کو تہ و بالا
کر ڈالا سچ تو یہ ہے کہ مسلمانوں کی سلطنت کو شمالی ہند میں اوس تاریخ تک کچھ استحکام اور قوت
حاصل نہ ہوئی جب تک کہ اکبر بادشاہ نے اپنی حکمت عملی سے ہندو سرداروں و [illegible] کو اپنی
سلطنت کے انتظام میں شریک کیا (۱۵۵۶–۱۶۰۵ع) اکبر بادشاہ کے زمانہ تک بلکہ اسکے عہد کے
ابتدائی حصہ میں بھی راجپوتوں کی متعدد آزاد ریاستیں [illegible] سلطان دہلی کی
حکومت کے تابع نہ ہوئے تھے اور اکبر کے زمانہ کو دو صدیاں بھی گزرنے نہ پائی تھیں
کہ مرہٹوں نے دہلی کے مغل بادشاہ کو اپنا قیدی بنا لیا۔

## فتوحات اہل اسلام کا مختصر حال بلحاظ ترتیب تاریخی

[illegible] شمال ہند [illegible] سلطان [illegible] کی تحت میں آگیا [illegible]
سے ثابت ہوتا ہے [illegible] اہل اسلام کی [illegible] کا حال [illegible]
حصہ میں [illegible] ۱۲۰۰ع [illegible] شمال [illegible] اور [illegible] بادشاہ کے ماتحت
[illegible] تک [illegible] ۱۳۰۰ع [illegible] سلطان [illegible]
اور [illegible] بنگال کی [illegible]
[illegible] کے [illegible] سال [illegible] مغرب کی

سمت جاتا ہو ویسے ہی ہند کی تاریخ میں ان یورشوں کو جنکا ذکر ہوا اوسی سرزمین
کے خانہ بدوش فرقوں کا جنوب مشرق کی جانب آنا تصور کرنا چاہیے اور واضح ہو کہ
اہل اسلام کا کسی وقت میں تمامی ہند پر تسلط نہوا بلکہ ہندوستان کے بڑے بڑے صوبوں پر حاکم
رہے اور جس زمانہ میں کہ مسلمانوں کے اقبال کا ستارہ نہایت عروج پر تھا ہندو راجہ
فقط نعلبندی ادا کیا کرتے تھے اور اپنی طرف سے شاہ دہلی کے دربار میں وکیل مقرر کرکے
بھیجتے تھے مگر یہ فوقیت بھی سو برس سے کچھ ہی زیادہ قائم رہی (سنہ ۱۵۶۸ء سے سنہ ۱۷۰۷ء
تک) یہ قلیل میعاد بھی گزرنے نہ پائی تھی کہ اہل ہنود پھر اپنے ملک کو مسلمانوں کے قبضے سے
نکال لینے میں مصروف ہوئے چنانچہ جنوبی اور جنوب مشرق کی نواح سے راست
دہلی کو دبلانے لگے اور شمال و مغرب میں سکھوں کی مذہبی جماعتیں رفتہ رفتہ ایک جنگ آور
قوم ہو گئیں اور مرہٹوں نے جو ادنی ذاتوں کی جرأت دلیری اور برہمنوں کی مدبری سے
مستفید تھے ہند کی جملہ ریاستہائے اسلامیہ کو اپنا باجگذار بنا لیا اور جہانتک کہ انسانی
بصیرت میں قیاس کام کرسکتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اگر سرکار انگلشیہ کا اقبال حال کی صدی کے
شروع میں ظفر و نصرت کی ترقی نکرتا تو سلطنت مغلیہ اہل ہنود کے تصرف میں عود کر جاتی

## ترکوں کی پہلی یورشیں سبکتگین کا بیان سنہ ۹۷۷ء

پہلی لڑائی جو پنجاب کی سرحد پر ہندوؤں اور مسلمانوں میں ہوئی اوسمیں چھیڑ ہندوؤں
ہی کی طرف سے ہوئی تھی کیونکہ لاہور کے راجہ جیپال نے سنہ ۹۷۷ء میں افغانوں کی لوٹ
کھسوٹ سے تنگ آکر غزنی کی بادشاہت پر جو افغانستان میں ہے فوج کشی کی

اور اپنا لشکر درون تک لیگیا سبکتگین نے جو غزنوی خاندان کا شاہزادہ تھا تخت
آرائی کے بعد جب اندھپال نے موقع پا کر ہندوؤں کی درون سے واپس آنے کی راہ مسدود
کر دی مگر جب اونھون نے پچاس ہاتھی نذر کیے اور دس لاکھ درہم یعنی ڈھائی لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ
کیا تب اونھیں ہندوستان کو جانے کی اجازت دی ایک روایت ہے کہ جب یہ بات اوسکے کان مین
پہنچی تو برہمن اوسکے وزیر نے ہاتھ سر پکڑے یہ صلاح دیتے تھے کہ ایک جیتی گروہ دینا ہی
ہتک کرنا ہی اور اوسکے امرا اور فوج کے سردار بائین طرف کھڑے اسکی التجا کرتے تھے کہ اپنے قول
ثابت قدم رہنا چاہیے اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سبکتگین فوراً چیپال پر چڑھ آیا اور جیپال کو شکست دی
اور پشاور کے قلعہ مین ایک افغان سردار کی ماتحتی مین دس ہزار سوار متعین کیے اس واقعہ کے چند ہی روز بعد
سبکتگین کو وسط ایشیا مین جنگ پر جانیکی ضرورت پڑی اور ہندوستان مین صرف قلعہ کو اوسکی یورش کا
یادگار رہا مگر اس زمانہ سے وہ دونون درے افغانون کے قبضہ مین ہین ؛

## محمود غزنوی ۹۹۷ء–۱۰۳۰ء

سلطان سبکتگین نے ۹۹۷ء مین وفات پائی اور اوسکا بیٹا محمود غزنوی ستائیس
برس کی عمر مین تخت نشین ہوا اس شجاع بادشاہ نے تینتیس سال سلطنت کی اور
اپنی مختصر بادشاہت ملک فارس کے مغرب سے لیکر مشرق مین پنجاب کے
اندر تک پھیلائی اول چار سال تو اوسنے اپنی طاقت وسط ایشیا کے مغرب کو مستحکم
کرنے مین صرف کیے اور بعد ازان منجملہ سترہ ہند کی یورشون کے پہلی یورش
۱۰۰۱ء مین کی ان حملون مین ۱۳ مغربی حصہ پنجاب کی تسخیر کی غرض سے
ہوے مگر کشمیر کے حملے مین ناکامیابی ہوئی اور باقی تین حملے زور شور کے ساتھ

قنوج اور گوالیار اور سومنات کے دور دراز شہرون پر بہی ہوا لاہور
کی سرحد کے راجہ جی پال نے بہی شکست کھائی اور چونکہ ہندوون کا یہہ قاعدہ تھا کہ جس راجہ
کو دو مرتبہ شکست ہوئی تھی اوسے گدی کے لائق نہین سمجھتے تھے لہذا جی پال نے
بادشاہت اپنے بیٹے کو سپرد کی اور خود اپنا شاہانہ لباس پہنے ہوئے چتا پر چڑھ کے
جل گیا۔ اور علی ہذا اس نواح کے ایک اور سردار نے تلوار سے اپنے تئین ہلاک کیا مگر
اطاعت قبول نکی۔ چھٹی مہم مین جو ۱۰۰۸ء مین واقع ہوئی ہندوون نے ایسی
حب الوطنی ظاہر کی کہ شریف عورتون نے اپنا گہنا پاتا گلوا ڈالا اور غریبون نے
سوت کات کات کے لڑائی مین اپنے خاوندون کی مدد کی گہنٹی ہی لڑائی کا دور
ہی کہ حملہ آورون کی حالت نہایت نازک ہوگئی اور محمود نے اس خوف سے کہ حملہ
راجاؤن نے صوبہ مالوہ سے لیکر اٹک اودہ تک ایکا کرلیا تھا پشاور مین
مورچے ڈالے اور ایک مرتبہ جو ان مورچون مین سے برآمد ہوکر حملہ کیا تو سخت شکست کا ڈر دکھائی دیا
کیونکہ گکہر قوم کے وحشی لوگ محمود کے لشکر مین گہس پڑے اور چار ہزار مسلمان تہ تیغ کیے

## سومنات کی لوٹ کا بیان واقعہ ۱۰۲۴ء

واقعات متذکرہ سے ظاہر ہے کہ ہر مہم سے مسلمانون کا قبضہ ہندوستان پر بڑہتا ہی گیا
اور محمود تہانیسر اور نگرکوٹ کے مندرون سے بے انتہا غنیمت لیگیا مگر
سولہوان حملہ جو اوسنے سومنات کے مندر واقع ملک گجرات پر ۱۰۲۴ء مین کیا
نہایت مشہور ہے محمود کو متواتر کئی ہزیمتین ہوئین مگر آخرکار اوسنے شہر پر قبضہ کرلیا قلعہ کی فوج
مین سے پانچہزار ہندو کام آئے اور باقی کشتیون پر سوار ہوکر سمندر کی طرف بہاگ گئے

**سومنات** کا مشہور بُت اون بارہ لنگون یعنی توالد کی علامتون مین سے تھا جو ہند کے مختلف مقامون مین قایم کیئے گئے تھے چونکہ محمود نے بُت شکن کا نام اختیار کیا تھا لہذا اوس زمانہ کے ایرانی مورخ سومنات کے تاخت و تاراج سے محمود کے دینی جوش کی ایک روایت منسوب کرتے ہین تاریخ فرشتہ کا مصنف بلا لحاظ اسبات کے کہ یہہ بُت محض ایک ناتراشیدہ پتھر تھا کوئی مورت نہ تھی بیان کرتا ہی کہ جسوقت محمود مندر مین داخل ہوا تو پجاریون نے اوس سے اس بُت کے عوض بے انتہا دولت دینے کا وعدہ کیا مگر محمود نے جواب دیا کہ مین بُت فروش مشہور ہونے سے بُت شکن مشہور ہونا پسند کرتا ہون اور یہہ کہکر اپنا گرز اس زور سے مارا کہ بُت پاش پاش ہوگیا اور جواہرات کثیر اوسکے اندر سے نکلا اور اسطرح محمود کو گویا اپنی بیداری کا غیب سے صلہ ملا۔ اگرچہ یہہ صاف ظاہر ہی کہ اس بے بنیاد قصہ کی ابتدا کیونکر ہوئی تاہم اکثر مصنفون نے اوسکا بالتخصیص ذکر کیا ہی محمود سومنات کے مندر کا پھاٹک اور بُت کے ریزے اپنے ساتھ غزنی کو لیگیا جب واپس جاتا تھا راہ مین دریاے **انڈس** کے گرد و نواح کے بیابان مین وہ خود اور اوسکا لشکر ہلاک ہوتے ہوتے بچا۔ وہ صندل کا دروازہ جسے لارڈ **ایلنبرہ** کے عہد مین غزنی سے بطور فتحمندی کے یادگار کے لائے تھے اور جسکی نسبت علی العموم مشہور ہوا تھا کہ یہہ سومنات کے مندر کا پھاٹک ہی ایسی ہی ناقص تراشیدہ کہانی ہی جیسے اوس ہندو کے بُت کے شکم مین سے جواہر برآمد ہونے کی روایت۔ محمود غزنوی نے سنہ ۱۰۳۰ع مین اس جہان فانی سے رحلت کی +

## محمود کی یورشوں کے نتائج

پچیس برس کی جنگ جدل اور سترہ حملوں کا فقط یہہ نتیجہ ہوا کہ محمود نے پنجاب کے مغربی اضلاع سلطنت غزنی کے مطیع کیئے اور اپنے تاخت و تاراج کی یادگاری مشرق مین قنوج اور جنوب مین گجرات تک چھوڑ گیا۔ اوسنے کسی وقت ہند مین مقیم ہوکر سلطنت کرنیکا قصد نہین کیا۔ بلکہ پنجاب کے ادہر اودہر کے حملے اس نمط پر تھے جیسے کوئی بہادر دینی جوش مین آکر کسی خاص شہر کے مندر یا بت کا توڑنا مد نظر رکھتا ہو اور ملک کا تسخیر کرنا منظور نہو۔ اوسکے باپ نے تو پیشاور کو اپنی قلمرو کی فقط سرحدی چھاونی قائم کیا تھا مگر وہ پنجاب کو غزنی کا بیرونی صوبہ بنا گیا۔

## محمود کی بعض حکایتین

بہت سی حکایتین جنسے محمود کی دلاوری و دینداری بلکہ کفایت شعاری ظاہر ہوتی ہے مسلمان مورخون نے بیان کی ہین۔ کہتے ہین کہ ایک دن کسی غریب عورت نے آکر اوس سے فریاد کی کہ میرے بیٹے کو رہزنون نے عراق کے دور دراز دشت مین مار ڈالا ہے۔ محمود نے تاسف ظاہر کیا مگر فرمایا کہ تختگاہ سے اسقدر فاصلہ پر ایسے واقعات کا روکنا دشوار ہے۔ یہہ سنکے اوس بڑھیا نے محمود کو فہمایش کی کہ تجھکو اوسی قدر ملک رکھنا چاہیئے جسکا تو بخوبی انتظام کرسکتا ہے۔ اس سے خوش ہوکر سلطان نے اوسکو انعام دیا اور اوس راہ پر کاروانون کی حفاظت کے لیئے

سیاہ معین کی۔ چونکہ محمود علم دوست اور شاعروں کا حامی تھا لہذا اوسکی سخاوت اور قدردانی کی شہرت سنکر **فردوسی** بھی اوسکے دربار مین آیا سلطان نے اوسکا شاہنامہ نہایت شوق سے سنا اور اوس سے بوقت اختتام فی شعر ایک درم طلائی دینے کا وعدہ کیا تیس برس کی محنت اور جانفشانی کے بعد جب شاعر آیا اور اپنے انعام کا طالب ہوا مگر جب سلطان نے دیکھا کہ شاہنامہ مین ساٹھ ہزار اشعار سے کم نہین ہین تب اوسکو بجاے طلائی کے ساٹھ ہزار نقرئی درم دینے کا حکم دیا اسپر فردوسی کمال ناخوش ہوکر چلا گیا اور ایک نہایت سخت طنز آمیز ہجو لکھی جس سے بادشاہ کے حسب نسب کا داغ صفحہ روزگار پر ہنوز قائم ہے بہرحال محمود نے نظم رزمیہ کی عمدگی کے لحاظ سے ہجو کی گستاخی معاف کی اور اپنی بدنامی پر نادم ہوکر ایک لاکھ درم طلائی فردوسی کے پاس روانہ کیے مگر یہ بخشش خسروانہ دیر مین پہونچی جس وقت شاہی قاصد زر کی تھیلیان لیے ہوئے شہر کے ایک دروازہ سے داخل ہوئے دوسرے دروازہ سے شاعر کا جنازہ لوگ باہر لیے جاتے تھے ٭

## خاندان غوری کا بیان ۱۱۵۲ء – ۱۲۰۶ء

محمود کے جانشینوں کے ہاتھ سے پنجاب قریب سو برس کے عرصہ تک سلطنت اسلامیہ کا صوبہ بنا رہا **غور** اور **غزنی** جو افغانستان کے شہر ہین انکے باشندون مین ایک عرصہ دراز سے سخت عداوت چلی آتی تھی محمود نے ۱۰۱۰ء مین غور پر تسلط کیا تھا مگر قریب ۱۱۵۲ء کے غوریون کے سردار نے **غزنی** کو فتح کیا اور اوسکے خاص باشندون کو قید کرکے اپنی دارالسلطنت کو لے گیا اور اونکے گلے کاٹ کاٹ کے انکے لہو سے

اپنی شہر پناہ کے لیے گاڑا ہوا پایا غرض کہ جانبین کے چند مرتبہ ایسے انتقام کے بعد
انجام کار غوریوں نے غزنی پر ۱۱۵۵ء میں قبضہ کر لیا اور خسرو نے جو محمود کی نسل کا اخیر بادشاہ تھا
بھاگ کر لاہور میں جو اسکی قلمرو واقع ہند کا تختگاہ تھا پناہ لی مگر ۱۱۸۶ء
میں یہ ملک بھی اوس سے جاتا رہا اور غوریوں کے امیر شہاب الدین نے جو محمد غوری
کے عرف سے زیادہ تر مشہور ہی خاص اپنے لیے ہند کی تسخیر شروع کی مگر ہندو
ریاستوں نے میدان جنگ میں شجاعت کی خوب داد دی اور بعض اون میں سے
ہنوز قائم ہیں اگرچہ افغانوں کی یورش کے سیلاب کو انپر سے گذرے ہوے
سات صدیوں کا عرصہ ہو چکا ہی ؛

## اہل ہنود کا محمد غوری سے مقابلہ کرنا

پہلا حملہ جو محمد غوری نے دہلی کی جانب ۱۱۹۱ء میں کیا اوسمیں اوسنے
ہندوؤں سے شکست فاش کھائی اور سخت زخمی ہوا اور بمشکل تمام میدان جنگ سے
جان سلامت لے گیا اور دشمنوں نے اوسکی پراگندہ فوج کا چالیس میل تک تعاقب
کیا مگر لاہور پہونچکر اوسنے اپنی منتشر سپاہ فراہم کی اور وسط ایشیا سے تازہ
لشکروں کی کمک پاکر ۱۱۹۳ء میں پھر ہندوستان پر چڑھائی کی ۔
راجپوت قوم کے راجے آپس کے رنج کی وجہ سے متفق ہوکر اوسکا مقابلہ نکر سکے
اس زمانہ میں شہر دہلی اور قنوج دو ہندو سلطنتوں کے گھر تھے مگر ایک دوسرے
کے رقیب اور انمیں سے ہر ایک کے فرمانروا کی شمالی ہند میں اپنا ہمسر کوئی نتھا
دہلی اور اجمیر پر چوہان قوم کا راجہ حکمرانی کرتا تھا اور رٹھوڑی راج یعنی مہاراجہ دھرج

سے کہ منز لقب سے مشہور تھا قنوج کے راٹھور راجہ سے نے جسکی تختگاہ کے نشانات ہنوز آٹھ میل مربع کی حد میں پائے جاتے ہیں گھوڑے کی قربانی کے قدیم طرز پر ایک عام ضیافت کی اور آپ کو کل راجاؤن کا فرمانروا قرار دیا اور چونکہ ایسی تقریب میں ضروری ہے کہ جملہ خدمتیں نوکرونکی ماتحت رئیسون سے لیجاوین لہذا دہلی کا راجہ منجملہ دیگر سرداروں کے دربانی کی خدمت پر طلب کیا گیا اور یہہ بھی تجویز ہوئی کہ اس موقع پر قنوج کے راجہ کی بیٹی بموجب قاعدہ سوئمبر کے جیسا سنسکرت کی نظم و نثر میں بیان آیا ہے اپنے لیئے شوہر منتخب کرے اگرچہ دہلی کے راجہ کو اس لڑکی سے عشق تھا تاہم اوسکو کسی کا دربان بنکر کھڑا ہونا گوارا نہوا لیکن چونکہ وہ حاضر نہ تھا اس لیئے اوسکی شبیہ بناکر تضحیک کی غرض سے دروازہ پر کھڑی کی گئی جبکہ راجہ کی بیٹی شوہر منتخب کرنیکی رسم کے لیئے دالان میں داخل ہوئی اور سنے استقلال کے ساتھ سب راجاؤن پر جو گرد حلقہ باندھے کھڑے تھے نظر ڈالی اور اونکے سامنے سے باشان و تمکین نکلتی ہوئی دروازہ کیطرف بڑھی اور وہی ہار اوس بدشکل شبیہ کے گلے میں ڈال دی راوی کا بیان ہے کہ اس موقع پر دہلی کا راجہ جو چھپا تھا یکایک گھس پڑا اور ایک جست میں مع شہزادی کے گھوڑے پر سوار ہو اپنی راجدہانی کی راہ لی تب راجہ قنوج نے جسکی اسطرح رسوائی ہوئی تھی ان مفرورون پر فوج کشی کی اور دوسری طرف سے دہلی پر حملہ کرنیکے لیئے پٹھانون کو اشارہ کیا غرض اس طرح یہ لڑائی قنوج و دہلی دونون ہندو ریاستونکی بربادی کا باعث ہوا ختم

## راجپوتون کی آبادیان قریب سنہ ۱۱۹۳ء کے

جو کچھہ اوپر بیان ہوا اوس سے ظاہر ہوتا ہے کہ راجپوت راجاؤن میں باہم رنج و ملال تھا

اور یہہ نا اتفاقی اس امر کی مانع ہوئی کہ سب شریک ہوکر محمد غوری کا مقابلہ کرین اُس زمانہ مین دہلی مین تنور راجپوت اور اجمیر مین چوہان اور قنوج مین راٹھور بستے تھے اور جو حملے شمال و مغرب سے ہوئے اونکا صدمہ انھین باسیون نے جھیلا کہتے ہین کہ آپس کے نزاع کی وجہہ سے منجملہ ایک سو آٹھہ راجپوت سردارون کے چونسٹھہ سردار دہلی اور اجمیر کے راجہ کے ساتھہ رہ گئے تھے اِسوقت مین یہہ دونون ریاستین ایکہی فرمانروا کے ماتحت تھین سنہ ۱۱۹۳ع مین افغانون نے دوبارہ پنجاب پر یورش کی اس مرتبہ دہلی اور اجمیر کے راجہ پرتھوی راج نے شکست کہائی اور مارا گیا اوسکی لاڈلی رانی اوسکے ساتھہ ستی ہوگئی۔ دہلی پر تسلط کرکے محمد غوری اجمیر پر بڑھا اور سنہ ۱۱۹۴ع مین اوسکے رقیب راجہ قنوج کو مغلوب کیا راجہ کام آیا اور اوسکی لاش میدان جنگ مین اوسکے مصنوعی دانتون سے پہچانی گئی قنوج کے جری راٹھور راجپوتون کے گروہ کے گروہ اور نیز شمالی ہند کے دیگر راجپوت فرقے اپنا وطن چھوڑکر چلے گئے مگر اس غیر ملک کے بادشاہ کی اطاعت قبول نہ کی اور اوس زمین مین جاکر جو دریا انڈس کے مشرقی ریگستان کے متصل ہے اون جنگ آور ریاستون کی بنا ڈالی جو آج کے دن تک راجپوتانہ کے نام سے مشہور ہین — تاریخ ہند کے یہہ واقعات فارسی مورخون کے بیان سے لیئے گئے ہین مگر پرتھی راج کے دربار کا ایک ہندو بہاٹ بہی اپنے قوم کے زوال کا بیان چہوڑ گیا ہے یہہ نظمی تاریخ جسکو چاند کی پرتھوی راج راسا کہتے ہین ہندی نظمون مین نہایت قدیم ہے اوسمین اسطرح بیان آیا ہے کہ مسلمان حملہ آورون نے سواے اخیر جنگ کے اور سب لڑائیون مین شکست کہائی اور کہ ونکار دا ہمدہ

کے ہاتھہ مین گرفتار ہوا اور ایک گران فدیہ دیکر مخلصی حاصل کی مگر ہندو سردارون کے
آپس کا نفاق اونکی تباہی کا باعث ہوا۔

## مسلمانون کا ملک بنگالہ کا فتح کرنا سنہ ۱۲۰۳ع

جو کچھہ ان نظمون مین جنسے حُب الوطنی مترشح ہے بیان ہوا ہے اوس سے قطع نظر کر کے
یہہ بات ثابت ہے کہ محمد غوری خود بنارس اور گوالیار تک آیا مگر اوسکے سپہ سالار
بختیار خلجی نے سنہ ۱۱۹۹ع مین بہار فتح کیا اور سنہ ۱۲۰۳ع مین ملک بنگالہ پر
ڈکّا تک تسلط کیا۔ جب مسلمان قریب پہونچے تو بنگالہ کے راجا لکشمن سین کو
اوسکے برہمن مشیرون نے صلاح دی کہ اپنی دار الخلافت ندیہ سے کسی اور مقام
کو نقل کر جاوے مگر چونکہ یہہ راجہ نہایت دیندار تھا اور عمر بھی اسّی برس کی تھی لہذا
وہان سے جانے مین یہانتک پس و پیش کیا کہ افغان سردار نے دار الخلافت پر
قبضہ کر لیا اور ایک دن جبکہ راجہ سوئی کھا رہا تھا محل مین گھس پڑا۔ راجہ پر اسقدر
ہیبت چھائی کہ ننگے پاؤن چور دروازہ سے نکل پوری کو جو اڑیسہ مین ہے بھاگ گیا
اور وہان باقی عمر جگن ناتھہ جی کی خدمت مین گزاری۔ اس زمانہ مین سلطان محمد غوری کا وقت
یا تو افغانستان کی لڑائیون یا ہند کے حملون مین صرف ہوا۔ غزنی اوسکا
تختگاہ تھا اور اسقدر فرصت نہ ملی کہ ہند کے ممالک محروسہ کو سجا دے حتی کہ
پنجاب مین بھی فرقون نے شکست گو کھائی تاہم مطیع نہوئے تھے اور سنہ ۱۲۰۳ع مین
گکھر کی قوم پہاڑون سے اوتری اور لاہور پر قبضہ کیا اور کل صوبے کو ویران و تباہ
کر ڈالا اور سنہ ۱۲۰۶ع مین جبکہ دریاے انڈس کے کنارے افغان پڑے ہوئے تھے

خاندان غوری یا سلطنت

ایک جماعت ان لوگون کی دریا تیر کے اوتر آئی اور خیمہ مین گھس کے سلطان کا کام سوتے مین خنجرون سے تمام کیا +

## محمد غوری نے جو کچھہ ہند مین کیا

محمد غوری کو مثل محمود غزنی کے ایک دیندار سورما نہین بلکہ ایک ایسا فتحمند سمجھنا چاہیے جسکو ملک تسخیر کرنا منظور تھا نہ آن اپنی مہمون مین اوسکی نظر مندرون کے لوٹنے پر نہین بلکہ صوبجات کے حاصل کرنے پر تھی سنہ ۹۷۷ء مین جب سبکتگین نے قضا کی تو پشاور غزنی کی سلطنت کا ایک بیرونی صوبہ تھا او محمود نے پنجاب کے مغربی حصہ کو زیر کرکے سنہ ۱۰۲۳ء مین اوس سلطنت مین شامل کر لیا لیکن اونکی پورشون کا بھی حاصل تھا مگر محمد غوری کل شمالی ہند کو دریاے انڈس کے ڈیلٹا سے لیکر دریاے گنگ کے ڈیلٹا تک زیر کرا ہوا آزمودہ کار افسرونکی ہاتھی مین چھوڑ گیا جنھون نے اوسکی وفات کے بعد اپنے لیے سلطنتین قائم کین (سنہ ۱۲۰۶ء)

## قطب الدین سنہ ۱۲۰۶-۱۲۱۰ء

قطب الدین نے جو ہند مین سلطان محمد غوری کا نائب السلطنت تھا اپنے تئین دہلی مین ہند کا فرمانروا مشتہر کیا اور اسطرح پر ایک خاندان شاہی کی بنا ڈالی جو سنہ ۱۲۰۶ء سے سنہ ۱۲۹۰ء تک قائم رہا قطب الدین کو سندھ سے لیکر بنگالہ تک کل مسلمان سردارون و اقبالمند سپاہیون پر جو ہند مین قسمت آزمائی کو آئے تھے حکمرانی کا دعوی تھا اوسنے چند عمدہ عمارتین تعمیر کین چنانچہ خاص دار السلطنت مین

قطب مسجد جسکے سڈول ستونون کی صفون پہ عمدہ سنگتراشی کا کام ہی اوسکی یادگار ہی اور نیز قطب مینار کی گاؤدم لاٹ جسپر قرآن کی سورتین پچیکاری کے کام سے لکھی ہوئی ہین پرانی دہلی کے ویرانے سے سربلند کیے ہوئے نظر آتی ہی۔

اصل مین قطب الدین ایک ترکی غلام تھا اور چونکہ اوسکے جانشین بھی لاوارثی یا فن فریب کے ذریعہ سے ادنیٰ مرتبہ سے تخت کو پہنچے اسلیے یہہ خاندان غلام سلاطین کے نام سے مشہور ہی اور انھین کے عہد مین مسلمان بادشاہ ہند مین مستقل طور رہنے لگے۔ قطب الدین نے سنہ ۱۲۱۰ء مین وفات پائی ✣

# غلامون کا خاندان

سنہ ۱۲۰۶–۱۲۹۰ عیسوی

اس خاندان کے بادشاہون کو تین خطرناک معاملون سے جنمین سلطنت سلسلۂ اسلامیہ شروع ہی سے مبتلا ہو گئی اور جو انجام کار اوسکی تباہی و بربادی کا باعث ہوئے مقابلہ کرنا پڑا اول تو انکے اپنے مسلمان سردارون اور صوبہ دارون نے بغاوت کی دوسرے ہندوون نے فساد برپا کیا تیسرے تاتار سے حملے بالتخصیص مغلون کے وسط ایشیا سے ہوئے ✣

# التمش

سنہ ۱۲۱۱–۱۲۳۶ عیسوی

تیسرا اور سب سے بڑا بادشاہ غلامون کے خاندان کا التمش تھا جلوس فرمانے ہی اسکو بنگالہ اور سندھ کے صوبہ دارون کے جو خودمختار بن بیٹھے تھے مطیع کرنیکی ضرورت درپیش آئی اور اسکے عہد مین مغلون کی ایک یورش بھی ہوئی جس سے قریب تھا

کہ اسکی بادشاہت تہ و بالا ہو جائے یعنی یہہ کہ چنگیز خان اپنے مغل لیے ہوئے ایک
افغان سردار کے تعاقب مین ہند کے درون کی راہ آ داخل ہوا مگر دریاے
انڈس اوسکے آگے بڑھنے کا مانع ہوا اور دہلی اس صدمہ سے بچ گئی التمش کی وفات سے
پہلے جسکا وقوع ۱۲۳۶ع مین ہوا ہندو کھلم کھلا فساد کرنے سے برکنیت سے باز
آئے تھے اور مسلمان صوبہ دار بندھیاچل پہاڑ کے شمال مین کل سرزمین پر جسمین
پنجاب ممالک مغربی و شمالی اودھ بہار بنگالہ
اجمیر گوالیار مالوہ اور سندھ داخل ہین حکمران تھے اور اسی عہد مین
خلیفہ بغداد نے ہند کی سلطنت اسلامیہ کو ایک علحدہ خود مختار بادشاہت قرار دیا
اور دہلی کی سلطنت جدید کا سکہ ۱۲۲۹ع مین رائج کیا +

## سلطانہ رضیہ بیگم

۱۲۳۶-۱۲۳۹ عیسوی

رضیہ بیگم التمش کی بیٹی تھی سواے اسکے کسی شہزادی نے دہلی کی سلطنت
اسلامیہ پر فرمانروائی نہین کی وہ علم قرآن کی فاضلہ تھی اور بادشاہت کا کام تندہی سے
کرتی تھی اور ہر معرکہ مین کوشش بلیغ اور استقلال ظاہر کرتی تھی اسی سبب سے تاریخ مین
بجاے سلطانہ کے سلطان رضیہ بیگم کے مردانہ لقب سے مشہور ہے مگر چونکہ وہ ایک حبشی
غلام کی جو اوسکے اصطبل کا داروغہ تھا از حد خاطر کرتی تھی اس سبب سے اوسکے افغان امرا
اوس سے ناراض ہو گئے اور اوسے تخت سے اوتار کے قتل کر ڈالا۔ رضیہ بیگم نے فقط
ساڑھے تین برس حکومت کی مگر یہہ قلیل زمانہ بھی فتنہ و فساد سے خالی نہ رہا +

# مغلون کے حملے اور راجپوتون کی سرکشیان

مغلون کے حملون اور اہل ہنود کی سرکشیون سے غلامون کے خاندان شاہی کی نیو نیچے سے جڑ کٹنے لگی کہتے ہین کہ سنہ ۱۲۴۵ء مین مغل بنگالہ کے شمال و مغرب سمت کی راہ سے ناگہان چڑھ آئے اور پھر چوالیس برس تک یعنی من ابتدا سنہ ۱۲۴۴ء لغایت سنہ ۱۲۸۸ء افغانستان کے درون کی راہ سے پنجاب مین بار بار آیا کیے اور گکھرون اور میوات کی پہاڑیون کی وحشی قومون نے تشنیع کے ضلع کو جو مسلمانون کے قبضے مین تھا دار الخلافت دہلی کے قرب و جوار تک ویران کر دیا راجپوتونکی بار بار کی سرکشی ہندی جنگ آور فرقونکی جبلی عادت سے کہ لا زوال ہونے کی ابتدا سے اشارہ کرتی تھی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ سلطنت مغلیہ کو ٹوٹنے سے بے تکلیف پہونچی اور اوسکا زوال بھی ہو گیا مگر یہہ ہنوز قائم ہین غلام بادشاہون کے عہد مین بھی ہند کا شمالی حصہ فقط نیم مطیع ہوا کیونکہ ہندو مالوہ اور راجپوتانہ اور بندیلکھنڈ اور گنگا اور جمنا کے کنارون پر دہلی تک برابر سرکشی کرتے رہے +

## بلبن

### سنہ ۱۲۶۵ء سے سنہ ۱۲۸۷ء تک

بلبن غلامون کے خاندان کا ایک چھوٹے کے آخیر بادشاہ تھا اس بادشاہ کو نہ صرف مغلون اور ہند کے وحشی فرقون اور راجپوتون سے لڑنا پڑا بلکہ خود اپنے صوبہ دارونکی نگرانی کرنی پڑی چونکہ ایام شباب مین بلبن نے اپنے ساتھ کے

چالیس

غلامون سے آپس مین ایک دوسرے کی مدد کرنیکا قول و اقرار کیا تھا لہذا جب وہ تخت پر بیٹھا تو اس زبردست اور خطرناک جماعت کا ایکا توڑنے کی ضرورت پڑی اپنے صوبہ دارون مین سے بعض کے اوسنے سر بازار کوڑے لگوائے اور بعض کو یہانتک پٹوایا کہ وہ اوسکی آنکھون کے سامنے جان بحق تسلیم ہوگئے اور ایک حبشی کو جو ملک بنگالہ کے باغی صوبہ دار کے زیر کرنے مین ناکامیاب ہوا تھا سولی دلوادی بلبن نے بنگالہ کے ڈلیا پر خود چڑھائی کی اور بنگالہ مین جو بغاوت کی آگ بھڑک رہی تھی اوسے کمال سرعت کی حکمت عملی سے فرو کیا اور ہندو باغیون کی سرکوبی مین بالتخصیص کوئی دقیقہ جور و ستم کا اوٹھا نرکھا چنانچہ دہلی کے جنوب مین میواتیون کے لاکھہ راجپوتون کو تہ تیغ کیا کہ جس سے اس قوم کا عنقریب استیصال ہوگیا بعد ازان اوسنے وہ جنگل جسمین یہہ پناہ لیا کرتے تھے صاف کرادیا اور اوسمین زراعت ہونیلگی۔ اس زمانہ مین مغلون کے ظلم و تعدی کے باعث وسط ایشیا کے بہت سے شہزادون اور شاعرون نے شہنشاہ ہند کے دربار مین آکر پناہ لی اور بلبن یہہ بات فخریہ کہا کرتا تھا کہ کم سے کم پندرہ والیان ملک میرے دسترخوان پر کھانا کھاتے ہین اور دہلی کے محلون کو اپنے مہمان شہزادون کے وطن کے نام سے موسوم کیا اور کسی کا نام محلہ بغدادی اور کسی کا خوارزمی اور کسی کا غوری کہا بلبن نے سنہ ۱۲۸۶ع مین اس جہان فانی سے رحلت کی اسکے جانشین کا یہہ حال ہوا کہ دشمنون نے زہر دیکر اوسکا قصہ تمام کیا اور اسطرح غلامون کے خاندان کا سلسلہ سنہ ۱۲۹۰ع مین ختم ہوا۔

# خاندان خلجی سنہ ۱۲۹۰-۱۳۲۰ء

اوسی سال جلال الدین جو قوم خلجی کا حاکم تھا دہلی کے تخت پر بیٹھا اور خاندان خلجی کی جو تیس سال تک قائم رہا بنیاد ڈالی اس خاندان کے بادشاہون نے اسلام کی طاقت کو دکھن مین پھیلایا علاء الدین جو اس خاندان کے بانی کا بھتیجا اور کڑا کا جو الہ آباد کے قریب واقع ہے حاکم تھا اپنے سوارون کی فوج لیکر بندھیاچل کے اوس پار گیا اور تین سو میل کے فاصلے پر شہر بھلسہ کو جسمین بدھون کے مندر بکثرت تھے خوب لوٹا اور بندیلکھنڈ اور مالوہ کے سرکش راجاون سے زور آزمائی کے بعد علاء الدین کے ذہن مین یہہ بات گذری کہ دکھن کا تاخت تاراج ہونا چاہیئے اس ارادہ کے پورا کرنیکی نیت سے وہ آٹھہ ہزار سوار لیکر دکن کے وسط مین پہنچا اور اثناے راہ مین یہہ مشہور کیا کہ مین اپنے چچا کے یہان سے بھاگ کر آیا ہون اور راجمہندری کے راجہ کی خدمت مین تلاش ملازمت کے لیئے جاتا ہون - راجپوتون کے عالی ظرف سردارون نے تو غریب الوطن سمجھ کے اوسپر حملہ کرنے سے اجتناب کیا مگر علاء الدین دیوگری کے بڑے شہر پر جسکو اب دولت آباد کہتے ہین اور جو اوس زمانہ مین مہاراشٹر کی ہندو سلطنت کا تختگاہ تھا چھاپا جا مارا اور شہر مین یہ کہان پہونچکر مشہور کیا کہ ابھی تو شاہی لشکر کا ہراول ہی آیا ہی اور اسطرح مغالطہ دیکر اور بے انتہا لوٹ وصول کرکے اپنی عملداری کو جو سات سو میل کے فاصلہ پر گنگا کے کنارہ واقع تھی پھر واپس آیا بعد اسکے غنیمت کا مال تقسیم کرنے کے پہلے سے سلطان

جلال الدین کو کڑا کو بلایا اور مصافحہ کرتے وقت اوس پیرمرد کا کام تمام کیا (۱۲۹۵ء)

## علاء الدین کی سلطنت ۱۲۹۵-۱۳۱۵ء

علاء الدین نے غنیمت کا مال خوب لوٹا یا اور اپنے تئین سلطان مشتہر کیا اسکے
جس کے عہد مین مسلمانون کی حکومت دکن مین قائم ہوئی اوسنے ۱۲۹۷ء مین
گجرات کو ہندوون سے دوبارہ فتح کیا اور ۱۳۰۱ء مین رنتھنبور کو بعد محاصرۂ سخت
کے جیپور کے راجپوتون سے لے لیا اور ۱۳۰۳ء مین چیتور کا قلعہ فتح کیا
سیسودیہ راجپوتون کو مغلوب کیا اوس طرح بندھیاچل کے شمال کے
ملک مطیع کرکے اوسنے دکن کی تسخیر کی طیاری کی مگر قبل اسکے کہ اس مہم عظیم پر روانہ ہو اوسکو
مغلون کی بابت پیش بندی کرنا پڑا جو شمال کی طرف سے ہمیشہ مقابلہ کرنا پڑا [illegible]
اوسنے مغلون کو اپنی تختگاہ دہلی کے قریب شکست دی [illegible] کے ہیتان
چار دفعہ اون لوگون سے مقابلہ ہوا اور جو لوگ گرفتار ہوئے اونہین دہلی بھیج دیا جہان
نامی ہاتھیون سے پامال کیے گئے [illegible] بلا اختیار تیغ ہوئے اوسی زمانہ مین
اسکے چند قرابتدار جو بغاوت [illegible] ہوا اونکی سرکوبی بھی اوسی سختی کے ساتھ کی
یعنی اول تو مقید کر کے [illegible] اندھا کیا بعد ازان اونکے سر قلم کیے (۱۲۹۹ء)

## دکن کی تسخیر

جب علاء الدین [illegible] ہند کے معاملات کا انتظام کر چکا اوسنے دکن کی تسخیر کا
قصد کیا ۱۳۰۶ء مین اوسنے اپنے خواجہ سرا ملک کافور کو فوج دیکر بنگالہ کو بھیجا تھا اور
ورنگل [illegible] تلنگانہ کی ہندو سلطنت کا پایہ تخت تھا حملہ کرے چنانچہ ۱۳۰۹ء مین

یہہ سپہسالار مالوہ اور خاندیس ہوتا ہوا فتحیابی تمام مرہٹون کی ریاست مین پہنچا اور وہان اوسنے دیوگری پر قبضہ کیا اور راجہ رام دیو کو اسبات پر آمادہ کیا کہ اوسکے ساتھہ چلکر شاہ دہلی کے حضور مین آداب بجا لائے۔ پس جسوقت مین کہ سلطان علاءالدین مارواڑ مین راجپوتون کے مغلوب کرنیمین مصروف تھا اوسکا غلام اور سپہسالار کافور مہاراشٹرا اور کرناٹک مین آ پہونچے پل تک جو جنوب مین ہند کے سرے پر واقع ہے حملے کرتا رہا اور مقام آخر الذکر مین ایک مسجد بھی تعمیر کرائی +

## مسلمانون کی طاقت کی وسعت

سنہ ۱۳۰۶ع

اب سے ہند کے مسلمانون فرمانروا کو محض افغانون کا بادشاہ تصور کرنا چاہیے کیونکہ وسط ایشیا سے تین ہمون کے ہونیسے شمالی ہند مین مسلمان بکثرت ہو گئے تھے اول تو غزنی کا خاندان آیا جسکو ترکون کا قائم مقام سمجھنا چاہیے انکے بعد خاندان غوری یعنی افغان آئے اور آخر مین مغلون کا ازدحام جسنے پنجاب کی تسخیر بلین ناکامیاب ہو کر سلاطین دہلی کے یہان ملازمت اختیار کر لی تھی اور غلام بادشاہون کے زمانہ مین یہہ ملازمت پیشہ مغل ایسے زبردست ہو گئے تھے کہ سنہ ۱۲۸۶ع مین اونکا قتل عام کرانا پڑا اور پھر بہا سنہ ۱۲۹۲ع مین تین ہزار مغل اپنا آبائی تاتاری مذہب چھوڑ کر مسلمان ہو گئے۔ دہلی کے قریب انکو بود و باش کے لیے جگہہ عطا ہوئی جو آج کے دن تک مغلپور کے نام سے مشہور ہے علاوہ انکے اور بھی آئے۔

سنہ ۱۳۱۱ء مین متواتر سازشون سے تنگ آ کر علاء الدین نے پندرہ ہزار مغلون کو قتل کیا اور اونکے لڑکے بالون کو غلامی مین بیچ ڈالا۔ اس مسلمانون کی کثرت آبادی کے باعث علاء الدین کو خوب موقع ملا کہ شمالی ہندوستان اور نیز آگے کے ملکون سے ترکی و افغان اور مغل سپاہ بھرتی کرے اور جنوب کی طرف اور آگے بڑھکر فوج بھیجے جہان سابق کے بادشاہ نہ بھیج سکے تھے۔ مگر اوسکے عہد کے آخر برسون مین ہندوؤن نے گجرات مین سرکشی کی اور راجپوتون نے چتور پھر فتح کر لیا اور بہت سے قلعون کی فوج دکن سے نکال دی گئی۔ جبکہ سنہ ۱۳۰۳ء مین علاء الدین نے چتور فتح کیا تو وہان کی فوج نے مرنا قبول کیا پر مطیع نہوئی۔ اور ہنوز دہقان لوگ اگلے ملک کا ایک گیت گاتے ہین جسمین رانی اور اوسکی تیرہ ہزار [illegible] کے چتا پر جل جانے اور مردون کے محاصرین سے لڑنیکا ذکر ہے۔ باقیماندہ راجپوت دشمن کی صفین توڑ کر نکل گئے اور اراولی پہاڑ کی اعلی سطح پر راجپوتون کی خود مختاری اگرچہ علاء الدین کے عہد مین برائے چندے معرض زوال مین آ گئی مگر مطلق جاتی نہین رہی۔ آخر وقت مین علاء الدین از بس مغلوب الغضب اور شکی ہو گیا اور اوسنے اپنے بیٹون کو قید خانہ مین ڈالا اور کہتے ہین کہ اوسکے عزیز سردار کافور نے اوسکو زہر دیکر سنہ ۱۳۱۵ء مین اس جہان سے رخصت کیا۔

## ایک مرتد ہندو بادشاہ کا ذکر

۱۳۱۶–۱۳۲۰ء

خاندان خلجی کے عہد حکومت کے اخیر چار برسون مین سلطنت کے بیجا انقلابات

ایک پنچ قوم کے مرتد ہندو خسرو خان کو حاصل ہو گئے تھے - یہ شخص ملک کافور کا آوردہ تھا اوسنے اپنے حامی کی فتوحات اور نیز اوسکی بدخصلتوں کی پیروی کی اور اوسے اپنی آنکھوں کے سامنے قتل کرایا - خسرو خان رفتہ رفتہ مبارک شاہ کی ناک کا بال ہو گیا جو بدرجہ غایت اوباش تھا - زان بعد بادشاہ کو قتل کر کے تخت و بابیٹھا - گو بظاہر دین محمدی کو مانتا تھا مگر کلام مجید کی کمال بیعزتی کرتا تھا یہانتک کہ اوسپر بیٹھا کرتا اور مسجدوں کے ممبروں پر ہنود کے بت رکھوائے - خسرو اپنی باغی سپاہ کے ہاتھوں سے سنہ ۱۳۲۰ء میں قتل ہوا اور اسطرح خاندان خلجی کا خاتمہ ہو گیا -

## خاندان تغلق

سنہ ۱۳۲۰-۱۴۱۴ عیسوی

غیاث الدین تغلق جو بغاوت مذکورہ بالا کا سرغنہ تھا اصل میں ایک ترک کی غلام تھا اور بڑھتے بڑھتے پنجاب کی سرحد کا صوبہ دار ہو گیا اوسنے خاندان تغلق کی بنیاد ڈالی اور اگرچہ سنہ ۱۳۹۸ء میں تیمور کے حملہ سے اوسکو سخت صدمہ پہنچا تاہم اس خاندان میں چھیانوے برس تک بادشاہت رہی غیاث الدین نے دار الخلافت دہلی سے منتقل کر کے چار میل کے فاصلہ پر پورب کی جانب ہٹ کے قائم کی اور اوسکا نام تغلق آباد رکھا (سنہ ۱۳۲۰-۲۴ء)

## محمد تغلق

سنہ ۱۳۲۴-۵۱ عیسوی

محمد تغلق غیاث الدین کا بیٹا اور جانشین ایک عالم شخص تھا

اور سخت ریاضت مین زندگی بسر کرتا وہ فن سپہگری مین اچھی
دستگاہ رکھتا تھا مگر اوسکے مزاج مین ایسی وحشت تھی اور
کیا تعجب ہی کہ یہہ امر پیدایشی ہو کہ سزا دینے مین از حد تشدد کرتا اور انسان کی
تکلیف پر اوسکے دل مین ہرگز ہمدردی پیدا نہوتی اگر کوئی شخص ذرہ بھی اوسکے خلاف مزاج
بات کہتا تو غصہ کے مارے آپے سے باہر ہو جاتا تھا علاء الدین کی جمع کی ہوئی
دولت اوسنے اسطرح برباد کی کہ مغلون نے پنجاب پر بار بار حملہ کیا اور اونسے روپیہ دیکر
اوس بلا کو ٹالا مگر اسکے ساتھ ہی یہہ بھی ہوا کہ حوصلہ مندی کے جوش مین آکر اوسنے ملک
فارس کے فتح کرنیکی غرض سے فوج فراہم کی اور ایک لشکر لاکھہ آدمیون کا چین کی
تسخیر کے لیے روانہ کیا پہلی مہم کا نتیجہ یہہ ہوا کہ تنخواہ نہ ملنے کی وجہ سے سپاہ منتشر ہو گئی
اور اوسی ہی کی عملداری مین لوٹ مار کی۔ دوسرا لشکر ہمالیہ کے درون مین ایسا تباہ ہوا
کہ ایک آدمی بھی جیتا نہ پھرا۔ محمد تغلق نے جنوبی ہندوستان مین بھی اچھی فتوحات حاصل کرنیکے
منصوبے باندھے اور دہلی کے باشندونکو آٹھہ سو میل کے فاصلہ پر دیوگری کو
جسکا نام اوسنے دولت آباد رکھا آباد کرنیکے لیے لیگیا لوگونکی بہت سی جمعیت نے
اونکو دو مرتبہ دہلی واپس جانیکی اجازت دی اور پھر بار بار یہہ حکم دیکر اوسکے چھوڑنے پر مجبور کیا
کہ جو کوئی حکم کی تعمیل نکریگا مارا جائیگا۔ آخر نتیجہ یہہ ہوا کہ راستے مین سفر کرتے کرتے
ہزارہا خلقت تباہ ہو گئی انتہا [illegible] بادشاہ اپنے قصد سے باز آیا چونکہ خزانہ خالی تھا
تو اوسنے تانبے کا سکہ جاری کیا اور یہہ چاہتا تھا کہ اتنا ہی [illegible] قیمت چاندی کی
مین مساوی ہو جاوے۔ اول چینیون کا کاغذ کا سکہ تجویز کیا تھا اور اسی قسم کی یہہ بھی نقل کیا تھا

چین کے فتح کرنیکے لئے اس سکہ کو زیادہ تر رواج دیا اور ملک فارس مین کیخاتو
نے سکہ مذکور کا ناقص نمونہ جاری کیا تھا مگر تغلق کا سکہ بہت جلد اپنی تباہی خود لایا
غیر ملکون کے تاجرون نے پیتل کے نکمے ٹکڑے لینے سے انکار کیا اور تجارت
یک لخت موقوف ہوگئی اور بادشاہ کو لاچار ہوکر سرکاری محاصل کے عوض مین
اپنا ہی ناقص سکہ لینا پڑا۔

## صوبون کی بغاوت ۱۳۳۸ء–۵۱ء

اس عرصہ مین صوبجات جادۂ اطاعت سے منحرف ہونے لگے سنہ ۱۳۲۵ء مین
محمد تغلق کے ایسی وسیع سلطنت ورثہ مین ہاتھ آئی کہ اوس زمانہ تک ہند مین کبھی
مسلمان بادشاہ کو نصیب نہوئی تھی مگر اوسکا دینی تعصب اسقدر بڑھا ہوا تھا کہ اوسکو نہ کسی
ہندو راجہ اور نہ ہندو افسر کا اعتبار تھا لہذا مجبوراً جتنے اعلیٰ عہدے تھے اونپر اوسکو ایسے
مسلمان مقرر کرنے پڑے جو محض قسمت آزمائی کے لیئے ہند مین آئے تھے اور جنکو اوسکی
سلطنت کے قیام و استحکام سے کچھ غرض نہ تھی اس زمانہ کی تاریخ مین متواتر بغاوتون کا
بیان آیا ہے ایک صوبے کا فساد فرو نہونے پایا تھا کہ دوسرے مین برپا ہو جاتا تھا مالوہ مین سنہ ۱۳۳۸ء
مین خود اوسکا بھتیجا باغی ہوگیا مگر گرفتار ہوا اور اوسکی زندہ کھال کھینچی گئی۔
سنہ ۱۳۳۹ء مین حاکم پنجاب نے سرکشی کی وہ بھی مغلوب ہوا اور مارا گیا اور تخمیناً سنہ ۱۳۴۰ء
مین ملک بنگالہ اور ساحل کارمنڈل کے صوبہ دار بکامیابی تمام خود سر ہوگئے
سنہ ۱۳۴۴ء مین کرناٹک اور تلنگانہ کی ہندو سلطنتین بھی خود مختار ہوگئین اور
مسلمان فوج کو قلعون سے نکال باہر کیا پھر دکن کے مسلمان صوبہ دارون نے سرکشی کی اور

گجرات کی فوج باغی ہوگئی محمد تغلق نے بعجلت تمام ان بکھیڑون سے انتقام لینے کے لئے دکن پر چڑھائی کی مگر وہ اس بغاوت کو فرو نہ کر پایا تھا کہ گجرات اور مالوہ اور سندھ مین بلوہ ہو جانیکی خبر پہنچی اور اوسکو ادھر جانا پڑا مگر جس وقت وہ دریائے سندھ کی ادنی زمین مین باغیونکا تعاقب کر رہا تھا کہ موت نے آگھیرا اور اوسنے سنہ ۱۳۵۱ع مین اس جہان فانی سے رحلت کی۔

## محمد تغلق کی مطالبہ مالگزاری کی زیادتیان

ہند کے مسلمان فرمانرواؤن مین محمد تغلق اول تھا جسنے مالگزاری کا قاعدہ معین کیا گنگا اور جمنا کے دوآبہ مین اوسنے بعض ضلعون مین ارضی ٹیکس دس گنا اور بعض مین بیس گنا لگان مضاعف کیا حتی کہ کسان محصول لینے والون کے ڈر سے اپنے گاؤن ویران چھوڑ کر بھاگ گئے اور اوکثرون نے رہزنی کا پیشہ اختیار کیا یہہ بادشاہ ایسا ظالم تھا کہ اگر کوئی شخص اوسکی شکارگاہ مین مداخلت بیجا کرتا تو وہ کھال کھنچوانے کی بیرحمی سزا دیتا تھا اور اوسنے جانورونکی طرح آدمیون کے شکار کرنیکا طریقہ ایجاد کیا تھا جسکی نظیر دیکھی نہ سنی وہ ایک قطعہ آبادی کا اپنی فوج سے گھیر لیتا اور حکم دیتا کہ دائرہ حصار کم کرتے کرتے مرکز کی طرف بڑھیں تا ستجو اوس حلقہ مین ہون اور ان مین بیشتر بیقصور کسان ہوا کرتے تھے مثل درندون کے مارے جاوین اس قسم کا شکار اوسنے بارہا کھیلا اور ایک مرتبہ قنوج کے بڑے شہر کے باشندون کا قتل عام کروا دیا ان باتون کا نتیجہ یہہ ہوا کہ سخت قحط پڑا اور ایسی آفت اور خرابی ملک پر نازل ہوئی کہ تحریر اور تقریر سے باہر ہے۔

# فیروز شاہ تغلق

سنہ ۱۳۵۱-۸۸ع

محمد تغلق کے بیٹے فیروز تغلق نے رحم اور بردباری سے سلطنت کی مگر اوسکو بنگال اور دکن کی اسلامی بادشاہتونکی خودمختاری تسلیم کرنی پڑی علاوہ اسکے فیروز تغلق کو علالت جسمانی اور اپنے امرا کی سازشون سے بہت تکلیف پہنچی - اوسنے عام فائدے کے بہت سے کام کیے چنانچہ تالاب اور سرائین مسجدین مدرسے شفاخانے اور پل بنوائے اور آبپاشی کی غرض سے دریاؤن مین بند بندھوائے اون سب سے بڑا کام جو اوس سے ہوا دریاے جمن کی نہر تھی اس نہر مین جمنا کا پانی اوس مقام سے آتا تھا جہان وہ پہاڑ سے نکلتی ہی اور شعبون کے ذریعے سے اوس پانی کو گھگر اور ستلج سے ملا دیا تھا نہر مذکور کا کچھ حصہ سرکار انگلشیہ نے از سر نو تعمیر کیا ہے اور وہ دونون طرف کے حاشیہ کی زمین کو آج کے دن تک سرسبزی بخشتی ہی - بہرحال تغلق کا خاندان مسلمانون کی بغاوتون اور ہندوونکی سرکشیون کے باعث جلد معرض زوال مین آگیا اور یہی وجہ تھی کہ مغلون نے سنہ ۱۳۹۸ع کی یورش مین ہند کو آسانی سے پامال کیا *

# امیر تیمور یعنی تمرلنگ کی یورش

سنہ ۱۳۹۸ عیسوی

اسی سن مین تیمور نے تاتاریون کا ٹڈی دل لیے ہوے افغانستان کے درون کی راہ سے آپہنچا اور تغلق خاندان کے بادشاہ محمود کو عین شہر دہلی کی

فصیل کے نیچے شکست دیکر دارالخلافت میں داخل ہوا۔ پانچ دن تک قتل عام ہوا گیا اور سڑکیں لاشوں سے اٹ گئیں مگر تیمور کی تیوری پر میل نہ آیا وہ یہہ سب دیکھتا رہا اور اپنی فتح کی خوشی میں جشن منایا گیا۔ ۱۳۹۸ء کے ختم ہونے میں ایک دن باقی تھا جس تاریخ اسنے کوچ کا حکم دیا مگر روانہ ہونے سے پہلے فیروز شاہ کی سنگ مرمر کی مسجد میں جو جمنا کے کنارے ہی دوگانہ حمد و سپاس کا جناب باری میں بکمال صدق دل سے بجا لایا۔ پھر گنگا کو عبور کرکے میرٹھ میں سخت قتل کرتا ہوا **ہردوار** پہنچا اور وہاں سے پہاڑ کے نیچے نیچے کوچ کرتا ہوا مغرب کی جانب سے وسط **ایشیا** کو واپس گیا (۱۳۹۹ء) سوائے ویران شہروں کے تیمور کوئی اور نشان اپنے **ہند** میں نہ چھوڑ گیا۔ اسکے چلے جانے پر محمود تغلق **گجرات** سے جہاں اسنے پناہ لی تھی لوٹ آیا مگر برائے نام ۱۴۱۲ء تک سلطنت کرتا رہا +

## خاندان سادات و خاندان لودھی

خاندان تغلق ۱۴۱۴ء میں آخر ہوا اور خاندان سادات نے ۱۴۱۴ء سے ۱۴۵۰ء تک اور افغان لودھی خاندان نے ۱۴۵۰ء سے ۱۵۲۶ء تک حکمرانی کی مگر ان سلاطین میں سے بعض کی حکومت **دہلی** کے گرد چند میل سے آگے نہ تھی۔ اس زمانہ میں حقیقت میں ہندو راجے اور مسلمان بادشاہ **ہند** کے بڑے حصہ میں خود مختار تھے۔ ۱۵۲۶ء میں جب مغلوں نے بابر کی سرکردگی میں یورش کی لودھی کا خاندان زوال میں آگیا +

## دکن کی ہندو بادشاہتیں

بابر نے سلطنت مغلیہ کی بنا ڈالی اور اس خاندان کے سب پچھلے قائم مقام نے

سنہ ۱۸۶۲ء مین سرکار انگلشیہ کی اسیری مین شہر رنگون مین وفات پائی قبل اسکے کہ سلطنت مغلیہ کا بیان کیا جاوے اون ہندو اور مسلمان ریاستون کا جو سلسلہ جبال ہمیالہ کے جنوب کو تھین ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہی وہ ملک جو دراودی کہلاتا ہی اور جسمین تامل زبان بولنے والی قومین بستی ہین زمانہ سلف کی تین سلطنتون یعنی چیر اور چولا اور پانڈے کے تصرف مین تھا۔ پانڈے کی سلطنت جو سب سے قدیمی تھی اور جسکا تختگاہ مدورہ تھا حضرت عیسیٰ سے قبل چوتھی صدی مین قائم ہونے کا دعویٰ رکھتی ہے چولا کی سلطنت کا پایہ تخت کمباکونم اور تنجور تھا۔ تالکد کا شہر جو ملک میسور مین اب دریائے کاویری کی ریت سے ڈھک گیا ہی سنہ ۲۸۸ء سے سنہ ۹۰۰ء تک چیر کی بادشاہت کا دار الخلافت رہا۔ پانڈے خاندان کے راجہ کو جسکا نمبر سلسلہ مین ایک سو سولھوان تھا مسلمانون کے سپہ سالار ملک کافور نے سنہ ۱۳۱۰ء مین برباد کیا۔ بہر حال مسلمان دکن کی انتہا تک اپنی طاقت قائم کرنے مین کامیاب ہوئے اور بہت سے ہندو خاندان مدورہ مین پانڈے کی قدیم سلطنت پر اٹھارہوین صدی تک متواتر حکمرانی کرتے رہے یورپ کی سلطنتون مین کوئی ایسی نہین ہے جسمین خاندان شاہی اسقدر مدت دراز تک متواتر قائم رہا ہو جیسے مدورہ کی سلطنت مین قائم رہا اور نسب نامہ لکھنے والے اس قیام کو دو ہزار برس سے زیادہ بتلاتے ہین چیر کی بادشاہت مین پچاس اور چولا کی بادشاہت مین چھیاسٹھ بادشاہ گذرے اور ان مین چھوٹے خاندان کے راجے شمار نہین کیے گئے ہین +

## بجے نگر کی سلطنت

واضح ہو کہ جنوبی ہند مین صحیح تاریخی زمانہ بجے نگر یا نرسنگ کی ہندو سلطنت کے

عہد سے شروع ہوتا ہی جو سنہ ۱۰۸ء سے سنہ ۱۵۶۵ء تک قائم رہی اسکے پایہ تخت کے نشانات تنگبھدر دریا کے داہنے کنارے پر مدراس احاطہ کے ضلع بلاری مین ہنوز پائے جاتے ہین یعنی مندرون اور شہر پناہون اور تالابون اور محلون کے کھنڈر موجود ہین جنمین چرخ اور سانپ کثرت سے رہتے ہین تقریباً تین سو برس تک بیجانگر کی ریاست ہند کے مثلث نما خطہ کے جنوبی حصہ پر حکمران رہی اور اسکے راجے دکن کے مسلمان بادشاہون سے مثل ہمسرون کے صلح و جنگ کرتے رہے +

## دکن کی اسلامی ریاستین

(سنہ ۱۳۰۰–۱۳۴۷ء)

جنوبی ہند کی اسلامی سلطنتون کی بنا علاءالدین کی فتوحات سے پڑی ایک مدت دراز کی ابتری اور جنگ و جدل کے بعد دکن مین بہمنی بادشاہت کا ظہور ہوا اور اسطرح ہند کے جنوب مین اسلامی حکومت قائم ہوئی ۔ محمد تغلق کے عہد مین ایک افغان سردار ظفر خان نے دہلی کی فوج کو شکست دیکر اپنے تئین دکن کا خود سر فرمانروا بنایا (سنہ ۱۳۴۷ء) اور چونکہ وہ کم سنی مین کسی برہمن کا غلام تھا جو اوسکے ساتھ شفقت سے پیش آیا تھا اور اوسکے عروج کی پیشین گوئی کی تھی لہذا اوسنے بہمنی کا لقب لیا جو اوسکے جانشینون مین جاری رہا +

## خاندان بہمنی

بہمنی خاندان کی ابتدا سنہ ۱۳۴۷ء سے شمار کیجاتی ہی اوسکا قیام ایک سو اٹھتر (۱۷۸) برس یعنی سنہ ۱۵۲۵ء تک رہا اور گلبرگہ اور ورنگل اور بیدر جو ریاست حیدرآباد مین واقع ہین ایک دوسرے کے بعد اوسکی تختگاہ رہے اور اوسکے تحت مین قریب قریب

وہی ملک تھا جو فی الحال نظام حیدر آباد کے علاقے مین ہے۔ اپنے عروج کے
زمانے مین سلاطین بہمنی نصف دکن پر یعنی جنوب مین تنگبھدر دریا سے شمال
مین اڑیسہ تک اور مشرق مین مچھلی بندر سے مغرب مین گوا تک فرمانروائی
کا دعوی کرتے تھے مگر اونکا دائرہ حکومت نفس الامر مین بہت کم تھا۔ ابتدا مین
جب دہلی کی سلطنت سے لڑائی جھگڑے ہوئے تو بیجے نگر اور ورنگل کی
ہندو ریاستون سے جو جنوب مین تھین اونکو بہت امداد ملی مگر درحقیقت اوسکے قیام کے
بیشتر زمانہ تک بہمنی خاندان کو بندھیاچل کے جنوب مین ہندو مذہب کا مخالف
اور اسلام کا طرفدار سمجھنا چاہیے سلاطین بہمنی کی دوسری ریاستون کے ساتھ عہد
پیمان اور نیز جنگ و جدل کرنیکی وجہ سے ہندو مسلمانون کے خلط ملط ہونیکی نوبت بھی پہنچی
مثلاً شاہ مالوہ نے بہمنی سلطنت پر بارہ ہزار فوج سے جسمین افغان و راجپوت
تھے چڑھائی کی اور بیجے نگر کے ہندو راجہ نے اپنی فوج مین افغان سپاہی بھرتی
کیئے اور تنخواہ کے بالعوض جاگیرین مقرر کین اور اونکے لیئے ایک مسجد بھی تعمیر کرادی
اسی طرح بہمنی ریاست کی فوج اون ہندوؤنکی سرکردگی مین جنھون نے مذہب اسلام اختیار
کیا تھا اکثر لڑائی پر جاتی تھی بلکہ خود لشکر مین دو مخالف فرقے کے مسلمان داخل
تھے ایک فرقہ شیعہ تھا جس مین وسط ایشیا کے مخصوص فارسی اور ترکی اور تاتاری
شامل تھے اور دوسرے مین جو سنی تھا ہندی مسلمان اور حبشی سپاہی داخل تھے اور بارہا
ایسا ہوا کہ ان فرقونکی رقابت کی وجہ سے سلطنت بہمنی کی حالت خطرناک ہوگئی اس
خاندان کا ستارہ قریب سنہ ۱۴۴۳ء کے علاء الدین ثانی کے عہد مین عروج کو پہنچا مگر

سنہ ۱۴۸۹ء اور سنہ ۱۵۲۵ء کے مابین اجزاء متضاد کی کشمکش سے بہمنی سلطنت کا شیرازہ بکھر گیا

# دکن کی پانچ اسلامی ریاستونکا بیان

سنہ ۱۴۸۹-۱۶۸۷ء

جب بہمنی سلطنت کا خاتمہ ہوا تب اوسکی جگہہ دکن مین پانچ خود مختار اسلامی ریاستین قائم ہوئین اول سنہ ۱۴۸۹ء مین سلطان مراد دوم کے بیٹون مین سے ایک نے خاندان عادل شاہی کی بنا ڈالی اور بیجاپور کو اپنا تختگاہ بنایا اس ریاست کو سنہ ۱۶۸۶ء مین اورنگ زیب نے سلطنت مغلیہ مین ملا لیا دوم خاندان قطب شاہی جسکو ایک ترکمان نے سنہ ۱۵۱۲ء مین قائم کیا اوسکا تختگاہ گولکنڈہ تھا اس ریاست کو بھی اورنگ زیب نے سنہ ۱۶۸۷-۸۸ء مین دہلی کی سلطنت مین شامل کیا سوم خاندان نظام شاہی جسکا پایہ تخت احمد نگر تھا اسکی بنا بیجا نگر کے ایک مرتد برہمن نے ڈالی اور شاہجہان بادشاہ نے اوسکو سنہ ۱۶۳۶ء مین برباد کیا۔ چہارم برار کا عماد شاہی خاندان اسکی بنا بھی بیجا نگر کے ایک ہندو نے سنہ ۱۴۸۴ء مین ڈالی اس ریاست کا تختگاہ ایلچپور تھا اور سنہ ۱۵۷۲ء مین وہ احمد نگر کی سلطنت مین شامل ہو گئی — پنجم خاندان برید شاہی جسکا تختگاہ بیدر تھا جسکو ایک ترک یا گرجی غلام نے سنہ ۱۴۹۲-۹۸ء مین قائم کیا اس ریاست کی عملداری کی حدین تحقیقاً معلوم نہین مگر اوسکے سنہ ۱۶۰۹ء بعد تک خود مختار قائم رہنے مین شک نہین اورنگ زیب نے بیدر کا قلعہ سنہ ۱۶۵۷ء مین سر کیا۔

# بیجے نگر کی ہندو ریاست کا زوال

ہند کی اسلامی ریاستون کے حالات جو جنوب مین پیدا ہوئین شروع سے
آخر تک بیان کرنا تاریخ ہذا کے مقاصد سے باہر ہے اونکی خودمختاری اوس وقت
تک قائم رہی جبتک کہ اکبر کے جانشینون کے عہد مین شمالی ہند مین سلطنت مغلیہ
خوب مستحکم ہوگئی۔ ایک زمانہ تک ان ریاستون کے بیجے نگر کی ہندو سلطنت کے ساتھ
لڑائی جھگڑے رہے مگر ۱۵۶۵ء مین وہ سب اوسکے خلاف متفق ہوئین اور ایک
مخاصمت سے جو اوس ریاست مین برپا ہوئی تھی موقع پاکر ۱۵۶۵ء مین تلیکوٹ
کی جنگ مین اوسکو شکست دیکر اوسکی طاقت کو پامال کیا تلیکوٹ کی لڑائی سے بیجے نگر کی سلطنت
کا اس معنی کر کے خاتمہ ہوگیا کہ وہ ایک بستہ ہندو ریاست نہین رہی مگر اوسکے ہندو سردارون (نایک)
نے اپنی اپنی جاگیرون پر قبضہ نہین چھوڑا اسی طرف ایک حصہ اوس علاقہ کا مسلمان بادشاہون کے
ہاتھ آیا مدراس اس حادثے کے مشہور و معروف پالیگار اور مہاراجہ میسور جو اب موجود ہین انھین
نایک یا سردارون کی اولاد سے ہین — بیجے نگر کے شاہی خاندان کا ایک شخص
چندر گری کو بھاگ گیا اور وہان ایک شاہی خاندان قائم کیا جسنے باعتبار حقوق
سابق کے ۱۶۳۹ء مین وہ زمین عطا کی جسپر مدراس کا شہر واقع ہے
نظام حیدرآباد کے باجگزارون مین ایک انگندی کے راجہ کے نام سے
مشہور ہے اوسکو بھی بیجے نگر کے عالی خاندان سے ہونیکا دعوی ہے اور اس
خیال سے آج کے دن تک بیجے نگر کے ویرانے کے گرد نواح مین سکونت
اختیار کی ہے مسلمانون کی عہد سلطنت مین جو خودمختاری جنوبی ہند کے راجاؤ

کو حاصل تھی اسکی نظیر منجر آباد کے خاندان سے بھی حاصل ہوتی ہے یہ ایک ادنی
مرتبہ کے سردار ہیں جنھون نے اپنی حکومت سنہ ۱۳۹۷ع سے سنہ ۱۷۹۹ع تک قائم رکھی

## صوبجات کا خودمختار ہوجانا

صوبہ بنگالہ نے سنہ ۱۳۴۰ع مین سلطنت دہلی کی اطاعت سے سرتابی کی اور اوسکا
مسلمان صوبہ دار مسمی فخرالدین بادشاہ بن بیٹھا اور گور کو اپنا پایہ تخت قرار دیکر اپنے
نام کا سکہ چلایا بنگال مین بیس بادشاہون نے متواتر سنہ ۱۵۳۹ع تک حکمرانی کی اور
بعدازان ہمایون نے برائے چندے اس ملک کو سلطنت مغلیہ مین شامل کر لیا مگر سنہ ۱۵۷۶ع
مین اکبر نے اوسکو ایک جزو اپنی سلطنت کا بنایا۔ اسیطرح ہند کے مغرب مین گجرات
کا بڑا صوبہ بھی ایک خودسر اسلامی ریاست ہوگیا اور سنہ ۱۳۷۱ع سے دوسو برس تک قائم رہا
جبتک کہ اوسکو اکبر نے سنہ ۱۵۷۳ع مین مغلوب کیا۔ صوبہ مالوہ نے بھی اپنے مسلمان حاکم کے
ماتحت خودمختاری حاصل کی تھی مگر اوسکو شاہ گجرات نے سنہ ۱۵۳۱ع مین اپنی ریاست مین
ملا لیا حتی کہ جونپور نے بھی جسمین بنارس کی عملداری شامل تھی گنگا کی وادی کے وسط
مین منجملہ دیگر اسلامی ریاستون کے اپنی خودمختاری خاندان سادات و لودھی بادشاہون کے
کے زمانہ مین تقریباً سو برس یعنی سنہ ۱۳۹۴ع سے سنہ ۱۴۷۸ع تک قائم رکھی +

## دسوان باب

## خاندان مغلیہ کا بیان سنہ ۱۵۲۶-۱۷۶۱ع

### بابر بادشاہ سنہ ۱۴۸۲-۱۵۳۰ع

پس باب گذشتہ کے بیان سے واضح ہو کہ بابر نے اپنی یورش کے وقت ہند

کو چند اسلامی ریاستون اور رجواڑون مین منقسم پایا۔ اوس زمانہ مین لودھی خاندان کا
ایک افغان بادشاہ آگرہ کی دار الخلافت مین دہلی کی باقیماندہ سلطنت پر حکمرانی
کرتا تھا۔ بابر جسکے لغوی معنی شیر کے ہین سنہ ۱۴۸۲ع مین پیدا ہوا اور تیمور تاتاری
کی نسل سے چھٹی پشت مین تھا۔ وہ اپنے باپ کی وفات کے بعد سنہ ۱۴۹۴ع مین
فرغانہ کی مختصر ریاست کا جو دریائے جگزٹیز پر واقع ہی مالک ہوا۔ اسوقت اسکی عمر بارہ
برس کی تھی اور بہت سی گردشون کے بعد سنہ ۱۴۹۷ع مین شہر سمرقند جو تیمور لنگ
کے خاندان کا پایۂ تخت تھا فتح کیا مگر بغاوت سے لاچار ہو کر دریائے آکسس کی
وادی مجبوراً چھوڑ کے کابل کی سلطنت پر سنہ ۱۵۰۴ع مین قبضہ کیا۔ عرصہ بائیس برس
تک افغانستان مین ہندوکش کے درون کی دوسری طرف اسکی طاقت
دن بدن بڑھتی ہی رہی یہانتک کہ سنہ ۱۵۲۶ع مین اوسنے یکایک پنجاب پر حملہ کرکے ابراہیم لودھی
دہلی کے بادشاہ کو پانی پت پر شکست دی جو تین عظیم لڑائیون کے سنہ ۱۵۲۶ سنہ ۱۵۵۶ و سنہ ۱۷۶۱ع
مین اسی میدان مین ہوئین اور جنکی فتح و شکست پر ہند کی سلطنت کا فیصلہ ہوا یہ پہلی لڑائی تھی۔ بابر جنگ کے بعد
دہلی مین داخل ہوا۔ مسلمانون نے اطاعت قبول کی پر رجپوتون نے فی الفور اوسپر حملہ کیا اس قوم
نے اجمیر اور میوار اور مالوہ کو اپنے تصرف مین لائے تھے اور ایک ہندو سلطنت قائم کرنے کے ارادہ
معلوم ہوتے تھے مگر سنہ ۱۵۲۷ع مین بابر نے انکو آگرہ کے قریب فتحپور سیکری کے میدان
مین شکست دی۔ یہ لڑائی دو وجہ سے مشہور ہے اول تو بابر کی حالت اس جنگ مین
بہت نازک ہوگئی تھی دوم یہ کہ اوسنے اسی جنگ کے وقت مین شراب سے قطعاً
اجتناب کرنے کی منت مانگی تھی اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد اسکی وفات

پنجاب کے جنوب مین ملتان تک اور گنگا کی مشرقی وادی مین بہار تک پہیل گئی۔ بابر نے آگرہ مین ۱۵۳۰ء مین وفات پائی اور ایک ایسی سلطنت جسکی حد وسط ایشیا مین دریاے آمو سے لیکر ملک بنگالہ مین گنگا کے ڈیلٹا کے اس پار تک تھی چھوڑ گیا۔

## ہمایون بادشاہ

۱۵۳۰ — ۱۵۵۶ عیسوی

بابر کے بیٹے ہمایون کے عہد مین ہند کا ملک ہاتھ آیا کابل اور پنجاب کے مغربی ضلع اوسے اپنے حقیقی بھائی کامران کے حوالہ کرنے پڑے لیکن اسطرح اس سلطنت مفتوحہ کا انتظام ہمایون کے سر پڑا مگر وہ ملک جسکو اوسکے باپ نے بمشکل فتح کیا تھا قبضہ سے جاتا رہا ہندی افغانون کو جو سابق کے حملہ آورون کی اولاد سے تھے ہند کے مغلون سے اسقدر رشک اور دشمنی تھی جسقدر بابر کے نو مسلمانون کے ساتھ تھی لہذا دس برس کی جنگ و جدل کے بعد بنگالہ کے حاکم شیر شاہ نے انھین افغانون کی مدد سے ہمایون کو نکال دیا جبکہ وہ سندھ کے ریگستان کی راہ سے فارس کو بھاگا ہوا جاتا تھا اوسکا نامور بیٹا اکبر ۱۵۴۲ء مین امر کوٹ کے چھوٹے قلعہ مین پیدا ہوا تھا شیر شاہ بادشاہ بن بیٹھا مگر ۱۵۴۵ء مین کالنجر کے محاصرہ کے وقت جان سے مارا گیا اور اوسکا بیٹا اوسکی جگہہ تخت نشین ہوا مگر شیر شاہ کے پوتے کے عہد مین جو تیسرا افغان بادشاہ تھا صوبہ آگرہ و صوبجات مالوہ و پنجاب اور بنگالہ نے بھی بغاوت کی اس موقع پر ہمایون ہند کو واپس آیا اور ملک کے [illegible]

رس کی تھی افغانون کو سنہ ۱۵۵۵ء مین بعد سخت جنگ کے پانی پت مین شکست دی اور اسطرح ہندوستان کا افغانون کے ہاتھ سے مغلون کے قبضہ مین پھر آیا اور شیر شاہ کے خاندان کا چراغ گل ہوگیا۔ ہمایون نے کابل کا ملک بھی پھر لیا اور دہلی مین چند مہینے سلطنت کرنیکے بعد سنہ ۱۵۵۶ء مین اس جہان فانی سے کوچ کیا

# اکبر کے عہد کے واقعات کا تاریخی خلاصہ

## سنہ ۱۵۵۶ء سے سنہ ۱۶۰۵ء تک

سنہ ۱۵۴۲ء مین اکبر امرکوٹ مین جو ملک سندھ مین واقع ہے پیدا ہوا

سنہ ۱۵۵۵ء پانی پت کی لڑائی مین افغانون کو شکست دیکر دہلی کا تخت باپ ہمایون کے لیے پھر فتح کیا جنگ کے وقت سپہ سالار بیرم خان تھا چند مہینون بعد اکبر اپنے باپ کی جگہ تخت نشین ہوا اور بیرم خان نے دارالسلطنت کا انتظام دیا

سنہ ۱۵۶۰ء مین اکبر نے عنان سلطنت اپنے ہاتھ مین لی۔ بیرم خان نے سرکشی کی اور شکست کھائی مگر پھر اکبر نے اوسکا قصور معاف کردیا +

سنہ ۱۵۶۶ء مین اکبر کے مخالف بھائی حاکم نے پنجاب پر حملہ کیا اور شکست کھائی +

سنہ ۱۵۶۱-۶۸ء اکبر چھوٹی ریاستون کو سلطنت مغلیہ کا مطیع کرنے مین مصروف رہا +

سنہ ۱۵۷۲-۷۳ء مین گجرات پر فوج کشی کی اور اوسکو بھی سلطنت مین شامل کرلیا +

سنہ ۱۵۷۶ء مین بنگالہ بھی فتح کیا اور سلطنت مغلیہ مین ملالیا +

سنہ ۱۵۸۱–۹۳ء گجرات میں فتنہ و فساد برپا ہوا اور آخر کو سنہ ۱۵۹۳ء میں مغلوب ہوا +

سنہ ۱۵۸۶ء میں ملک کشمیر کی تسخیر و فتح میں آئی اور اسکی آخری بغاوت سنہ ۱۵۹۲ء میں فرو ہوئی +

سنہ ۱۵۹۲ء میں سندھ فتح ہوا اور سلطنت مغلیہ کا صوبہ ہو گیا +

سنہ ۱۵۹۴ء میں قندھار نے اطاعت قبول کی اور سلطنت مغلیہ ہند کے شمال کو کل ہندوستان میں کابل و قندھار تک مستقل و مستحکم ہو گئی +

سنہ ۱۵۹۵ء میں اکبر کی فوج دکن کی مہم میں ریاست احمد نگر کے مقابلہ کے لیے اوسکے بیٹے شاہزادہ مراد کے تحت میں گئی مگر ناکامیاب ہوئی +

سنہ ۱۵۹۹ء دوسری مہم میں اکبر نے بذات خود احمد نگر پر چڑھائی کی اور شہر پر تسلط کیا مگر حکومت مغلیہ کے قائم کرنے میں ناکام ہوا +

سنہ ۱۶۰۱ء میں خاندیس سلطنت دہلی میں شامل کیا گیا اور اکبر نے شمالی ہند کی طرف مراجعت کی +

سنہ ۱۶۰۵ء میں اکبر نے آگرہ میں وفات پائی +

# اکبر اعظم کا بیان

۱۵۵۶–۱۶۰۵ء

اصلی بانی سلطنت مغلیہ کا جس نے قریب دو سو برس تک قائم رہی اکبر تھا وہ سنہ ۱۵۴۲ء میں پیدا ہوا اور چودہ برس کی عمر میں اپنے باپ کے جا تخت نشین ہوا اور سے قریب پچاس برس کے یعنی سنہ ۱۵۵۶ء سے سنہ ۱۶۰۵ء تک سلطنت کی

اکبر انگلستان کی ملکہ الزبتھ کا ہمعصر تھا جسکا زمانہ سنہ ۱۵۵۶ء سے سنہ ۱۶۰۵ء
تک ہے اوسکا باپ ہمایون ایک نہایت مختصر سلطنت چھوڑ گیا تھا جسکی حکومت
اگرہ اور دہلی کے گرد نواح کے اضلاع سے آگے نہ تھی جسوقت ہمایون نے
انتقال کیا اکبر اپنے اتالیق بیرم خان کے ساتھ پنجاب مین باغی افغانون
کی سرکوبی مین مصروف تھا بیرم خان قوم کا ترکمان تھا اور ہمایون کی جلاوطنی
کے زمانہ مین اوسنے بڑی وفاداری سے اوسکا ساتھ دیا تھا اکبر اوس فوج کا جسکے
ذریعے سے پانی پت کی لڑائی کے بعد تخت از سر نو ہاتھ آیا سپہ سالار تھا اب
اکبر کی صغر سنی مین وہ خان بابا کے لقب سے نائب سلطنت مقرر ہوا
بیرم خان مرد دلاور اور فن سپہگری مین بہت ماہر تھا مگر اوسکے مزاج مین تشدد اور نخوت
اس درجہ بڑھ گئی تھی کہ اوسکے بہت سے دشمن پیدا ہوگئے اکبر نے چار سال
تک اپنے اتالیق کی اطاعت کی اور مابعد اوسی کی شکست سنہ ۱۵۶۰ء مین شکار کھیلنے
کے حیلے سے موقع پاکر اوسکی اطاعت سے آپ کو الگ کیا اس معزول شدہ
نائب السلطنت نے بہت سے پس و پیش کے بعد بغاوت اختیار کی اور
شکست کھائی مگر اکبر نے اوسکا قصور معاف کیا اور اوسکے لیے ایک معقول
وظیفہ معین فرمایا اسکے بعد بیرم خان نے حج کی تیاری کی اور مکہ معظمہ کو روانہ
ہونے کو تھا کہ ایک افغان نے جسکے باپ کو اوسنے لڑائی مین قتل کیا تھا خنجر
سے اوسکا کام تمام کیا ٭

## اکبر کے کار نمایاں جو اوس نے ہند میں کیے

اکبر کی سلطنت کا زمانہ صلاحیت اور بحالی کا زمانہ تھا جب وہ ۱۵۵۶ء میں تخت نشین ہوا اوس وقت ہند بہت سی چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم تھا اور باہمی تضاد سے بازار فتنہ و فساد کا خوب گرم ہو رہا تھا مگر ۱۶۰۵ء میں اپنی وفات پر وہ ہند کو ایک مرتب سلطنت چھوڑ گیا۔ شمال میں جو شہر کہ افغانوں اور مغلوں کے حملے ہوئے تو مسلمان ہند میں کثرت سے آ گئے اور بہت سے اپنے سرداروں کی ماتحتی میں بود و باش کرنے لگے تھے ان مختلف اسلامی ریاستوں کو اکبر نے دہلی کی سلطنت کا صوبہ بنایا اور جب جب ہندو راجاؤں اور رعیت کی قوموں نے خود مختاری حاصل کرنی چاہی تو اکبر نے بھی اپنی سیاست ملکی کا طرح کیا اور بعض دلوں باتوں سے کسی قدر تو فوج کشی اور کسی قدر اخلاص و آشتی کے ذریعے سے حاصل کیں اور ازدواج کے سلسلے اور ہمدردی کی حکمت عملی سے اوس نے راجپوت راجاؤں کو اپنے تخت کا پشت پناہ بنا لیا اور عہدہ اوس نے تمام جلیل القدر عہدوں پر سرفراز کیا اور ہنود و سپہسالاری اور مشیری کے لیے موقع و منزلت متعین کیا اور شمشیر سے کام لیا جس سے شمالی ہند میں مغلوں اور بنگالہ میں افغانوں کے فریق کو غلبہ نہیں ہوا۔

## راجپوتوں کا مغلوب کیا جانا

۱۵۶۱ — ۶۸ء

ہمایوں ایک مختصر سی سلطنت چھوڑ گیا تھا جس میں پنجاب اور آگرہ و

سے کرگرد نواح کے اضلاع داخل تھے مگر اکبر نے اُنھین ہندو سیون یعنی راجپوتون
کے ملک کی تسخیر سے اوسکو وسعت دی اور اسنے جے پور کو زیر کیا جو آباد و شاداب ملک
کا باجگذار بنایا جے پور راجہ کی بیٹی سے بیاہ کر کے اس فتح کو استقامت دی +
جودھپور بھی اسیطرح مطیع ہوا اور اکبر نے اپنے ولیعہد شاہزادہ سلیم کا
جو بعد ازان جہانگیر کے لقب سے تخت نشین ہوا وہان کے امیر کی بیٹی سے
بیاہ کر دیا چتوڑ کے راجپوت بھی سخت جنگ و جدل کے بعد مطیع ہوئے مگر
اپنی عالی نسبی کے خیال سے بادشاہ کے گھرانے سے بھی شادی بیاہ کا واسطہ
روا نہ رکھا بلکہ دریاے سندھ کے پہاڑون اور ریگستانون مین جو آج کے دن
تک اُنکے تصرف مین ہین بھاگ کر پناہ لی وہ آج کے دن تک اس بات کا فخر
کرتے ہین کہ راجپوتون مین صرف اوسی خاندان نے سلطان مغلیہ کو بیٹی
دینی گوارا نہ کی +

## اکبر کا ہندوون کو اپنا ہواخواہ بنانا

کوئی ہندو ریاست ایسی نہ تھی کہ جسکے ساتھ اکبر نے ارتباط اور اتحاد کی
حکمت عملی نہ برتی ہو یہان تک کہ چھوٹے چھوٹے مرتبہ کے ہندو امرا کے لیے
بھی اوسنے کوئی نہ کوئی تدبیر ایسی نکالی کہ جس سے اونھین اپنے دل کے حوصلے
نکالنے کا موقع ملے چنانچہ اوسنے جے پور کے راجہ کے بیٹے کو جو اسکا سالا تھا
پنجاب کا حاکم مقرر کیا اور یہان سلطنت نے اوسکے قرابتدارون مین سے ایک نے بنگال
اور اڑیسہ کی لڑائیون مین فتوحات نمایان کین اور سنہ ۱۵۹۹ء سے سنہ ۱۶۰۴ء تک بنگال

کا منصبدار رہا۔ صیغۂ مال کا مشہور و معروف ریفارمر ٹوڈرمل بھی ہندو تھا جسنے
اول اول اراضی کا بندوبست کیا اور ہند کی پیمایش کرائی منجملہ چار سو چیدہ
منصبداروں کے اکیاون اہل ہنود تھے۔ اکبر نے جزیہ موقوف کیا اور
معاملات سیاست میں اپنی کل رعایا کو ایک نظر سے دیکھتا تھا اوسنے مذہبی کتابوں
اور نظم رزمیہ کا جو سنسکرت زبان میں تھیں فارسی میں ترجمہ کرایا اور اہل ہنود کے
اون رسموں کو بحال رکھا جو حقیقی اصول ہونگے دھرم شاستر کے کسی طرح کی مداخلت
نہیں کی مگر اونکے بے رحم دستوروں کو موقوف کیا اوسنے دہکتی آگ یا
کھولتے پانی کے ذریعہ سے حق و باطل کی جانچ کا طریقہ اور جانوروں کی قربانیاں
اور صغر سنی میں بیاہ کے رسم کی قطعاً ممانعت کی اور بیوہ عورتوں کا
نکاح ثانی قانوناً جائز ٹھہرایا اور اگرچہ اکبر نے ستی کے بارے میں یہ انتظام
کیا کہ کوئی عورت بلا اپنی مرضی کے ستی نہ ہونے پاوے تاہم ستی ہونیکی رسم کا قطعی
انسداد نہ کرسکا۔

## ریاستہائے اسلامیہ کا مغلوب ہونا

پس اکبر نے جیسا کہ مذکور ہوا اپنی ہندو رعایا کو سلطنت کا ایک کارآمد جزو
بناکر اوسکی تقویت دی اور انکی مدد سے شمالی ہند کے خودمختار سلاطین
کو مغلوب کیا اسی طرح اوسنے پنجاب سے لیکر بہار تک چھوٹے چھوٹے
فرمانرواؤں کو اپنی حکومت کے تابع کیا اور ملک بنگالہ کو پٹھانوں کے
خاندان افغان سرداروں سے جنہوں نے سنہ ۱۵۳۹ء سے سنہ ۱۵۶۷ء تک اوسپر حکمرانی

کی تھی اوسکے چھین لیا اوسوقت سے بنگال دو صدیون یعنی سنہ ۱۵۷۶ع سے
سنہ ۱۷۶۵ع تک برابر سلطنت مغلیہ کا صوبہ رہا اور اوسکے حاکمون کا تقرر دہلی
سے ہوا کیا اور سنہ ۱۷۶۵ع مین بذریعہ فرمان شاہی کے سرکار انگلشیہ کے تصرف
مین آیا اکبر کے سپہ سالار راجہ ٹوڈرمل نے اوڑیسہ جو سمندر کے کنارہ
واقع ہے سنہ ۱۵۹۲ع مین تسلط کیا اور گجرات بھی جو ہندوستان کے مغربی کنارے
واقع ہے شاہان اسلامیہ سے سنہ ۱۵۷۲ع اور سنہ ۱۵۷۳ع کے مابین بار دیگر فتح
کر لیا گیا لیکن اوسکا پورا انتظام سنہ ۱۵۹۳ع تک ہوا مالوہ سنہ ۱۵۶۲ع
مین مطیع ہوا اور کشمیر سنہ ۱۵۸۶ع مین اور اوسکی آخری بغاوت سنہ ۱۵۹۲ع مین
رفع ہوئی اور سندھ بھی سنہ ۱۵۹۲ع مین سلطنت مین شامل کیا گیا قندھار
کے قبضہ مین آجانے سے سلطنت مغلیہ کی حکومت افغانستان
پہنچی لیکن ہند مین بندھیاچل کے شمال کو مشرق مین اڑیسہ اور جنوب
مین سندھ تک پھیل گئی اکبر نے دار الخلافت دہلی سے آگرہ کو منتقل کی
اور فتحپور سیکری کی بنا اس غرض سے ڈالی کہ آیندہ کو اوسے پایہ تخت
بناوے لیکن پندرہ برس کے بعد چھوڑ دیا کیونکہ آگرہ کو دریاے جمن پر واقع ہونے
کی وجہ سے ہر طرح فضیلت تھی سنہ ۱۵۶۶ع مین اوسنے آگرہ کا قلعہ تعمیر کرایا جسکی
سنگ سرخ کی فصیلین ابتک بڑی عظمت و شان سے بلند نظر آتی ہین

## اکبر کا دکن کی تسخیر کا قصد کرنا

ملک دکن کو سلطنت مغلیہ مین شامل کرنے کی کوششون مین اکبر کو بھی جا

کامیابی نہوئی اول اول اوسنے ۱۵۸۶ء مین دکن کی تسخیر کا قصد کیا مگر بارہ
سال تک احمدنگر کی ملکہ چاند بی بی کی دلیری اور مدبرانہ انتظام کی وجہ سے اوسکی
کوششین محض رایگان گئین اس نامور بی بی نے حبشیون اور ایرانیون کے فریق کو
اپنی حکمت عملی سے متفق کیا اور بیجاپور اور دیگر جنوب کی اسلامی ریاستون سے عہد
پیمان کرکے اپنی ریاست کو تقویت دی ۱۵۹۹ء مین اکبر نے خود اس شاہزادی پر
چڑھائی کی اور اگرچہ اوسی کی سرکش فوج نے اوسے قتل کیا تاہم احمدنگر پر شاہجہان
کے عہد یعنی ۱۶۳۷ء تک تسلط ہوا اکبر نے خاندیس کو فتح کیا اور سلطنت مین
شامل کرلیا مگر اسکے بعد دکن مین اوسکو زیادہ فتح نصیب نہوئی آخرکار اکبر شمال کو واپس
آیا اور کیا تعجب ہی کہ اوسکا یہہ خیال ہو کہ دکن کی تسخیر میری سلطنت کی قوت سے باہر ہی

## اکبر کی وفات

اون سازشون سے جو اوسکے خاندان مین ہوئین اور مخصوص اوسکے عزیز بیٹے
شاہزادہ سلیم کی بدوضعی سے جو آخر کو جہانگیر کے لقب سے بادشاہ ہوا اکبر کی زندگی
کے پچھلے برسون کا لطف بگڑ گیا۔ اوسنے ۱۶۰۵ء مین وفات پائی اور سکندرہ کے
عالیشان مقبرہ مین دفن ہوا اس عمدہ عمارت کی ساخت جسمین ہندوون اور اہل عرب
کی طرز تعمیر مشترک پائی جاتی ہی گویا سلطنت مغلیہ کے بانی کے مرکب عقیدہ پر اشارہ
کرتی ہی ۱۸۷۳ء مین لارڈ نارتھ بروک صاحب وائسرائے کشور ہند نے ایک [illegible]
بطور اعزاز کے اکبر کے سادے سنگ مرمر کے مزار پر ڈالنے کو نذر کی ۔

# اکبر کے جدید عقیدہ کا بیان

چونکہ اکبر اہل ہنود سے مصاحبت کے ساتھ پیش آتا تھا اور اونکے دین اور علم ادب کی طرف اوسکی توجہ تھی لہذا بہت سے متقی اور پرہیزگار مسلمان اوسکے دشمن ہوگئے اوسکی عزیز بی بی قوم راجپوت کی شاہزادی تھی اور کہتے ہین کہ منجملہ اور بیبیون کے ایک بی بی عیسائی مذہب رکھتی تھی۔ ہر جمعہ کو جو اہل اسلام مین یوم بابرکت سمجھا جاتا ہی اکبر ہر مذہب اور ملت کے لوگون کو اپنے گرد جمع کرتا اور ان علمائے دو رعایت یعنی مسلمانون اور آتش پرستون اور یہودی اور کاتھلک پادریو اور ملحد فلسفیون کی تقریرین سنتا تھا۔ اوسکی سوانح عمری یعنی اکبرنامہ مین ایک مباحثہ کا جو ایک عیسائی پادری مسمی ردولف اور مسلمان ملاؤن سے ہر قوم و ملت کے فضلا کے روبرو ہوا ذکر آیا ہی اور پادری کی تقریر کو اوسکے مخالفون کی تقریر پر ترجیح دی گئی ہی عیسائی آئین کے وسیع مسئلہ یعنی عشق کا دارومدار سمجھا جسنے رفتہ رفتہ اکبر کو بعض اصول پر آمادہ کیا کہ کل اہل دنیا برابر ہین وحشی اور مقامی تعصبات اور تعصبات محض بیہودہ ہین۔ اب آن اوسکو اپنے آبائی عقائد پر کلام ہوا اور چونکہ خود سری اور مطلق العنانی سے خود بینی اور وہ بیٹھے جو طاقت بشری سے باہر ہوان پیدا ہوگئے ہین اکبر نے اپنے دوست ابو الفضل کی اتفاق رائے سے ایک نیا مذہب ملت تابعی جسکے نام سے جاری کیا جسکے عقائد معرفت الٰہی پر مبنی تھے اور جسمین ہر مذہب کی عمدہ باتین جمع کی تھین اس ساختہ مذہب کے اکبر خود رسول یا خلیفہ بنے تھے۔ ہر صبح کو وہ سورج کی پرستش ظاہراً کیا کرتا کیونکہ وہ اوسکو عالم حدوث کی قوت

حیات کا مظہر تصور کرتا تھا اور عوام جہلا خود اوسکی پرستش کرنے لگے تھے یہ نہیں ٹھیک ٹھیک معلوم کہ اس پرستش کی تحریک خود اکبر کی طرف سے ہوئی مگر اوسنے اپنے پیرون کو تخلیہ مین البتہ اپنے آگے سجدہ کرنے کی اجازت دی اس لیے بکثرت مسلمان اوسپر یہ الزام لگاتے ہین کہ اوسنے اپنے لیے وہ عجز و نیاز روا رکھا جو ذات باری کے سوا کسی دوسرے کو شایان نہین ہے

# اکبر کے انتظام سلطنت کا بیان

اکبر نے کل ہند کو جو بندھیاچل کے شمال مین واقع ہی تسخیر ہی نہین کیا بلکہ اوسکے غیر مربوط حصون کو منضبط کرکے ایک سلطنت بنا دیا پھر اوسے چند صوبون مین منقسم کرکے ہر صوبے پر ایک حاکم یا نائب السلطنت مقرر کیا اور اوسکو اختیارات مالی اور فوجی پورے پورے عطا کیے یہ اختیارات تین صیغون مین منقسم تھے یعنی صیغہ جنگی و صیغہ عدالت جسمین سررشتہ پولیس بھی شامل تھا اور صیغہ مال اور اس نظر سے کہ فوج مین بغاوت نہونے پاوے اور اعلی افسر خودسری کی جرأت نکرین اوسنے فوج کا انتظام از سرنو کیا اور سپہ سالارون کو جاگیرین عطا کرنیکے بجاے جیسا کہ قدیم طریقہ تھا اوسنے سپاہیون کی تنخواہ مقرر کردی اور جہان یہ انتظام ممکن نہ تھا اوسنے قدیم جاگیردارون کو دہلی کی حکومت خاص کی نگرانی مین رکھا علاوہ اسکے اوسنے بالعوض جنگی خدمتون کے جاگیر عطا کرنیکا ایسا انتظام کیا جس سے صوبہ دارون کو خودمختاری حاصل کرنیکا موقع بہت ہی کم ملا اس انتظام کی نسبت سے بجائے کہ ہندو راجاؤن و مغل امرا کو منصب و خدمات سلطانی

عطا ہوتی تھین - دادخواہون کی دادرسی کے لیئے عدالتین تھین جنکا افسر بالا
میرعدل خاص دارالخلافت مین رہتا تھا اور اوسکے ماتحت قاضی بڑے بڑے قصبون
مین معین تھے - شہرونکے تھانے اور چوکیات کوتوال کے ماتحت تھے اور
عامل کی خدمت بھی اوسی سے متعلق تھی بیرونجات مین اول تو تھانہ چوکی تھا ہی
نہین اور اگر کہین تھا بھی تو اوسکا انتظام زمیندارون اور افسران مال پر موقوف تھا
حق تو یہہ ہے کہ جبتک سرکار انگلشیہ کا تسلط نہین ہوا ہند کے کل بیرونجات مین
جان و مال کی حفاظت کے لیئے کوئی باقاعدہ پولیس مقرر نہ تھی - ہندوؤن کے گانون
مین موروثی چوکیدار ہوتے تھے مگر اکثر تو یہہ ملک کی اونھین قومون سے لیئے جاتے
تھے جنکا شیوہ دزدی تھا لہذا یہہ دونون طرف ملے رہتے کبھی چورون کی مخالفت
اور کبھی مدد کرتے زمیندارون اور افسران مال کی اپنی اپنی ذاتی پولیس تھی اور یہہ لوگ
اونکے نام سے کسانون پر ظلم اور تعدی کرتے تھے ؞

## انتظام صیغۂ مال

صیغہ مال کا انتظام جو اکبر نے کیا وہ اہل ہنود کے قدیم دستورون پر مبنی تھا
اور اوسکا رواج ہنوز جاری ہے اول اوسنے زمین کی پیمائش ٹھیک ٹھیک کرائی
بعد ازان مالیان سرکار نے ہر جگہہ کے پیداوار کی مقدار دریافت کر کے سرکاری حصہ
کل پیداوار کا ایک ثلث معین کیا اور شرح مقرر کی جسکے ذریعہ سے سرکاری مطالبہ
بجاے غلہ کے زر نقد مین ادا ہو ابتدا مین تو یہہ طریقہ جسکو جمعبندی کہتے ہین
ہر سال عمل مین آتا رہا مگر جب اکبر نے دیکھا کہ ہر سال کی نئی جمعبندی سرکاری

اہلکارون کو کسانون سے ناجائز طور پر جبراً روپیہ لینے کی گنجایش ہے
تو بعد ازان دس برس کی میعادی جمعبندی مقرر کی گئی فی الحال اکبر تمام کل پیداوار
کی تہائی لے لیتے تھے اور شمالی ہند کا محاصل اکبر کے زمانے مین اوس محاصل
سے جو سرکار انگلشیہ کو آج کل دستیاب ہوتا ہے بہت زیادہ تھا۔ اکبری سلطنت کے
پندرہ صوبون سے جنمین کابل جو افغانستان مین اور خاندیس جو
جنوبی ہند مین واقع ہین شامل تھے چودہ [۱۴] کروڑ روپیہ لیا کرتا تھا اور اگر کابل
اور خاندیس اور سندھ کے صوبون کو علیحدہ کیجیے تو سرکاری مطالبہ
بارہ کروڑ تینتیس [۳۳] لاکھ ہوتا تھا بمقابلہ اسکے ۱۸۷۹ء مین سرکار انگریز کو شمالی
ہند کے وسیع تر رقبہ سے صرف بارہ کروڑ روپیہ مالگزاری سے حاصل ہوا۔
زمین کے رقبہ کی کمی یا زیادتی کے اعتبار سے اور نیز نرخ کی وجہ سے جو فرق
پیدا ہوتا ہے اگر منہا کیا جائے تاہم اکبر کے زمانہ کا محاصل سرکار انگریزی
کے محاصل سے تین حصے زیادہ ہوتا ہے۔ اخیر وقت کے دو سالانہ نقشون
سے اکبر کے زمانہ کی مالگزاری ساڑھے سولہ [۱۶½] کروڑ اور ساڑھے سترہ [۱۷½] کروڑ پائی
جاتی ہے۔ اور واضح رہے کہ علاوہ باقاعدہ فوج کے ہر صوبہ کو ایک بےقاعدہ
مقامی فوج بھی رکھنی پڑتی تھی اور اوسکا صرف دس [۱۰] کروڑ روپیہ سے ہرگز کم نہ تھا۔
کابل اور خاندیس کے صوبون کو علیحدہ کر کے اکبر کو شمالی ہند سے
صرف مالگزاری اور بےقاعدہ فوج کی تحصیل کی بدولت بائیس کروڑ روپیہ
سالانہ سے زیادہ حاصل ہوتا تھا علاوہ اونکے جنکا ذکر ہوا اور بھی انواع طرح

محصول سے تھے غرض اکبر کے عہد مین کل سرکاری آمدنی تخمیناً بیالیس کروڑ روپیہ تھی

## اکبر کے ارکان سلطنت

اکبر کے وزیر راجہ ٹوڈرمل نے سررشتہ مال کا انتظام کیا اور اسکا نام آج تک بنگالہ کے کسانون کے زبان زد ہی ابوالفضل اکبر کا وزیر خزانہ ایک نہایت عالم شخص تھا جسنے کل سلطنت کی پیمائش کی مفصل کیفیت اور اپنے آقا کے دربار اور اوقات وغیرہ کے عجیب حالات آئین اکبری مین درج کیے ہین ابوالفضل سنہ ۱۶۰۲ء مین شہزادہ سلیم ولیعہد کے اشارہ سے مارا گیا۔

## جہانگیر بادشاہ

۱۶۰۵-۲۷ عیسوی

شاہزادہ سلیم اکبر کا عزیز بیٹا سنہ ۱۶۰۵ء مین تخت نشین ہوا اور اوسنے جہانگیر کے لقب سے سنہ ۱۶۲۷ء تک سلطنت کی اور یہ بائیس سال کا زمانہ بیٹون کی بغاوتین فرو کرنے اور بی بی کے اختیار و اقتدار بڑھانے مین اور نفس پرستی اور عیش و عشرت مین صرف ہوا اس عہد مین مدت مدید تک دکن مین لڑائی جھگڑے رہے مگر سلطنت کی وسعت مین کچھ بھی اضافہ نہوا اور وندھیاچل سے جنوب کی سرزمین جو ان کی لوان دہلی کی حکومت سے علیحدہ ہی آئی آخر کو حبشی وزیر ملک عنبر نے باوجود کئی لڑائیون کے اوس ریاست کی خودسری برقرار رکھی جہانگیر کی سلطنت کے آخر زمانہ مین اوسکا بیٹا شاہجہان منحرف ہو گیا

دکن کو چلا گیا اور وہاں ملک عنبر سے جو مغلوں کے لشکر کے ساتھ برسر
مقابلہ تھا جا ملا اسی زمانہ میں راجپوت بھی خودمختاری کا دم بھرنے لگے اور شاہجہان
نے راجہ اودیپور کو ۱۶۱۴ء میں سلطان کی طرف سے شکست دی مگر یہ فتح
ادھوری اور برائے چندے تھی بہر حال راجپوت شاہی لشکر کے جزو اعظم
تھے اور اس قوم کے پانچ ہزار سواروں کی مدد سے شاہجہان نے کابل
کی بغاوت دفع کی تھی ۱۶۲۱ء میں ایرانیوں نے جہانگیر سے صوبہ
قندھار چھین لیا۔ جہانگیر کے عہد میں سلطنت مغلیہ کی مالگزاری ساڑھے سترہ
کروڑ روپیہ قائم رہی اور اوسکی کل آمدنی تخمیناً پچاس کروڑ تھی ٭

## ملکہ نورجہان

جہانگیر کے عہد میں مثل ملکہ نورجہان کے جسے نورمحل بھی کہتے ہیں کوئی
دوسرا فرد اتنا صاحب اقتدار نہ تھا نورجہان ایک نہایت شریف ایرانی خاندان کی
لڑکی تھی اگرچہ کمال مفلسی کی حالت میں پیدا ہوئی تھی اکبر کے زمانہ میں جہانگیر
اوسکے حسن و جمال پر فریفتہ ہوا اس وقت دونوں کا عنفوان شباب تھا اکبر
نے جہانگیر کی نظروں سے علیحدہ کرنے کی غرض سے نورمحل کا ایک شخص سے جو مرد
دلاور تھا نکاح کر دیا اور اوسکو صوبہ بنگالہ میں عہدہ جلیل پر سرفراز کیا جب
جہانگیر تخت پر بیٹھا تو اس بات کا خواہاں ہوا کہ اوسکا خاوند اوسے اپنی خوشی سے
طلاق دیدے مگر وہ اس بات پر راضی نہ ہوا اور مارا گیا۔ نورمحل ایوان شاہی کو لائی گئی
اور چند مدت تک بسبب تاسف سوگ میں رہی مگر آخر کار جب گوشہ تنہائی سے نکلی تو نورجہان

کے لقب سے شہرۂ آفاق ہوئی اوسنے اپنے عزیز و اقارب کو لیکے گرد جمع کیا اور شروع مین جہانگیر پر اسکی صحبت کا اچھا اثر ہوا مگر بعد ازان شاہزادون اور مغل سردارون کے رشک و عناد کی وجہ سے جو وہ نور جہان کے فریق سے رکھتے تھے سازشین اور سرکشیان برپا ہوئین چنانچہ سنہ ۱۶۲۶ع مین نور جہان کا اقبالمند سپہسالار مہابت خان مجبور ہوکر اپنی حفاظت کی غرض سے اوسکا مخالف ہوگیا اور سلطان کو قید کر لیا اور نور جہان بھی اوسکے ساتھ چھ مہینہ تک مقید رہی سال آئندہ مین جبکہ اوسکا بیٹا شاہجہان اور سردار اعظم مہابت خان اوس سے سرکش ہو رہے تھے جہانگیر نے سنہ ۱۶۲۷ع مین قضا کی +

## جہانگیر کے چال چلن کا بیان

سر ٹامس رو کے جو اول ہی اول دولت انگلشیہ کیطرف سے سنہ ۱۶۱۵ع مین ہند کو بطور سفیر کے آیا تھا جہانگیر کے عادات و صفات اچھی طرح بیان کیے ہین وہ کہتا ہے کہ اگرچہ وہ اوسوقت مین بھی دارالخلافت تھا مگر شاہی کوچ کی حالت مین خود ایک دارالریاست معلوم ہوتا تھا جہانگیر کی یہ رائے تھی کہ اکبر نے بہت علانیہ دین اسلام سے علٰحدگی اختیار کی تھی چنانچہ وہ ظاہری مراسم دینی کا بڑا پابند رہا حالانکہ اکبر کی دلی اور سچی دینداری سے وہ اوسکو مس بھی نہ تھا اور اگرچہ اوسنے اپنی رعایا کو میخوری کی ممانعت کی مگر خود رات بھر نشہ مین چور و بدمست رہتا تھا اور اوسی حالت مین مذہبی گفتگو کرتا اور بیہوشی کے عالم مین رونے کی کیفیت اور اور کیفیتین اوسپر طاری ہوتی تھین اور آدھی رات تک یہی صورت ہوا کرتی تھی ظاہرین لوگون کے سامنے وہ متقی اور

زوال کا تخم بھی بویا اکبر کے عہد میں محاصل زمین ساڑھے سترہ کروڑ تھا مگر شاہجہان کے
زمانہ میں بائیس کروڑ ہو گیا لیکن یہہ بیشی نئی فتوحات کے ذریعہ سے ہوئی تھی نتیجہ
اس رقم کثیر میں کشمیر اور افغانستان کے پانچ صوبوں کی بھی مالگزاری شامل تھی گو کہ
پھر بعض صوبے ان میں کے اس عہد میں سلطنت مغلیہ کے قبضہ سے نکل گئے
خلاصہ یہہ کہ فقط ہند کی مالگزاری کی آمدنی سے سلطنت مغلیہ کو بیس سے اکیس کروڑ
روپیہ حاصل ہوتا تھا اور شاہجہان کی بارگاہ کی شان و شوکت دیکھکر یورپ کے
سیاح دنگ رہ جاتے تھے۔ تخت طاؤس شاہجہان نے بنوایا تھا اوسکی قیمت جوہری ٹیور
ٹاورنیر نے ساڑھے چھہ کروڑ تجویز کی تھی اس تخت میں گہرے ہلکے رنگ کے
یاقوت و نیلم اور زمرد طاؤس کی دُم کی قدرتی رنگتوں کی رعایت سے جڑے گئے تھے

## شاہزادہ اورنگ زیب کی بغاوت کا حال

کچھہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ کسی بد دعا کا اثر تھا کہ اکبر کے خاندان میں سرکش و نا خلف
اولاد پیدا ہوئی جسطرح جہانگیر اپنے جان نثار باپ کا مخالف ہو گیا تھا اور جسطرح شاہجہان
نے جہانگیر سے بغاوت کی اسی طرح شاہجہان کو بھی اپنے خاندان کی سازشوں
اور سرکشیوں سے تکلیف پہنچی۔ جب ۱۶۵۷ء میں یہہ بوڑھا بادشاہ بیمار پڑا
اورنگ زیب اور اوسکے بھائیوں میں تخت کے لیئے جھگڑا ہوا مگر انجام کار
اورنگ زیب جو دغا اور فریب کا پتلا تھا غالب آیا اور اپنے باپ کو تخت سے
اوتار کے اپنے تئیں ۱۶۵۸ء میں بادشاہ مشتہر کیا بوڑھا کم نصیب بادشاہ سات برس قید

جحصیل کر بحالت اسیری آگرہ کے قلعہ مین اس جہان فانی سے سنہ ۱۶۶۶ء مین رحلت کر گیا +

# اورنگزیب کے واقعات تاریخی کا خلاصہ

سنہ ۱۶۵۸-۱۷۰۷ء عیسوی

سنہ ۱۶۵۸ء- شاہجہان تخت سے اوتار گیا اور اورنگزیب نے اوسپر تصرف ناجائز کیا +

سنہ ۱۶۵۹ء- اورنگزیب نے اپنے بھائی شجاع اور دارا کو شکست دی اوس سردار نے جسکے یہان دارا نے پناہ لی تھی اوسکو دغا سے گرفتار کرادیا اور دارا قتل ہوا +

سنہ ۱۶۶۰ء- اورنگزیب اور اوسکے بھائی شجاع سے جنگ وجدل ہوئی اور شجاع نے انجام کار آراکان مین پناہ لی اور وہان بڑی مصیبت مین ہلاک ہوا +

سنہ ۱۶۶۱ء- اورنگزیب نے اپنے چھوٹے بھائی مراد کو قلعہ مین حیلہ بازی سے قتل کرایا +

سنہ ۱۶۶۲ء- اورنگزیب کے سپہسالار میر جملہ نے ملک آسام پر حملہ کیا مگر ناکامیاب ہوا- ملک دکن مین فتنہ وفساد برپا ہوا بیجاپور کی ریاست اور مرہٹون سے جسکا سردار سیواجی تھا لڑائی ہوئی بعد چند انقلابات کے جنمین فتح اور شکست ہوئین سیواجی مرہٹون کی طاقت کے بانی کا بہت سے ملک پر قبضہ ہو گیا +

سنہ ۱۶۶۲ء سے سنہ ۱۶۶۵ء تک سیواجی نے سلطنت مغلیہ کے مقابلہ مین سرکشی کی اور سنہ ۱۶۶۴ء مین راجہ کا خطاب لیا اور دعوی خودسری کا کیا مگر سنہ ۱۶۶۵ء مین جبکہ زبردست فوج مقابلہ کو بھیجی گئی اطاعت قبول کی اور دہلی کو آیا اور برائے چندے نظربند رہا اور پھر چپکے سے نکل گیا +

سنہ ۱۶۶۶ء۔ شاہجہان نے وفات پائی۔ ملک دکن مین جنگ ہوئی اور شاہ بیجاپور نے مغلون کو شکست دی +

سنہ ۱۶۶۷ء۔ سیواجی نے ایسی شرائط کے ساتھ جو اوسکے مفید مطلب تھین اورنگ زیب سے صلح کی اور ادور علاقہ حاصل کیا۔ سیواجی نے ریاستہائے بیجاپور و گولکنڈہ سے خراج تحصیل کیا +

سنہ ۱۶۷۰ء۔ سیواجی نے دکن اور خاندیس کو تاخت و تاراج کیا اور اول مرتبہ چوتھ یعنی مالگذاری کی چوتھائی لی +

سنہ ۱۶۷۲ء۔ سیواجی نے مغلون کو شکست دی +

سنہ ۱۶۷۷ء اورنگ زیب نے جزیہ (یعنی غیر مسلمون پر ٹکس محصول) از سر نو جاری کیا +

سنہ ۱۶۷۹ء۔ اورنگ زیب راجپوتون سے برسر جنگ ہوا اور اوسکا سب سے چھوٹا بیٹا شہزادہ اکبر منحرف ہوکر راجپوتون سے جا ملا مگر شیخ نے اوسکا ساتھ نہ دیا اور شہزادہ اکبر نے مجبور ہوکر مرہٹون کے یہان پناہ لی

سنہ ۱۶۷۲ء سے سنہ ۱۶۸۰ء تک۔ دکن مین مرہٹون نے ترقی کی

اور سنہ ۱۶۷۴ء مین سیواجی راے گڑھ مین مثل خودسر بادشاہون کے گدی پر بیٹھا اور بیجاپور کی ریاست سے اور مغلون سے لڑا۔ سیواجی نے سنہ ۱۶۸۰ء مین قضا کی اور اوسکا بیٹا سمبھاجی اوسکا جانشین ہوا +

سنہ ۱۶۸۳ء۔ اورنگ زیب نے بذات خود دکن پر ایک عظیم فوج کے ساتھ چڑھائی کی +

سنہ ۱۶۸۶ء سے سنہ ۱۶۸۸ء تک۔ اورنگ زیب نے بیجاپور اور گولکنڈہ تسخیر کیا اور سلطنت مغلیہ مین شامل کر لیا +

سنہ ۱۶۸۹ء۔ اورنگ زیب نے سمبھاجی کو گرفتار کیا اور بے رحمی سے قتل کیا +

سنہ ۱۶۹۲ء۔ مرہٹون کے خود مختار سردارون سے ایک بیقاعدہ لڑائی ہوئی +

سنہ ۱۶۹۸ء۔ اورنگ زیب نے مرہٹون سے جنجی کا قلعہ فتح کیا +

سنہ ۱۶۹۹ء سے سنہ ۱۷۰۱ء تک۔ اورنگ زیب نے ستارہ کا شہر اور مرہٹون کے قلعے فتح کیے اور ظاہر مین مرہٹون کا حال تباہ ہوگیا +

سنہ ۱۷۰۲ء سے سنہ ۱۷۰۵ء تک مرہٹون نے نئے نئے ملک فتح کیے +

سنہ ۱۷۰۶ء۔ اورنگ زیب نے احمد نگر مین پناہ لی +

سنہ ۱۷۰۷ء۔ اور وہین بیکسی اور خواری کی حالت مین انتقال کیا +

بلکہ [illegible] ایک [illegible]

[illegible]

[illegible]

# اورنگ زیب بادشاہ

تصویرات حیدری

اورنگ زیب نے ۱۰۶۸ھ میں اسیر باپ کی جگہ اپنے تئین عالمگیر کے لقب سے بادشاہ مشتہر کیا اور ۱۱۱۸ھ تک سلطنت کی اوسکے عہد میں سلطنت مغلیہ کی وسعت غایت درجہ کو پہنچی مگر پچاس برس کی حکمرانی کے زمانہ دراز میں کوئی بھی بات پیدا نہوئی بلکہ مغلیہ سلاطین کے عہد کی وہی معمولی باتین جنکے سننے سے رنج ہوتا ہے سلطنت کے بعض شاہان سلف کے زمانہ میں بھی وقوع مین آئین اگر اورنگ زیب کی کیفیت ذاتی پر بھی نظر کیجئے تو بسبب اسی غلط بات سرکشی کی اور بھائیون کے قتل سے سلطنت کو مستحکم کیا اور اوسکے عہد کے آخر زمانہ مین خود اوسکے بیٹون کی آپس کی پھوٹ اور بغاوتون اور سرکشیون کی وجہ سے سلطنت پر ایک غبار سا چھا گیا۔ اگر صورت ظاہری پر نظر کیجئے تو شمالی ہندوستان میں وہ بدستور شاہانہ وشان خسروانہ کے ساتھ سلطنت کرتا رہا۔ دکن میں خود مختار اسلامی ریاستین مغلوب ہوئین اور اہل ہنود کی ریاستون سے لڑائیان ہوتی رہین مگر ساتھ ہی اوسکے کیا راجپوتانہ اور کیا دکن میں ہنود سلطنت مغلیہ کے تہ و بالا کرنے کے لیے دن بدن زور پکڑتے گئے

## اورنگ زیب کا بھائیون کو قتل کرنا

جلوس کے دوسرے سال ۱۰۶۹ھ میں اورنگ زیب نے اپنے بھائی دارا کو شکست دی اور مروا ڈالا دارا ایک عالی نفس شخص تھا مگر اوسکے مزاج میں خودنمائی

اور عجلت ازحد تھی ایک آدھ برس کی لڑائی جھگڑے کے بعد سنہ ۱۶۶۰ء مین اوسنے
اپنے دوسرے بھائی شجاع کو جو ایک عیاش آدمی تھا ہند کے باہر نکالدیا اور
وہ اراکان کے وحشیون کے درمیان بہزار خواری ہلاک ہوا تیسرے سال اوسکا بہا
بھائی مراد جو سب سے چھوٹا تھا بحیلہ شرعی قیدخانہ مین قتل کیا گیا جبکہ اورنگ زیب
اپنے سب رقیبون کا قلع قمع کر چکا تب اوسنے زہد و تقوی اختیار کیا جو اہل اسلام
کے اوس فریق کے بادشاہ کو لازم ہی جو فرائض مذہبی کے ازبس پابند ہین اب
اوسکے ضعیف باپ شاہجہان کا حال سنیے کہ وہ قیدخانہ مین اوس دن تک اپنے
مقتول لڑکون کے غم مین گریہ وزاری کرتا رہا جب تک کہ موت نے اوسے اوس
رنج والم سے سنہ ۱۶۶۶ء مین رہائی بخشی

## اورنگ زیب کی ملک دکن کی مہمات

اورنگزیب نے اپنے باپ کے عہد مین دکن کی تسخیر بڑی عقلمندی اور ہمت کے
ساتھ شروع کی تھی اسوقت تخت نشینی کے اس کام مین زیادہ سرگرمی سے کمر باندھی
منجملہ دکن کی پانچ اسلامی سلطنتون کے برار اور احمدنگر کی سلطنتین
اور بیدر کی ریاست اورنگ زیب کے جلوس سے پہلے مطیع ہو چکی تھین
مگر بیجاپور اور گولکنڈہ کی ریاستون سے نہ بند ہوا اور لڑائی جاری تھی پر
اورنگ زیب کا مصمم ارادہ تھا کہ جس طرح ہو ان دونو کو بھی سلطنت مغلیہ مین شامل کیجیے
چنانچہ وہ اپنے عہد کے نصف زمانہ مین ابتداے سنہ ۱۶۵۸ء لغایت سنہ ۱۶۸۲ء
اپنے سپہ سالارون کے ذریعہ سے دکن مین لڑتا رہا اس عرصہ مین ایک نئی حکومت کا

دکن مین ظہور ہوا یعنی مرہٹون کا جنکے حالات باب آیندہ مین تفصیل وار بیان کیے جائینگے پس اورنگ زیب کے لشکر کو نہ صرف بیجاپور اور گولکنڈہ کی اسلامی ریاستون کا زیر کرنا بلکہ مرہٹون کی قوم کی روز افزون طاقت کا توڑنا بھی لازم آیا

## دکن کا رفتہ رفتہ فتح ہونا

باوجود اورنگ زیب کی جد و جہد کے بیجاپور اور گولکنڈہ کی ریاستین پچیس برس تک مغلوب نہوئین اور سنہ ۱۶۷۰ء مین مرہٹون کے سردار سیواجی نے ان صوبون سے جو دکن مین مغلون کے ماتحت تھے چوتھ یعنی مالگزاری کا چہارم حصہ بطور خراج کے وصول کیا اور سنہ ۱۶۷۴ء مین اوسنے رائگڑھ مین خودمختاری اختیار کی سنہ ۱۶۸۰ء مین اورنگ زیب کا بیٹا شہزادہ اکبر اپنے باپ سے باغی ہوکر مرہٹون کی فوج سے جا ملا جس سے اونکا رعب داب اور بڑھ گیا۔ جبکہ معاملات اس حد کو پہنچے تب اورنگ زیب کو یقین ہوا کہ اب دو باتون مین سے ایک کا کرنا بہر حال ضرور پڑا یا تو یہہ کہ شان و شوکت ترک کرکے دکن مین خیمہ مین رہنا اختیار کرے یا ملک دکن کی تسخیر کے خیال سے جو مدت سے اوسکے دلمین تھا درگذرے پس اوسنے ایک عظیم مہم کی طیاری کرنا شروع کی جو باعتبار کثرت افواج اور عظمت و شان کے اپنا نظیر نہین رکھتی اور خود اوسکا سپہ سالار بنا سنہ ۱۶۸۳ء مین وہ اس عظیم الشان فوج کو لیکر دکن مین پونہچا اور اپنے عہد کا نصف زمانہ یعنی چوبیس سال میدان جنگ مین بسر کیے۔ انجام کار گولکنڈہ اور بیجاپور ایک زمانہ کی جنگ و جدل کے بعد مغلوب ہوگئے اور سنہ ۱۶۸۸ء مین سلطنت مغلیہ مین شامل کیے گئے +

# مرہٹوں کا بیان

## سنہ ۱۶۵۰ — ۱۸۱۸ عیسوی تک

جب دکن کی پانچ سلطنتوں میں سے دو باقی ماندہ سلطنتیں بھی فتح ہوگئیں تب مرہٹوں نے اپنی کامیابی کے لیے اور بھی میدان خالی پایا حق تو یہ ہے کہ مرہٹوں کے حملوں کی وجہ سے دونوں ریاستیں آسانی سے اورنگ زیب کے تصرف میں آگئی تھیں ساری باقی عمر کئی برس یعنی سنہ ۱۶۸۸ع سے سنہ ۱۷۰۷ع تک بادشاہ مرہٹوں کی روز افزوں طاقت کا مقابلہ کرتا رہا ان کے پہلے نامی سردار سیواجی نے آگے سنہ ۱۶۷۴ع میں بغاوت مشتہر کیا اور سنہ ۱۶۸۰ع میں وفات پائی اورنگ زیب نے اوس کے بیٹے اور جانشین سمبھاجی کو سنہ ۱۶۸۹ع میں گرفتار کیا اور سخت بیرحمی سے قتل کیا اور مرہٹوں کی راجدھانی اور چند قلعوں پر قبضہ کرلیا اور آیندہ صدی کے شروع سال میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اوس نے قریب قریب مرہٹوں کا بیج کھود دیا مگر چند روز کی بیقاعدہ لڑائی کے بعد جو دیکھا تو وہ جنگجو قوم اور بھی زیادہ قوت پکڑ گئی تھی اور سنہ ۱۷۰۵ع میں اپنے قلعے پھر فتح کر لیے برخلاف اس کے اورنگ زیب کی یہ کیفیت ہوئی کہ ایک بے سود جنگ میں اپنا خزانہ اور سپاہ جتنی کہ تندرستی بھی برباد کر بیٹھا جب اوس کی سپاہ نے اپنی تنخواہ کا تقاضا طلب کیا اور شکست سے تو وہ بہت چڑچڑا اور بد مزاج ہوگیا تھا اپنے ناراض اور دل برداشتہ سپاہیوں سے کہہ دیا کہ اگر میری ملازمت سے خوش نہیں ہو تو مت آیا کرو اور اخراجات کم کرنے کی غرض سے کئی رسالے توڑ دیے ✤

## اورنگ زیب کا دشمنوں سے گھر جانا

ادھر اورنگ زیب کی تو یہہ کیفیت تھی اودھر مرہٹے فاقہ کش ٹڈونکی طرح لشکر
شاہی پر ٹوٹے پڑتے تھے اور ہر چہار طرف دبلتے رہتے تھے پچیس برس کے
عرصہ میں اوسکا لشکر بڑھتے بڑھتے اسقدر عظیم اور بیقابو ہوگیا تھا کہ اوسکا سنبھالنا
دشوار تھا اور نہ صرف نقل و حرکت میں دیر لگتی تھی بلکہ ہر ارادہ دشمن پر ظاہر
ہوجاتا تھا اگر اورنگ زیب مرہٹون کے مقابلہ کو جو اوسکے لشکرگاہ کی حدود
پر لوٹ مار کیا کرتے تھے ایک مختصر سی تیز رفتار فوج بھیجتا تو وہ اونکے ہاتھون
تلف ہوتی اور جو خود بڑے لشکر کے ساتھ اونپر چڑھائی کرتا تو وہ فرار ہوجاتے اور
بدنظمی اس حد کو پہونچ گئی تھی کہ اوسکے اپنے سپاہی دشمنوں کی ضیافتوں میں شریک
ہوتے اور دشمن ہنسی کی راہ سے بادشاہ کے جان و مال کی دعا مانگتے تھے

## اورنگ زیب کی وفات

سنہ ۱۷۰۵ع میں اورنگ زیب کے عظیم الشان لشکر میں ایسی ابتری اور بدنظمی پھیل
گئی کہ اوسکو مجبور ہوکر مرہٹون سے صلح کا پیام سلام کرنیکی ضرورت پڑی اور یقین ہے
کہ وہ جو مدد دینے پر بھی راضی ہو جاتا مگر مرہٹون کی طمع بیشی اور گستاخی کے
باعث معاملہ طے نہو سکا اور اورنگ زیب نے سنہ ۱۷۰۶ع میں احمد نگر میں پناہ لی اور
سال آئندہ کے ماہ فروری میں وفات پائی اپنی زندگی کے پچھلے دنون میں اورنگ زیب
کو اپنے بیٹون کی وفاداری کی نسبت بہت شک پیدا ہو گیا تھا اور اوسکو یہہ اندیشہ
تھا ایسا نہو کہ وہ مجھسے ویسا ہی سلوک کریں جیسا میں نے اپنے باپ کے ساتھ کیا تھا

کچھ بچا نہ تھا اس لیئے وہ اکثر تنہا رہا کرتا جب موت کا وقت قریب آیا تو اوسنے بہت سی نصیحت آمیز باتین جو یاس اور خوف سے خالی نتھین کہین اور جب کوئی چارہ نظر نہ آیا تو بہزار افسوس فضلے الٰہی پر راضی ہوا ہرچہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم ۔ الوداع الوداع الوداع ۔

## میر جملہ کی ملک آسام پر چڑھائی

سنہ ۱۶۶۲ء

چونکہ اورنگ زیب دکن کے تسخیر کرنے پر ہمہ تن مصروف تھا اسلیئے اوسکا سلسلہ برابر رکھا گیا مگر اس عرصہ مین ہند کے شمال مین بھی بڑے بڑے معرکے گذرے چنانچہ میر جملہ فوج شاہی کو ملک آسام تک جو ہند کی مشرقی حد پر واقع ہی سنہ ۱۶۶۲ء مین لے گیا مگر اوس ملک کی دلدلون مین جو وبائی بیماریان تھیں گویا گھر ہی تھیں بہت سی سپاہ ایام برسات مین ضائع ہوئی علاوہ اسکے رسد کی راہ مسدود ہوگئی اور وہان کے باشندون نے جو ملک سے بخوبی واقف اور موسم کے عادی تھے لشکر کو چارون طرف سے گھیر لیا اگرچہ میر جملہ فوج کے بڑے حصے کو سلامت نکال لانے مین کامیاب ہوا مگر تھکا ماندہ اور شکستہ دل ڈھاکہ تک بھی پہنچنے نہ پایا تھا کہ راہ مین انتقال کیا ۔

## اورنگ زیب کی متعصبانہ حکمت عملی کا بیان

جو معاملات کہ ہند کے مغرب مین واقع ہوئے اونمین بھی اورنگ زیب کی قسمت نے یاوری کی اور اسکے عین حیات ہی سکھ اور مرہٹے فریق تھے گو انھون نے

اوسکے بعد سکے عہدون مین تو وہ کارروائیان شروع کین جنسے تخمیناً سکا ملک
پنجاب سکھون کے تصرف سے نکل گیا اورنگ زیب کے تعصب کے باعث شمالی
ہند کی کل رعایا اور راجگان اوسکے دشمن ہوگئے اوسنے ۱۶۷۷ء مین جزیہ
یعنی محصول جو فی کس ہر غیر مسلم سے لیا جاتا تھا اور جسکو لوگ موجب تحقیر سمجھتے
تھے پھر جاری کیا اور اہل ہنود کو سرکاری ملازمت سے خارج کیا اپنے باپ کے رفیق
سپہ سالار جسونت سنگھ کی بیوہ اور بچون کے ساتھ ظلم سے پیش آیا ۱۶۷۸ء مین
ایک خاص ہندو فرقہ سے اسقدر سختگیری کی گئی کہ وہ مجبوراً باغی ہوگیا اور ۱۶۷۹ء
مین راجپوتون کی ریاستون نے اوسکی مخالفت پر اتفاق کیا اور بادشاہ زمانہ دراز
تک اونسے لڑتا رہا اس اثنا مین کبھی ایسا ہوتا کہ وہ راجپوتانہ کو برباد و ویران
کرتا اور کبھی ایسا ہوتا کہ حکمت عملی کی کسی دہچال کے ذریعہ سے خود معرض
ہلاک ہونے سے بال بال بچا ۱۶۸۰ء مین اورنگ زیب کا باغی بیٹا شہزادہ اکبر مغلون
کے لشکر کا دستہ جو اوسکے تحت مین تھا ساتھ لیکر راجپوتون سے جا ملا اور اوسی تاریخ سے
راجپوتون کی دوامی علحدگی سلطنت مغلیہ سے شمار کرنی چاہیے یہی ہندو وہ تھے جنکی بہادر
شہسوار جو اکبر اعظم کی قوت بازو تھے اورنگ زیب اور اوسکے جانشینون کی بربادی کا باعث
ہوئے غرض بادشاہ جیپور اور جودھپور اور مارواڑ مین راجپوتون کی ریاستون
اس سرے سے اوس سرے تک تاخت و تاراج و قتل کرتا اور اوسکے عوض مین ان لوگون کے اسلامی
صوبون کو لوٹتے مسجدون کو مسمار کرتے ملانون کو بےعزت کرتے اور قران جلاتے
۱۶۸۱ء مین بادشاہ نے جیسے بنا ویسے صلح کرلی تاکہ دکن کی مہم بچانے کی مہلت

ــــے مگر اس مہم نے اوسکو پھر لوٹنا نصیب نہوا بہرحال اسوقت سے اکبر کی حکمت عملی جسکے ذریعہ سے یہ اسکا قصد تھا کہ مناقشات مذہبی سے ہندو اور مسلمان رعایا میں اتحاد پیدا کرے اور اسطرح پر سلطنت کو پختگی و التیام بخشے بالاے طاق رہی ✤

## اورنگ زیب کے عہد کا ماحصل

اورنگ زیب کو باستثناے ملک آسام کل شمالی ہندوستان سے اور ملک دکن کے بڑے حصے سے خراج حاصل ہوتا تھا اور اسکے عہد میں جو ملک ہندستان کا رقبہ سرکار انگلشیہ کی سلطنت حال کے تہائی کے مساوی تھا اگر صوبجات کا تعلق براہ راست حکومت عالیہ سے سرکار انگلشیہ کی نسبت کم تھا صوبجات مذکورہ سے خالص محاصل اراضی تخمیناً ۳۸ کروڑ روپیہ تک سالانہ کیا جاتا ہے اور یہ تعداد زر اوس محاصل سے جو سرکار انگریزی کو فی زمانہ ہند کی اراضی سے حاصل ہوتا ہے چندہی کم یا زیادہ ہے اور شک کیا گیا ہے کہ اورنگ زیب اپنی حکومت کے زمانہ میں دکن کی مہم میں بیشتر اسقدر مطالبہ یعنی ۳۸ کروڑ روپیہ سالانہ تک حاصل ہوا ہے کیونکہ اوسکے عہد کے آخر سالوں کی مالگذاری جبکہ اسکو دکن میں پچیس برس گذر چکے تھے صرف تیس کروڑ شمار کی گئی ہے جسکو ہم خیال کرتے ہیں کہ سرکاری مطالبہ کی تحصیل میں کسقدر سختگیری کی جاتی تھی اور بنابراں رعایا بھی حتی المقدور حیلہ حوالہ و سرتابی سے جو کچھ کہ

علاوہ اسکے کوئی نہ کوئی صوبہ ہمیشہ بادشاہ سے برخلاف علانیہ برسرِ جنگ آرہا تھا
تو محاصل کی کمی بخوبی فہم مین آتی ہے۔ پس مقرری آمدنی ملک کی اورنگ زیب عالمگیر کے عہد مین
خالص ۳۳۴۵۰۵۰۹۰ روپیہ تھی اور آئندہ نصف صدی تک یہ تخمینہ خزانہ عامرہ کے
حساب مین برابر نام درج ہوتی حالانکہ سلطنت مین ایکدست زوال آگیا تھا
اور اوسکے اجزا علیحدہ علیحدہ ہوگئے تھے جبکہ ۱۷۶۱ء مین افغان حملہ آور احمد شاہ
درانی دہلی مین داخل ہوا مہتمم خزانہ نے ایک فہرست پیش کی جسمین سلطنت کی آمدنی
۳۳۴۵۰۶۶۴۰۰ روپیہ ظاہر کی گئی تھی۔ تسخیرات دکن کے شامل ہونے کے
بعد اور زمانہ ادبار کے قبل زیادہ سے زیادہ محاصل مین جو اورنگ زیب کو وصول ہوئے
ساڑھے اڑتیس ۳۸½ کروڑ روپیہ تھا اوسمین سے قریب ۹ تیس کروڑ کے صوبجات ہند سے
اور باقی کابل اور کشمیر سے حاصل ہوتا تھا کل مالگزاری اورنگ زیب کی ۱۶۹۵ء
مین اسی ۸۰ کروڑ تھی اور ۱۶۹۷ء مین ساڑھے ستتر ۷۷½ کرور اسکے مقابلہ مین اگر ۱۸۷۹ء
سے دس گذشتہ سال کا اوسط نکالا جائے تو سرکار انگلشیہ کے ہندوستان کے
کل محصولات کی آمدنی ساڑھے پینتیس ۳۵½ کرور ہے بعض اسمین افیون کی آمدنی جو ملک
چین کے ساتھ تجارت کرنے سے حاصل ہوتی ہے شامل نہین ہے

## اورنگ زیب کے چال چلن کا بیان

اورنگ زیب کا یہہ قصد تھا کہ ایسی وضع اختیار کرے جو دین محمدی اور شان سلطنت
دونون کے شایان ہو لہذا امور مملکت مین وہ شان شاہانہ برتتا مگر معاملات خانگی
اوسکے مزاج مین سادگی تھی۔ دنیوی شان۔ فرائض بہی سرگرمی سے تمام

اوسکی انشا پردازی کی سلاست و متانت اوسکے رقعات سے ہویدا ہے علاوہ برین
موقع محل پر اشعار اور آیات قرآنی مثال و سند لانے مین اوسکو کمال مہارت تھی
فی الحقیقت اگر باپ کے قید کرنیکا جرم اور بھائیون کا خون اور ہندو رعایا کی
ایذا رسانی کا عذاب اوسکی گردن پر نہوتا تو شک نہین کہ اوسکی زندگی عیب اور
خطا سے پاک ہوتی۔ مگر اوسکے تعصب نے غیر مذہب والون کو اوسکا دشمن بنا دیا تھا
اور چونکہ وہ اپنے عزیز و اقارب کو ایک ایک کرکے قتل کر چکا تھا لہذا مجبوراً مملکت
کا کل نظم و نسق غیرون کو تفویض کرنا پڑا ہندوؤن کے دل سے اوسکے جور
و ستم کی یاد ہرگز فراموش نہوتی چنانچہ سکھ اور راجپوت اور مرہٹون نے اوسکے
مرتے ہی سلطنت کو ہر طرف سے دبانا شروع کیا اور اگرچہ مسلمان سپہ سالار
اور صوبون کے حکام اوسکے جیتے جی اوسکی خدمت و وفاکیشی سے بجا لائے
مگر اوسکی آنکھین بند ہوتے ہی اوسکے حقوق کا حق دبا بیٹھے +

## سلطنت مغلیہ کا زوال

اورنگ زیب کے جانشین جنھین فوج کے سردارون اور ارکان سلطنت نے
تخت پر بیٹھایا مثل کاٹ کی پتلیون کے محض بے اختیار تھے اور وہ اونسے
جو چاہتے کرواتے اور جب اونکا علیحدہ کرنا اونکے مفید مطلب ہوتا مار ڈالتے
پس سلطنت کے آیندہ معاملات تباہی اور بربادی کا ایک دفتر ہے جس خاص واقعات
اوسکے زوال و خاتمہ کے مختصر طور سے صفحہ آیندہ مین بیان ہوتے ہین گو سلاطین
مغلیہ ایک زمانہ تک اور بھی پایہ تخت دہلی سے ہند پر حکومت کرتے رہے

مگر اورنگ زیب کے بعد چھ قریبی جانشینوں میں سے دو ایک برس اور بعض
کے قبضے میں تھے اور باقی چار دو سیدوں کے ساختہ پرداختہ تھے جو ہند کی
تواریخ میں بادشاہ گر کے لقب سے کچھ بیجا مشہور نہیں ہیں +

## ملک دکن اور صوبہ اودھ کا خودمختار ہونا

سنہ ۱۷۲۰ع سے سلطنت کا تنزل اور بھی زیادہ آشکارا ہونے لگا چنانچہ اس
سنہ ۱۷۲۴ع نظام الملک حاکم دکن نے سب سے بڑا حصہ جنوبی ہند کا دہلی کی حکومت
سے توڑ لیا اور سنہ ۱۷۳۲ع و سنہ ۱۷۴۳ع کے درمیان میں حاکم صوبہ اودھ نے جو در
اصل ایک ایرانی تاجر تھا اور رفتہ رفتہ عہدہ وزارت پر ممتاز ہوا تھا ان صوبوں میں جو اس کے
زیر حکومت تھے فی الواقع اپنا خاندان قائم کیا +

## سکھوں اور مرہٹوں کا سر اٹھانا

اسی زمانہ میں ہندو رعایا بھی خودمختاری کا دم بھرنے لگی پنجاب میں سکھوں پر
اسقدر ظلم ہوا کہ انھیں چار ناچار بغاوت کرنی پڑی اور حاکم وقت نے انکو پامال کرنے کی
پامال کیا اوس وقت کے ظلم و تعدی کو سکھ نہ بھولے اور دہلی کی سلطنت سے
اس عہد دشمنی و نفرت تھی کہ سنہ ۵۷ع میں بہ اعانت سرکار انگریزی کے سلطنت
مطلب ہوئی سکھوں کے سرگروہ بندا کی بری گت بنائی گئی اوسکو سر سے
سرخ پگڑی بندھوا اور شاہانہ زری کا لباس پہنا ایک لوہے کی پنجرے میں بند کر
گلی کوچہ پھرایا اور اوسکے فرزند دلبند کا جگر اوسکی آنکھوں کے سامنے نکلا اور اوسکے
گلے میں ڈلوا دیا اور پھر خود اوسکی بوٹیاں جلتے چمٹوں سے نوچیں + سکھوں نے سنہ ۱۷۱۶ع

اسطرح ہلاک کیا جیسے دیوانے کتون کو گھیر گھیر کر مارتے ہین مگر راجپوتانہ کے
ہندو راجے اب بھی سب سے اچھے ہین اجیت سنگھہ والی جودھپور خود مختار بن بیٹھا اور راجپوتانہ
کا تعلق سلطنت مغلیہ سے ۱۷۱۵ء مین قطعی منقطع ہوگیا مرہٹون نے اس
سرے سے اوس سرے تک جنوبی ہند مین چوتھہ تحصیل اور بعد ازان ہندیہ ہتھیا چلے
بادشاہ نے سمجھا یا جا بجا اور ۱۷۴۳ء مین صوبہ مالوہ اور ۱۷۵۱ء مین صوبہ اڑیسہ اور نیز
خراج ملک بنگالہ بادشاہ دہلی کی طرف سے بطور عطیہ کے انکو عطا ہوگیا

## حملے جو وسط ایشیا سے ۱۷۳۹ء سے ۱۷۶۱ء تک ہوئے

جبکہ مسلمان صوبہ دار اور ہندو رعایا آہستہ آہستہ خود مختاری حاصل کر رہے تھے
کہ اسی اثنا مین دو نئے دشمنون نے باہر سے صورت دکھلائی اول شمال مغرب
کی جانب سے پیش مین ہوئین یعنی ۱۷۳۹ء مین نادرشاہ ایرانی اپنی غارت گر سپاہ کا
ٹڈی دل لیے ہوئے آپہنچا اور دہلی کے گلی کوچہ مین قتل عام کرایا اور اٹھاون دن
تک لوٹ کا بازار گرم رہا بعد ازان مال غنیمت قیمتی تخمینا بتیس کروڑ روپیہ کا لیکر اپنے وطن کو
واپس گیا نادرشاہ کے بعد افغانون نے احمد خان درانی کی سرکردگی مین چھہ مرتبہ درہ
کی راہ سے حملہ کیا اور خوب لوٹ کھسوٹ کر غنیمت سے مالامال ہو اپنے گھر کی راہ لی ۱۷۳۹ء
مین افغانستان کا اخیر صوبہ کابل بھی سلطنت دہلی کے ہاتھ سے نکل گیا اور
۱۷۵۲ء مین صوبہ پنجاب احمد شاہ کے حوالہ کر دینا پڑا غرض کہ ان چھہ حملون مین
دہلی اور شمالی ہند نے وہ ظلم و ستم دیکھا ئے کہ اس وقت کی تواریخ کشت و خون اور

بیوہ بے سر جمیون کی گویا ایک ہولناک داستان ہی دہلی کی دار الخلافت کو جسپر نحوست اور ادبار کی گھٹا چھا رہی تھی ہر دفعہ دشمنون کی مجبوراً مثل مہمانون کے خاطر مدارات کرنی پڑی اسپر بھی ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ اس کمبخت شہر کو ہر طرح کی بربادی اور اذیت اپنے وحشی دشمنون سے برابر چھ ہفتہ تک اوٹھانا پڑی اور بیرونجات کی یہ کیفیت تھی کہ غنیم کے سوار ہر سو گشت کرتے ہوئے شہر و دیہات مین خون بہاتے اور آگ لگاتے پھرتے تھے اور اہل ہنود کے متبرک مقامات لوٹتے اور وہان کے بیکس بھگتیون کے قتل کرنے مین اونکو خاص کر بڑا لطف آتا تھا +

## صوبون کی تباہی کا حال

ایک مرتبہ کا ذکر ہی کہ پچیس ہزار افغان سوارون نے متھرا کے متبرک شہر کسی تیوہار کے ایام مین جبکہ شہر مین ہندو جاتریون کا ایک مجمع کثیر پوجا پاٹ مین مشغول تھا چھاپا مارا ۔ ایک پادری مسمّی ٹیفن تھلر ٹرل کا باشندہ جو اوسوقت ہند مین تھا بیان کرتا ہی کہ اونھون نے گھرون کو مع رہنے والون کے جلا دیا اور اونکو تلوار اور برچھیون سے قتل کیا اور جوان لڑکیون اور لڑکون اور مردون اور عورتون کو قید کرکے لے گئے اونھون نے مندرون مین گائین جنکو اہل ہنود متبرک جانتے ہین ذبح کین اور مورتون کو خون سے آلودہ کیا ۔ ہند اور افغانستان کے درمیان کا سرحدی ملک ویران اور اجاڑ ہو گیا بلکہ اندرونی اضلاع بھی جو کثرت سے آباد تھے اور جنکی آبادی اب بہ کثرت ہو گئی ہی بالکل باشندون سے خالی ہو گئے ہے چنانچہ گجرانوالہ جو بودھون کے زمانہ مین پنجاب کا دار الخلافت ہ

مطلق ویران اور بے چراغ ہوگیا تھا اور بعد ازان زمانہ قریب کے پھر دوبارہ آباد ہوا غرض کہ یہہ ضلع جو گذشتہ صدی مین ویران ہوگیا تھا اب اوسمین پانچ لاکھ سے زیادہ لوگ بستے ہین*

## سلطنت کا زوال و خاتمہ

### سنہ ۱۷۶۱ع سے سنہ ۱۷۶۵ع تک

دوسرے حملہ آور سمندر کی طرف سے آئے غرض کہ انگریزون اور فرانسیسیون کے درمیان جنوبی ہند مین جو عرصہ تک لڑائیان ہوئین اس اثنا مین یعنی سنہ ۱۷۴۸ و سنہ ۱۷۶۱ع کے درمیان دہلی کی رہی سہی حکومت بھی جو کرناٹک مین تھی معدوم ہوگئی بنگالہ اور بہار اور اڑیسہ کے صوبجات سنہ ۱۷۶۵ع مین بذریعہ فرمان شاہی کے انگریزون کے ہاتھ آئے یہہ زرخیز صوبجات جو بادشاہ کی طرف سے انگریزون کے نام منتقل ہوئے محض ایک ضابطہ کی سی بات تھی ورنہ پانی پت کی لڑائی کے بعد تو دہلی کی سلطنت کا نام ہی نام رہ گیا تھا - یہہ لڑائی سنہ ۱۷۶۱ع مین احمد شاہ اور مرہٹون کے درمیان اوس مشہور میدان مین ہوئی جہان ہند کی سلطنت بابر اور اکبر کے ہاتھ آئی تھی - افغانون نے مرہٹون کو شکست دی اور اگرچہ اہل اسلام اب بھی فتحیابیان حاصل کر سکتے تھے تاہم حکمرانی کی قدرت مطلق جاتی ہی رہی تھی - اس بدانتظامی اور ابتری کے زمانہ مین انگریزون نے ایک نئی حکومت سلطنت مغلیہ کی بربادی پر قائم کی اور اگرچہ نام کے بادشاہ جو اصل مین پنشن خوار تھے برسون مدت اور شان سے کچھ دنون سے مثل اکبر ثانی کے

عالمگیر (اورنگ زیب) ثانی کے دہلی کی بشمار محلسراؤن پر سلطنت کرتے رہے مگر اونکی حکومت محل سے آگے نہ تھی اور مرہٹے اور سکھہ اور انگریز ہند کی سلطنت کے لیئے آپس مین جنگ جدل کرتے تھے سب سے پچھلا بادشاہ جو نام کا بادشاہ تھا ۱۸۵۷ء مین بغاوت کی علت مین برٹش برھما کی دار الخلافہ رنگون کو قید کرکے بھیج دیا گیا اور وہان ۱۸۶۲ء مین حالت اسیری ہی مین مرگیا

## انگریزون نے ہند کا ملک مغلون سے نہین بلکہ ہندوؤن سے فتح کیا

حق تو یہہ ہے کہ انگریزون کی فتوحات سے پہلے مغلون کی سلطنت کا خاتمہ ہوچکا تھا آخر مین جو نہایت خطرناک لڑائیان انگریزون کو لڑنا پڑین وہ نہ شاہ دہلی اور نہ اسکے سرکش صوبہ دارون بلکہ ہندوؤن کے دو جتھون یعنی مرہٹون اور سکھون سے ہوئین بنگالہ اور کرناٹک اور میسور مین جو لڑائیان ہوئین اونمین البتہ مسلمان سردار انگریزون سے لڑے مگر ہند کی تسخیر مین زمانہ دراز تک مخالفت اہل ہند ہی کی طرف سے ہوئی آنگریزون کی آخر لڑائی مرہٹون کے ساتھ ۱۸۱۸ء مین ہوئی اور سکھون کا جتھہ ۱۸۴۸ء سے پہلے مغلوب نہوا۔ چونکہ سکھون کی جنگ اس مختصر تاریخ کے دیگر حصے سے متعلق ہے لہذا اس مقام پر مرہٹون کا بیان مجمل طور پر کیا جائیگا ۔

# سلطنت مغلیہ کا زوال و خاتمہ

۱۷۰۷-۱۸۶۲ عیسوی

سنہ ۱۷۰۷ء - اورنگ زیب کے دو بیٹے معظم اور اعظم تخت کے لیے لڑے معظم فتحیاب ہو کر بہادر شاہ کے خطاب سے تخت نشین ہوا یہ ذوالفقار خان سپہسالار کے بالکل کہنے میں تھا شاہزادہ کام بخش باغی ہوا اور شکست کھا کر مارا گیا +

سنہ ۱۷۱۰ء - سکھوں پر فوج کشی ہوئی +

سنہ ۱۷۱۲ء - بہادر شاہ نے وفات پائی اور اوسکا بڑا بیٹا جہاندار شاہ تخت نشین ہوا - اوسنے اپنے وزیر ذوالفقار خان کے ذریعے سے سلطنت کی - اوسکے بھتیجے فرخ سیر نے سرکشی کی جو بادشاہ اور اوسکے وزیر کی گردن زنی کی +

سنہ ۱۷۱۳ء - فرخ سیر سید حسین علی اور سید عبداللہ کی سرپرستی میں جو بادشاہ کہلاتے تھے تخت نشین ہوا +

سنہ ۱۷۱۶ء - سکھوں نے یورش کی اور شکست کھائی اور سخت اذیت اوٹھائی +

سنہ ۱۷۱۹ء - دونوں سیدوں نے فرخ سیر کو تخت سے اوتار کے قتل کیا اور اوسکی جگہ تین نابالغ شہزادے اوپر تلے تخت پر بٹھائے جنمیں سے دو مہینے کے اندر انتقال کیا اور تیسرے یعنی محمد شاہ نے ستمبر سنہ ۱۷۱۹ء تخت نشین ہو کر سلطنت شروع کی +

سنہ ۱۷۲۰ء - سید معزول و تباہ ہوئے +

سنہ ۱۷۲۰ء سے سنہ ۱۷۴۸ء تک صوبہ دار دکن یعنی نظام الملک نے حیدرآباد مین خودمختاری قائم کی +

سنہ ۱۷۳۲ء سے سنہ ۱۷۴۳ء تک صوبہ دار اودھ نے جو وزیر سلطنت تھا دہلی کی حکومت سے سرتابی کی +

سنہ ۱۷۳۵ء سے سنہ ۱۷۵۰ء تک سلطنت مین عموماً زوال آگیا اور خاص ملک مین سرکشیان ہوئین اور باہر سے نادر شاہ ایرانی کا سنہ ۱۷۳۹ء مین حملہ ہوا احمد شاہ درّانی کی پہلی یورش ہند پر سنہ ۱۷۴۷ء مین ہوئی ۔ مرہٹون نے سنہ ۱۷۴۳ء مین مالوہ کا ملک حاصل کیا ۔ من بعد جنوبی اڑیسہ کا اور نیز ملک بنگالہ کا خراج سنہ ۱۷۵۱ء مین اونکے حوالہ کر دیا گیا +

سنہ ۱۷۴۸ء سے سنہ ۱۷۵۴ء تک ۔ محمد شاہ کا بیٹا احمد شاہ تخت نشین ہوا اور روہیلون نے ملک اودھ مین فتنہ برپا کیا اور فوج شاہی کو شکست دی +

سنہ ۱۷۵۱ء ۔ روہیلون کا فساد مرہٹون کی مدد سے رفع ہوا +

سنہ ۱۷۵۱ء سے سنہ ۱۷۵۲ء تک ۔ احمد شاہ درّانی نے دوسری دفعہ حملہ کیا اور پنجاب حاصل کیا +

سنہ ۱۷۵۴ء ۔ بادشاہ تخت سے اوتار دیا گیا اور عالمگیر ثانی تخت نشین ہوا +

سنہ ۱۷۵۶ء ۔ احمد شاہ درّانی کا تیسرا حملہ ہوا اور دہلی غارت ہوئی +

سنہ ۱۷۵۹ء ۔ احمد شاہ درّانی کا چوتھا حملہ ہوا اور بادشاہ عالمگیر ثانی اپنے وزیر غازی الدین سے مارا گیا مرہٹے شمالی ہند مین فتحیاب ہوئے اور دہلی پر قبضہ کیا +

سنہ ۱۷۶۱ء سے سنہ ۱۸۰۶ء تک - پانی پت کی تیسری لڑائی مین مرہٹون نے افغانون کے ہاتھہ سے سنہ ۱۷۶۱ء مین شکست کھائی عالمگیر ثانی کی وفات پر شاہ عالم ثانی برائے نام بادشاہ ہوا اور سنہ ۱۷۷۱ء تک الہ آباد مین انگریزون کا پنشن خوار رہا بعدہ سال مذکور مین بادشاہ کو اوسکی موروثی عملداری کا قلیل حصہ مرہٹون نے واپس کردیا - باغیون نے بادشاہ کو نابینا اور قید کیا اور مرہٹون نے اوسکو اس آفت سے مخلصی دی بعد ازآن بادشاہ مرہٹون کا در اصل قیدی رہا جبتک کہ لارڈ لیک نے مرہٹون کی طاقت کو سنہ ۱۸۰۳ء مین پامال کیا +

سنہ ۱۸۰۶ء سے سنہ ۱۸۳۷ء تک - اکبر ثانی نے برائے نام بادشاہت کی +

سنہ ۱۸۳۷ء سے سنہ ۱۸۶۲ء تک - محمد بہادر شاہ جو نسل تیموریہ کا آخر اور سترھوان بادشاہ تھا سنہ ۱۸۵۷ء مین تلنگون کی بغاوت مین شریک ہونے کی علت مین جلاوطن کیا گیا اور وہان سنہ ۱۸۶۲ء مین اوسنے وفات پائی +

# گیارھوان باب

## مرہٹون کا بیان سنہ ۱۶۵۰ سے ۱۸۱۸ء

### مرہٹون کی ابتدا

قریب سنہ ۱۶۳۴ء کے ساہوجی بھونسلا نے جو ایک با اقبال مرہٹہ سپاہی تھا جنوبی ہندوستان مین نمود و شہرت حاصل کرنا شروع کی وہ احمد نگر اور بیجاپور کی اسلامی ریاستون کی طرف سے مغلون کے ساتھہ لڑا کیا اور اپنی وفات سے پہ

اپنے بیٹے سیواجی کے لیئے جو ۱۶۲۷ع مین پیدا ہوا تھا اپنی جاگیر اور اپنے
پیروون کی جماعت چھوڑ گیا سیواجی نے دکن کے ہندو فرقون کو مجتمع
کر کے ایک قومی جماعت بنائی جسکو شمال کی شاہی فوج سے اور نیز جنوب کی
اسلامی ریاستون سے مخالفت تھی اس صورت سے دکن مین ۱۶۵۰ع سے
آگے تک تین قوتون کا زور رہا اول سلطنت شاہ دہلی کا لشکر جو ہمیشہ یورشین
کیا کرتا تھا دوسرے فوج احمد نگر اور بیجاپور کی خود مختار اسلامی ریاستون
کی جو دکن مین ہنوز قائم تھین تیسرے اوس ملک کے ہندو فرقون کا قومی
مجمع جو انجام کار بڑھتے بڑھتے مرہٹون کا جتھا ہو گیا

## تیسرے فریق یعنی مرہٹون کا دکن مین ترقی کرنا

شاہجہان اور اورنگ زیب کے زمانے مین جبکہ جنوبی ہند کی تسخیر کی غرض
سے اسّی برس یعنی ۱۶۲۷ع سے ۱۷۰۷ع تک لڑائی جاری رہی یہہ تیسرا فریق
ہندوون کا باری باری سے دونون کی طرف ہو کر لڑتا رہا اور اس صورت سے
اوسکی قدر و منزلت برابر بڑھتی رہی اور مغلون اور دکن کی خود مختار ریاستون
کی فوجون نے بتدریج آپس مین لڑ لڑ کے ایک دوسرے کی طاقت زائل کر ڈالی
اور چونکہ یہہ دونون فریق اجنبی تھے لہذا فوج مین نئے سپاہی بھرتی کرنے کے
لیئے غیر ملک سے مدد لینے کی ضرورت پڑتی تھی برعکس اسکے مرہٹے گھر بیٹھے
جتنے سپاہی چاہتے مہاراشٹر کے وسیع ملک سے بھرتی کرتے جو وسط
ہند مین صوبہ برار سے لیکر بمبئی احاطہ کے قریب جنوب تک پھیلا ہوا تھا

اس وجہ سے دکن کی خودمختار اسلامی ریاستون کے سلاطین اور نیز دہلی کے شاہی سپہ سالار مرہٹون کی دوستی کے خواہان رہتے تھے۔ مرہٹون کا سردار سیواجی مدبرانہ پیش بینی اور چالاکی سے وقتاً فوقتاً دکن کی خودمختار اسلامی ریاستون کی مدد مغلون کی بیحد طاقت کے مقابلہ مین کیا کرتا اور یہہ سلطنتین مرہٹون کی پشتی سے زمانہ دراز تک اچھی طرح شاہی لشکر کا مقابلہ کرتی رہین مگر جون ہی دہلی کی فوج پسپا ہو جاتی تو گو مرہٹے اون خودمختار اسلامی ریاستون پر دست درازی کرنے پر مستعد ہو جاتے اور جب کبھی مرہٹے دہلی کے سپہ سالارون کی مدد پر ہوتے تو وہ ان خودمختار اسلامی ریاستون پر بخوبی غالب آسکتے تھے +

## سیواجی کا بیان

### سنہ ۱۶۶۴ع سے سنہ ۱۶۸۰ع تک

سیواجی اس بات سے ناواقف نہ تھا کہ کیسے کیسے قومی سامان ہمیں مفید ہیں پس اوسنے دغا اور سخت جنگ جدل اور نیز مخفی طور پر قتل کرنیکے ذریعہ سے جنوبی ہند مین مرہٹون کا ڈنکا بجوادیا۔ مغربی گھاٹ کے بعید پہاڑی قلعون کو جنکا فتح کرنا غنیم کے لیئے دشوار تھا اوسنے اپنا صدر مقام بنایا جہان سے وہ اپنی مہمات کا انصرام کرتا اور ہندو بھالہ بردار مضبوط ٹٹوون پر سوار اوسکی سپاہ تھی یہہ لوگ دکن کے زمیندار اور کسان کے قبیل سے تھے جنکا سال فصلی کے معین وقتون پر ایک آن واحد مین مجتمع اور منتشر ہو جانا ممکن تھا

اسطرح سے بغیر مستقل سپاہ کا صرف اوٹھائے سے بے انتہا لشکر سیواجی کے
اختیار مین تھا۔ اس فوج کے ساتھہ یہہ جنرل اپنے دشمنون کو باز شاہین کیطرح لوٹتا
اور اونسے یا تو خراج دینے کا وعدہ لے لیتا یا اپنے مفید شرائط قبول کرنے پر
مجبور کرتا۔ مال غنیمت مین سے کچھہ تو وہ ان سپاہیون کو دیتا اور خود بڑا ذخیرہ
لیکر اپنے پہاڑی قلعون مین جا بیٹھتا۔ سیواجی نے سنہ ۱۶۵۹ع مین بیجاپور
کے سپہ سالار کو دھوکا دیکر ایک علحدہ جگہہ مین ملاقات کے حیلے سے بلایا
اور دوستانہ معاملات کی باتین کرتے کرتے پیشقبض سے اوسکا کام تمام کیا
اور اوسکی تمام فوج بھی غارت کر دی۔ سنہ ۱۶۶۴ع مین اوسنے احاطہ بمبئی کی عین
شمالی سرحد تک تاخت و تاراج کیا اور شاہی شہر سورت کو خوب لوٹا۔ سنہ ۱۶۶۴ع
مین سیواجی نے راجہ کا لقب اختیار کرکے اپنے نام کا سکہ جاری کیا۔ اب
یہہ نوبت پہونچی کہ سنہ ۱۶۶۵ع مین اوسنے مغلون کے لشکر کو بیجاپور کی خودمختار
اسلامی ریاست پر یورش کرنے مین مدد دی۔ سنہ ۱۶۶۶ع مین کہنے سننے سے
سیواجی دہلی کے دربار مین حاضر ہوا مگر جب اوسنے دیکھا کہ اورنگ زیب بے [illegible]
ساتھہ رکاوٹ سے پیش آتا ہی اور مجھے نظربند کر رکھا ہی وہ دکن کو بھاگ
گیا اور وہان پہونچکر بغاوت کا جھنڈا قائم کیا۔ بعدہ سنہ ۱۶۷۴ع مین سیواجی
بڑے جاہ و حشم کے ساتھہ رائگڑھہ مین گدی پر بیٹھا اور سونے تولادان
کرکے جس سونے کے ساتھہ تولا تھا وہ سب برہمنون کو پُن کر دیا۔ اسکے
دو سال بعد اوسنے سنہ ۱۶۷۶ع مین ملک کرناٹک تک فوج بھیجی۔ آخرکار سیواجی کی

عمر کا پیمانہ لبریز ہوگیا اور اوس نے سنہ ۱۷۰۷ع میں اس جہان فانی سے رحلت کی

## اورنگ زیب کا اپنی حکمت عملی میں مغالطہ کھانا

### سنہ ۱۶۸۸ع سے سنہ ۱۷۰۷ع تک

دانائی اور فراست تو اسبات کی مقتضی تھی کہ سلطان اورنگ زیب اول مرہٹونکی دن بدن بڑھتی ہوئی طاقت کو پامال کرتا اور بعد ازان دکن کی اسلامی ریاستون کے تسخیر کا قصد کرتا فی الحقیقت اعلیٰ درجہ کی مدبری تو یہہ چاہتی تھی کہ شمال اور جنوب کے مسلمان آپس کے جھگڑے تو ترک کرتے اور متفق ہوکر ہندوؤن کے جتھے کے توڑنے کا قصد کرتے جو روز بروز دکن میں بڑھتا جاتا تھا مگر اورنگ زیب نے تو دل میں ٹھان لیا تھا کہ جس طرح ہو دکن کی اسلامی ریاستون کو دہلی کی سلطنت میں شامل کیجیے چنانچہ اس ارادہ کے پورا کرنے میں اوسکی فوج پر فوج ضائع ہوئی اور انجام کار سلطنت مغلیہ اس حالت کو پہونچ گئی کہ مرہٹون کے چھونے کی دیر تھی کہ اوسکے اجزا منتشر ہوگئے ✤

## سیواجی کے خاندان کا بیان

سنبھاجی اپنے باپ سیواجی کی جگہہ سنہ ۱۶۸۰ع میں گدی نشین ہوا اور اوس نے سنہ ۱۶۸۹ع تک راج کیا مگر اوسکی زندگی کے ایام زیادہ تر مغلونکی لڑائیون میں بسر ہوئے اورنگ زیب نے اوسکو سنہ ۱۶۸۹ع میں گرفتار کر لیا اور گرم سیخون سے اوسکی آنکھیں نکلوائین اور زبان کٹوا ڈالی کیونکہ وہ نبی کی نسبت کفر کے کلمات زبان پر لایا تھا اور آخر کو گردن مار دی اوسکا لڑکا ساہو بھی جو اوسوقت چھہ برس

کی عمر کا تھا گرفتار ہو گیا اور اورنگ زیب کی وفات تک مقید رہا مگر جب ۱۷۰۷ع
مین اوسنے دہلی کی اطاعت قبول کی تو اپنی موروثی ریاست پر بحال ہوا۔ مرہٹا
سردارون کے درمیان نا اتفاقی پیدا ہونے سے مرہٹون کی ہیبت ہمیشہ کے لئے
زائل ہو گئی ساہو جی چنانچہ اوسنے اپنی زندگی محل سرا مین بسر کی اور انتظام ریاست
اپنے دیوان بالاجی وشوناتھ کو پیشوا کا خطاب دیکر سپرد کر دیا۔ رفتہ رفتہ پیشوا کا
منصب موروثی ہو گیا اور انکی طاقت مرہٹون کے راجاؤن سے بہت زیادہ
ہو گئی یہانتک کہ سیواجی کے خاندان مین صرف ستارا اور کولاپور کی
مختصر ریاستین باقی رہ گئین۔ ستارا سنہ ۱۸۴۹ع مین وارث نہونے کی وجہ سے
سرکار انگریزی کی قلمرو مین شامل ہو گیا اور کولاپور انگریزون کی محض عنایت سے
قائم ہے اور اسوقت سرکار کی نگرانی مین سیواجی کے خاندان کا ایک راجہ اوسپر
حکومت کرتا ہے

## پیشواؤن کا بیان

اس عرصہ مین مرہٹون کے بڑے حصے کو پونا مین پیشواؤن کے زیر
حکومت دن بدن تقویت ہوتی رہی یہانتک کہ اول پیشوا بالاجی نے ۱۷۱۸ع مین
ایک فوج دہلی کو سیدون کی اعانت کے لئے جو بادشاہ گر کہلاتے تھے
روانہ کی اور سنہ ۱۷۲۰ع مین بالاجی نے زور ڈال کر دکن کی مالگذاری پر بزور
فرمان شاہی جو کہ حاصل کی اور اسی زمانہ مین پونا اور ستارا کے گرد و نواح
کی حکومت مرہٹون کو مستقل طور سے عطا ہوئی۔ مگر باجی راؤ پیشوا دوم

سنہ ۱۷۱۲ء سے سنہ ۱۷۴۰ء تک چوتھ تحصیل کرنے کی اجازت کی بنا پر جو اوسکے باپ کو عطا ہوئی تھی فی الواقع ملک دکن پر حکومت کرتا رہا اور پندرہ برس کے عرصہ مین صوبہ مالوہ کو سنہ ۱۷۳۶ء مین سلطنت سے علحدہ کرا اوسپر تصرف کرلیا اور نیز اوس ملک پر تسلط کیا جو بندھیاچل کے شمال و مغرب کو دریاے نربدا اور چمبل کے درمیان واقع ہی اور سنہ ۱۷۳۹ء مین بسین کا قلعہ پرتگیزون سے فتح کیا ۔

## تیسرے پیشوا کا بیان

سنہ ۱۷۴۰ لغایت ۱۷۶۱ عیسوی

تیسرے پیشوا بالاجی باجی راؤ کا زمانہ سنہ ۱۷۴۰ء مین شروع ہوا اور اوسکے وقت مین مرہٹون کی ہیبت کل سلطنت مغلیہ پر چھا گئی اور چند عرصہ تک یہہ کیفیت رہی کہ دکن سے مرہٹون کی فوج کشیان پی در پی شمال و مغرب کی سمت ہوتی رہین اور خاص ملک دکن مین پیشوا نے نظام حیدر آباد سے دو لڑائیان لڑکے اپنی قلمرو کو وسعت دی ۔ پونا جو احاطہ بمبئی مین ہی اور ناگپور جو ممالک متوسط مین واقع ہی مخصوص مرہٹون کی اقتدار اور غلبہ کے مقام تھے ناگپور مین مرہٹون کے جتھے سے ایک سلسلۂ راجہ نے جو بھونسلا کے نام سے مشہور تھا سنہ ۱۷۴۲ء مین صوبہ بنگال کو مرشد آباد کی اسلامی دار الخلافت کے قرب و جوار تک تاخت و تاراج کیا مگر اس تمام نائب السلطنت الہ وردی خان نے اوسکو شکست دی اور وہ اڑیسہ کی راہ سے واپس گیا

کلکتہ کی کھائی جو مرہٹون کے نام سے مشہور ہی اوس تہلکہ کی جو اوس زمانہ مین ملک بنگالہ مین پڑ رہا تھا آج کے دن تک یادگار ہی۔ آیندہ سلسلہ یعنی سنہ ۱۷۴۲ع مین رگھوجی بھونسلے نے جو اوسوقت ناگپور کے حصے کا سردار تھا بنگالہ پر خود چڑھائی کی اس وقت سے باوجود تنازعون کے جو پونا اور ناگپور کے مرہٹون سے غنیمت کے بارے مین ہوا کرتے تھے گنگا کی وادی زیرین کے زرخیز صوبون مین بھونسلے برابر تاخت و تاراج کرتے رہے اور سنہ ۱۷۵۱ع مین نائب السلطنت الہ وردی خان سے حسب ضابطہ ملک بنگالہ کی مالگزاری کی چوتھ اور صوبہ اڑیسہ کا جنوبی حصہ حاصل کیا۔ پونا کے مرہٹون نے بھی شمالی ہند کو پنجاب تک بخوبی لوٹا۔ امیر افغان احمد شاہ درانی جسنے صوبہ پنجاب کو دہلی کی سلطنت سے چھین لیا تھا نہایت غضبناک ہوکر چڑھ آیا اور مرہٹون کو پانی پت کی لڑائی مین افغان اور ممالک شمالی کی فوج کے ذریعے سے شکست فاش دی اسوقت تک شمالی صوبجات برائے نام سلطنت مغلیہ مین شمار کیے جاتے تھے ٭

## مرہٹون کے پانچ خاندانون کا بیان

اس ادبار اور تباہی کے زمانے مین جو تھا پیشوا اسمی مادھو راو مرہٹون کی گدی پر سرفراز ہوا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ حکم قضا یون ہی تھا کہ ہندوون کا جتھا آپس کی دغا اور پھوٹ اور افغانون کی قوی تر طاقت سے غارت کیا جاوے کیونکہ سنہ ۱۷۶۲ع کی ابتدا ہی مین یہ کیفیت دیکھنے مین آئی کہ پونا اور ناگپور

کے ہر دو فریق مین بنگالہ کی غنیمت پر جھگڑا ہوا اور دونون ایک دوسرے
سے نبرد کشتی کی اور سنہ ۱۱۶۶ھ سے بیشتر یہہ نوبت پونہچی کہ دو اونیٰ شقین سپاہی یعنی
اور ہلکر اور سیندھیا مغلون سے پورے صوبہ مالوہ اور گردونواح کی
سرزمین مین جو آج کل اندور اور گوالیار کی ریاستون مین منقسم ہے خودمختار
حاکم بن بیٹھے ۔ پانی پت کی لڑائی مین ہلکر نے جو اندور کے
فریق کا سردار تھا عجب بازی ہری دیکھی تو عین وقت میدان جنگ سے
چل دیا اور اوسکی دغا کے باعث مرہٹون کو اور بھی شکست فاش ہوئی
اس واقعہ کے بعد پیشوا مرہٹون کی پانچ ریاستون کا برائے نام حاکم رہ گیا
جنکے صدر مقام حسب ذیل تھے پونا مین خاص پیشوا رہتے تھے ناگپور
جو ملک متوسط مین واقع ہے بھونسلا کا دار الخلافت تھا ۔ گوالیار سیندھیا
کی بود و باش کی جگہہ تھی اندور ہلکر کا دار الریاست تھا اور بڑودہ
مین گائکوار کی نوآبادی حکومت کا مقام تھا ۔ جبکہ معاملات کی یہہ کیفیت تھی
مادھوراؤ پیشوا نے چاہا مگر صرف اتنا ہی کرسکا کہ اپنی قوت کو حیدرآباد
اور میسور کے سلطان حکام کے مقابلہ مین اور نیز بھونسلا کے فریق کے
مقابلہ مین جو برار مین تھا قائم رکھے ۔ مادھوراؤ کا چھوٹا بھائی نارائن راؤ
سنہ ۱۷۷۳ع مین اوسکی جگہہ پانچوان پیشوا ہوا مگر تھوڑے ہی روز مین قاتل کے
ہاتھ سے ہلاک ہوا ۔

# سیندھیا اور ہلکر کا بیان

جس طرح پیشواؤن کے برائے نام آقا یعنی سیواجی کی اولاد کی طاقت ستارا اور کولاپور مین معدوم ہوگئی تھی اسی طرح اس وقت سے خود پیشواؤن کی طاقت بھی پونا مین زوال پکڑنے لگی پیشوا عالی نسب کے برہمن تھے مگر مرہٹون کی خاص سپاہ مین ہندوؤن کے رذیل فرقے اکثر تھے اور یہی وجہ ہوئی کہ مرہٹے سپہ سالار جو جا بجا خود مختار ہو بیٹھے نیچ قوم سے تھے اگرچہ اونکی اصلی طاقت پیشوا کی نسبت جو مرہٹون کے جتھے کا برائے نام سردار تھا بہت زیادہ ہوے چنانچہ شمال کے دو بڑے خاندانون مین سے ہلکر چوپان تھا اور سیندھیا کفش بردار پانی پت کی ہولناک شکست کے بعد چند روز تک تو یہہ بڑے رئیس خاموش رہے مگر اوس قاتل معرکے کے دس برس کے اندر ہی اندر اونھون نے مالوہ کے کل صوبے پر تصرف کر لیا اور راجپوت اور جاٹ اور روہیلون کے صوبجات پر مغرب مین ستلج سے لیکر مشرق مین کلکتہ اودھ تک سنہ ۱۷۶۹ع سے سنہ ۱۸۰۳ع تک دست درازی کرتے رہے بکسر کی شکست کے بعد شاہ عالم جو نام ہی نام کا بادشاہ رہ گیا تھا انگریزون کا پنشن خوار ہو گیا مگر سنہ ۱۷۷۱ع مین اوسنے مرہٹون سے پناہ طلب کیا اور سیندھیا اور ہلکر نے اوسکو دہلی کے تخت پر برائے نام بحال کیا گو کہ وہ سنہ ۱۸۰۳ع تک جبکہ مرہٹون نے انگریزون سے دہلی کی جنگ مین شکست

شکست کھائی اونکا قیدی بنا رہا۔ باوجود اسکے کہ انگریزون سے گاہ گاہ
چشمک ہوئی تاہم سیندھیا اور ہلکر کے خاندانون کی حکومت مالوہ کے
زرخیز ملک پر ہنوز قائم ہے ٭

## ناگپور کے بھونسلون کا بیان
### سنہ ۱۷۵۰ء سے سنہ ۱۸۵۳ء تک

مرہٹون کے خاندانون مین سے تیسرا خاندان برار اور ممالک متوسط کے
بھونسلے کہلاتے ہین اور یہہ لوگ ہند کی مشرق کی سمت تاخت و
تاراج کیا کرتے تھے اور ناگپور سے جو اونکا صدر مقام تھا جنگی کارروائی
کرتے تھے سنہ ۱۷۵۱ء مین اونھون نے ملک بنگالہ سے چوتھ جبراً تحصیل کی
اور صوبہ اڑیسہ کا جنوبی حصہ اپنے تصرف مین لائے مگر جب بنگالہ
مین سنہ ۱۷۵۷ء و سنہ ۱۷۶۵ء کے عرصہ مین انگریزون کا تسلط ہو گیا تب مرہٹون کا تاخت
و تاراج کرنا موقوف ہوا اور سنہ ۱۸۰۳ء مین انگریزون کے ایک دستہ فوج نے
مرہٹون کو صوبہ اڑیسہ سے نکال باہر کیا اور سنہ ۱۸۱۷ء مین مرہٹون کی
اخیر جنگ مین اونکی طاقت بالکل پامال ہو گئی۔ اور انتظام اونکی عملداری
کا جو اب ممالک متوسط مین شامل ہے سنہ ۱۸۱۷ء سے سنہ ۱۸۵۳ء تک انگریزی
ریذیڈنٹ کی صلاح سے ہوتا رہا مگر سنہ ۱۸۵۳ء مین اس خاندان کے اخیر راجا
راگھوجی بھونسلا کے لاولد مر جانے پر ریاست ناگپور جسے اب ممالک
متوسط کہتے ہین سرکار انگریزی کی عملداری مین شامل ہو گئی ٭

# گائکوار برودا کا بیان

شمال کے مرہٹہ خاندانون مین چوتھا خاندان برودا کا ہی جسنے اپنی عملداری
کل گجرات اور بمبئی کے شمال مغربی ساحل اور کاٹھیاوار کے جزیرہ نما پر
جو ساحل مذکور کے متصل ہی پھیلائی اور اس طرح پر گائکوار کی منتشر مگر نہایت زرخیز
ریاست کا وجود ہوا۔ مرہٹون کی اخیر لڑائی کے زمانے سے جو سنہ ۱۸۱۷ع
مین سرکار انگریز کے ساتھ ہوئی گائکوار بڑودہ کے ملک پر حکمرانی کرتے آئے
ہین اور اوسکا انتظام انگریزی رزیڈنٹ کی صلاح اور ایک کنٹنجنٹ فوج کے ذریعہ سے
ہوتا رہا ہی سنہ ۱۸۷۵ع مین گائکوار پر جو اوس وقت گدی نشین تھا صاحب رزیڈنٹ
کو زہر دینے کا مقدمہ قائم ہوا اور جسکی تحقیقات کیواسطے ایک کمیشن
جس مین تین انگریز اور تین ہندوستانی شریک تھے مقرر ہوا اور بعد تحقیقات کے
وہ گدی سے اوتار دیا گیا۔ سرکار انگلشیہ نے ریاست کے ضبط کرنے سے
اجتناب کیا اور گائکوار کے خاندان کے بانی کی اولاد سے ایک شخص کو جو
اوس وقت تک گمنام و مفلس تھا گدی پر بٹھایا ✣

## مرہٹون کی پہلی لڑائی

### سنہ ۱۷۷۵ع سے سنہ ۱۷۸۲ع تک

جبکہ مرہٹون کے چارون خاندان جنکا ذکر ہوا اپنے اپنے شغل مین مشغول تھے
پیشواؤن کی طاقت مین خاندانی سازشون اور نفاق کے باعث دن بدن
زوال آتا گیا۔ پیشواے ششم مادھو راؤ نراین اپنے باپ کی وفات کے بعد

پیدا ہوا تھا اوسکی مختصر زندگی کے اکیس برس مین کل اختیار اوسکے دیوان نانا فرنویس کے ہاتھہ مین رہا لگر رگھوبا نے جو پیشوا سے مرحوم کا چچا تھا اوس لڑکے کی پیدایش کی صحت کے بارے مین جھگڑا اوٹھایا اور خود پیشوائی کا دعوی کیا نابالغ لڑکے کے سرپرست نانا فرنویس نے فرانسیسون سے مدد چاہی اور انگریز بمبئی سے رگھوبا کی اعانت پر مستعد ہوئے پس فریقین کے اسطرح پر فرانسیسون اور انگریزون کے ساتھہ اتحاد کرنیکا یہہ نتیجہ ہوا کہ مرہٹون کی پہلی لڑائی چھڑ گئی جو سنہ ۱۷۷۵ع سے سنہ ۱۷۸۱ع تک جاری رہی اور سنہ ۱۷۸۲ع مین سالبائی کے صلحنامہ کی رو سے ختم ہوئی عہدنامہ مذکور کی شرائط کے بموجب سالسٹ اور ایلیفنٹا کے جزائر اور دو اور جزیرے انگریزون کے ہاتھہ آئے اور رگھوبا کو معقول پنشن ملی اور پیشوا سے نابالغ اپنی حکومت پر مستقل ہوا مگر اس جوان نے سن بلوغ کو پہونچتے ہی اکیس برس کی عمر مین خودکشی کی ؁

## مرہٹون کی دوسری لڑائی

سنہ ۱۸۰۳ ۔ ۱۸۰۵ع

مادھوراو نراین کا چچا زاد بھائی باجی راو ثانی اوسکی جگہہ سنہ ۱۷۹۵ع مین پیشوا ہوا یہہ ساتوان اور اخیر پیشوا تھا اب ہلکر جو مرہٹون کے شمالی خاندان کا سردار تھا مرہٹون کے معاملات مین زیادہ دخیل ہو گیا اور پیشوا کو یہانتک دبایا کہ وہ مجبورا انگریزون کی حمایت کا طالب ہوا بسین کے عہدنامے کے بموجب

سنہ ۱۸۰۲ء مین باجی راؤ انگریزی فوج کے اخراجات اوٹھانے پر اس غرض سے راضی ہوا کہ وہ اوسکی حکومت قائم رکھنے مین ممد و معاون ہو شمال کے مرہٹے خاندان اس عہد و پیمان کے کالعدم کرنے پر متفق اور مستعد ہوے اور یہی مرہٹون کی دوسری لڑائی کا باعث ہوا جو سنہ ۱۸۰۳ء سے سنہ ۱۸۰۵ء تک رہی اسئی اور ارگام کے میدان جنگ مین جو جنوب مین واقع ہین جنرل ولزلی نے جسکو بعد ازان ڈیوک آف ولنگٹن کا خطاب ملا سیندھیا اور ناگپور کے خاندان کی فوج کو پامال کیا اور شمال مین لارڈ لیک نے لسواڑی اور دہلی کے میدان کارزار مین مرہٹون کے لشکر کا وارا نیارا کرڈالا اور سنہ ۱۸۰۴ء مین ہلکر نے ڈیگ مین شکست فاش کھائی ان لڑائیون کا نتیجہ یہہ ہوا کہ بہت سا ملک سرکار انگریزی کے ہاتھہ لگا اور فرانسیسون کی بات ہندستان مین بگڑ گئی اور دہلی کی بادشاہت انگریزون کی محافظت مین برائے نام بحال رہی ✤

## مرہٹون کی اخیر لڑائی

### سنہ ۱۸۱۷ء سے سنہ ۱۸۱۸ء تک

پیشوا اور ہلکر اور بہونسلا والی ناگپور ہر ایک علیحدہ علیحدہ سرکار انگریزی سے سنہ ۱۸۱۷ء اور سنہ ۱۸۱۸ء کے درمیان بر سر جنگ ہوئے اور ایک ایک کرکے سبہون نے شکست کھائی ان لڑائیون مین مرہٹون کی طاقت ایسی خاک مین ملی کہ پہر اونکو سر اوٹھانے کی کبھی جرأت نہوئی باجی راو پیشوا نے اپنے تئین انگریزون

کے حوالہ کر دیا اور اوسکی عملداری احاطہ بمبئی مین شامل کر لی گئی اور پیشوا کیواسطے ایک نہایت معقول وظیفہ مقرر ہوا اور وہ بطور سرکاری پنشن خوارون کے شہر بٹھور مین جو کانپور کے قریب واقع ہی اپنی وفات تک رہا اوسکا متبنّیٰ بیٹا وہی نانا صاحب ہی جو ۱۸۵۷ء کے غدر مین ایسی روسیاہی کے ساتھہ شہرۂ آفاق ہوا اور اوسکے ساتھہ ہی پیشوا کا نام ونشان دنیا سے معدوم ہو گیا ؞

# بارھوان باب

## اہل فرنگ کی ابتدائی بستیان سنہ ۱۵۰۰ء

### قبل سنہ ۱۵۰۰ء کے یورپ اور ہند کی کیفیت

مسلمان حملہ آور شمال و مغرب کی راہ سے ہند مین داخل ہوئے تھے مگر اوسکے عیسائی فتح کرنیوالے تری کی راہ جنوب سے آئے۔ سکندر اعظم کے زمانے سے واسکوڈی گاما کے زمانے تک یورپ اور مشرق کے ملکون مین ایسی داد و ستد جو براہ راست اور بلا واسطہ ہو بہت کم ہوئی مگر البتہ گاہے گاہے سیاح لوگ وقت مراجعت کے اس سرزمین کی قوی سلطنتون اور بے انتہا دولت کا بیان کیا کرتے تھے مگر تری کی راہ سے وہان پہونچنا کسی کے وہم و گمان مین بھی نہ تھا اور خشکی کے راستہ مین یہہ قباحت تھی کہ وسیع ریگستان اور جنگ آور فرقے درمیان مین حائل تھے با این ہمہ تجارت کسی وقت مین مطلقاً موقوف نہوئی بلکہ اٹلی کے شہرون کی وساطت سے جو بحر روم پر واقع ہین جاری ہی کیونکہ ان شہرون کے باشندے ملک شام کے بندرگاہون کے

دادوستد کرتے تھے۔ سولھوین صدی سے پہلے اہل فرنگ ہندکی ولایت سے مطلق ناواقف تھے مگر اس زمانہ مین مذہبی انقلاب کی وجہ سے یورپ کی مختلف قومین خواب غفلت سے بیدار ہوئین اور نئی نئی باتون کے دریافت کرنیکا اشتیاق پیدا ہوا تو وہ ہند کی طرف متوجہ ہوئین چنانچہ سنہ ۱۴۹۲ء مین کرسٹوفر کلمبس اسپین کے بادشاہ کے زیر حمایت ہند کی تلاش مین جہاز لیکر بحر اطلانٹک کے پار روانہ ہوا اور بادشاہ موصوف نے خان تاتار کے نام خط بھی دیئے مگر بجاے ہند کے امریکہ دریافت ہوا +

## واسکوڈی گاما کا بیان

سنہ ۱۴۹۸ عیسوی

معاملات مذکور الصدر کے پانچ برس بعد کچھ جہاز واسکوڈی گاما کے زیر حکومت لزبن سے روانہ ہوئے مگر انہنے کلمبس کے برعکس مشرق کی سمت اختیار کی اور قریب گیارہ مہینے کی مسافت کے بعد واسکوڈی گاما راس امید کے گرد ہوتا ہوا اسی کی بیس تاریخ سنہ ۱۴۹۸ء کو کالیکٹ پونہچا اور شہر کے سامنے لنگر ڈالے۔ عربستان کے رہنے والے شروع ہی سے واسکوڈی گاما کی مخالفت پر آمادہ تھے اسلیئے کہ اس طرف کی بحری تجارت کل انھین کے ہاتھون مین تھی مگر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ کالیکٹ کا ہندو راجہ جو زمورن کے نام سے مشہور تھا واسکوڈی گاما کے ساتھ تلطف سے پیش آیا۔ واسکوڈی گاما قریب چھہ مہینے تک ساحل ملابار پر قیام پذیر رہا اور

بعد کو زمورن کی طرف سے شاہ پرتگال کے نام خط لیکر یورپ کو واپس گیا
خط کا مضمون یہہ تھا کہ آپ کے دربار کا ایک امیر مسمی واسکوڈی گاما ہماری
سلطنت مین آیا اور ہمکو اوسکی ملاقات سے کمال مسرت ہوئی اس ولایت مین
دارچینی اور لونگ اور ادرک اور سیاہ مرچ اور جواہرات کثرت سے ہین اور ہم آپ
کے ملک سے سونا اور چاندی اور مونگے اور قرمزی رنگ کے خواستگار ہین

## پرتگیز گورنر جو ابتدا مین گذرے

سنہ ۱۵۰۲ع مین شاہ پرتگال نے پوپ سکندر ششم سے ایک فرمان حاصل کیا جسکی رو سے
اوسکو ممالک حبش اور عربستان اور فارس اور ہند مین جہازرانی اور فتوحات اور تجارت کرنیکا
منصب حاصل ہوا اور اسی سال مین واسکوڈی گاما دوسری دفعہ بیس جہازون کے بیڑے کے ساتھ
ہند کو روانہ ہوا پہونچکر کوچین اور کنانور کے راجاؤن سے کالیکٹ کے زمورن کے خلاف
عہد پیمان کیا اور بعد کو زمورن کے محل پر گولہ اندازی کی منجملہ تین مہمون کے جو پرتگال سے مشرق کو
روانہ ہوئین ایک جو سنہ ۱۵۰۳ع مین آیا ایک مشہور و معروف سردار الفانسو دی البوکرک
نام کے زیر حکومت تھا اور سنہ ۱۵۰۵ع مین ایک بیڑہ بائیس جہازون کا جسپر پندرہ ہزار آدمی تھے فرانسسکو دی
المیدہ کے زیر حکومت بھیجا گیا جو ہند کا اول گورنر اور وائسرائے مقرر ہوا سنہ ۱۵۰۹ع مین البوکرک
گورنر مقرر ہوا اور پرتگیزون کا رعب دور دور تک پھیلایا وہ کالیکٹ
کے حملہ مین تو ناکامیاب ہوا مگر سنہ ۱۵۱۰ع مین گوا اسکے قبضہ مین آگیا جو ہنوز
ہند مین پرتگیزون کے علاقہ کا صدر مقام ہے بعد کو سنگلدیپ کے گرد ہوکر
اوسنے ملاکا کے جزیرہ پر قبضہ جا کیا جسکو ہند سے مجمع الجزائر کی آمد و رفت کا

داخل سمجھنا چاہیئے اور ملک سیام اور مصالحہ کے جزیرون سے طریقہ تجارت کا شروع کیا انجام کار وہ مغرب کی سمت جہاز لیگیا اور خلیج فارس اور بحر قلزم تک پونہچا اور وہان سے گوا کو واپس آیا مگر وارد ہوتے ہی سنہ ۱۵۱۵ء مین وفات پائی واسکوڈی گاما بھی تیسرے مرتبہ پھر سنہ ۱۵۲۴ء مین مشرق کو آیا مگر اوسنے بھی سنہ ۱۵۲۴ء مین کوچین مین انتقال کیا +

## ہند مین پرتگیزون کے ظلم و تعدی کا بیان

پورے ایک سو برس یعنی سنہ ۱۵۰۰ء سے سنہ ۱۶۰۰ء تک مشرقی ملکونکی تجارت کلیتہً پرتگیزون کے ہاتھہ مین رہی مگر پرتگیزون کو نہ تو ملکی طاقت اور نہ ذاتی لیاقت حاصل تھی جو ہند مین سلطنت قائم کرنے کے لیئے ضروری خاص اپنے ملک مین جو اونکو عرب و مصر کے مسلمانون سے لڑنا پڑا تھا تو اونکا قومی مزاج بھی وہی رنگ پکڑ گیا تھا اور اونھون نے تاجرونکی نہین بلکہ شورہ پشتون اور قزاقون کی وضع اختیار کی تھی اور ہر ایک دین کو پرتگال کا اور مسیح کا دشمن گردانتے تھے جنھون نے اونکی فتوحات کے حالات اوسی زمانہ کے لکھے ہوئے ملاحظہ کیئے ہین کچھہ اونھین کے ذہن مین پرتگیزون کے تعصبات مذہبی اور زیادتیان جو اونھون نے اپنے زمانہ حکومت مین ہند مین کین آسکتی ہین صرف ایک البوقرق نے تو اہل ہند کی بھلائی کی اور ہندو راجاؤن سے مصالحت کے ساتھہ پیش آیا چنانچہ گوا کے ہندو اور نیز مسلمان اوسکے مرنے کے بعد تک اوسکی یہان تک عزت و توقیر کرتے تھے کہ اوسکی قبر پر جاکر گویا اوسکی روح سے

سامنے فریاد کرتے اور خداے تعالیٰ سے ملتجی ہوتے کہ اوسکے جانشینون کے ہاتھ سے نجات دے ٭

## ہندمین پرتگیز فرمانروا

جب سنہ ۱۵۸۰ع مین پرتگال اور اسپین کی سلطنتین ایک ہی فرمانروا یعنی فلپ دوم کے تحت مین آگئین اوس وقت سے اسپین کے اغراض متعلقہ یورپ پر زیادہ اور پرتگال کے اغراض متعلقہ ایشیا پر کم توجہ ہونے لگی سنہ ۱۶۴۰ع مین پرتگال کی بادشاہت پھر علیحدہ ہوگئی لیکن اس اثنا مین انگریزون اور اہل ہالنڈ کا مشرقی سمندرون مین ظہور ہوا اور انکے مقابلہ مین پرتگیزون کی ہندی سلطنت جس طرح جلد قائم ہوئی تھی ویسی ہی سرعت کے ساتھ تنزل مین آگئی ٭

## پرتگیزون کے مقبوضات سنہ ۱۸۷۱ع مین

سوائے گوا اور ڈامن اور ڈیو کے جو مغربی ساحل پر واقع ہین پرتگیزون کے پاس فی زمانا ہند مین اور بستیان نہین ہین انکا رقبہ ۱۰۶۲ میل مربع ہے اور آبادی ... سنہ ۱۸۷۱ع کی مردم شماری کے بموجب انگریزی عملداری مین چار سو چالیس پرتگیز تھے اس شمار مین مخلوط النسل شامل نہین جنکی تعداد صرف بمبئی کے اضلاع مین ۳۰۰۰۰ اور بنگال مین ۲۰۰۰۰ ہے اور یہہ مخلوط نسل کے پرتگیز خصوصًا ڈھاکا اور چاٹگانو کے گرد و نواح مین رہتے ہین اور فرنگیون کے نام سے مشہور ہین مگر در اصل سوائے اسکے

کہ وہ رومن کاتھلک مذہب کے ہین اور اہل یورپ کے سے نام رکھتے ہین وطنین اور اُنکے ہندی پڑوسیون مین اَور کوئی تمیز کی بات باعتبار رنگ یا زبان یا عادات کے نہین پائی جاتی ❊

## اہل ہالنڈ کا ہند مین آنا

یورپ کی قومون مین ولندیز پہلے تھے جنھون نے پرتگیزونکی اجارہ داری توڑی سولھوین صدی مین بروجز اور انٹ ورپ اور امسٹرڈام کے شہر ایک دوسرے کے بعد بڑی تجارتگاہ بن گئے جنمین پرتگیز ہند کے ملک کی جنس لاکر جمع کرتے تھے اور یہان سے ملک جرمنی اور نیز انگلستان کو تقسیم ہوتی تھی اول تو اہل ہالنڈ نے انگریزون کی دیکھا دیکھی یورپ اور ایشیا کے بر اعظم کے شمالی کنارے کنارے ہوکر ہند مین پہنچنے کا قصد کیا اور قطب شمالی کی راہ سے تین مہمین مشہور و معروف ولیم بی رنٹز کے تحت مین انجام کی گئین جنمین سے آخیر مہم سے وہ سلامت نہ پھرا اول ولندیز جو اس اصیبہ کے گرد ہوکر آیا کارنیلیس ہاوٹمان تھا وہ سماٹرا اور بانٹم جزائر مین سنہ ۱۵۹۶ء مین داخل ہوا اوسوقت سے متحدہ صوبون کے مختلف مقامات پر بہت سی جماعتین جانکی طور سے تجارت کے واسطے قائم ہونی شروع ہوئین گر سنہ ۱۶۰۲ء مین اون ریاستون کے ناظمون نے کل جماعتون کو ایک جماعت کرکے اوسکا نام ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی رکھا ولندیزون نے سنہ ۱۶۱۹ء مین شہر بٹیویہ کی جو جاوا کے

جزیرہ مین واقع ہی بنا ڈالی اور بجاے امبوائنا کے اوسکو اپنی شرقی بستیون کا صدر مقام تجویز کیا قریب قریب اسی زمانہ مین وہ اسٹریلیا کے ساحل پر پہونچے اور شمالی امریکا مین شہر امسٹرڈام جدید جو فی الحال نیویارک کہلاتا ہی آباد کیا ✣

## اہل ہالنڈ کا غلبہ مشرقی سمندرون مین

سترھوین صدی مین اہل ہالنڈ بحری طاقت مین دنیا کی کل قومون سے گوے سبقت لے گئے تھے چنانچہ سنہ ۱۶۲۳ع مین ایک مشہور حادثہ وقوع مین آیا یعنی اہل ہالنڈ نے انگریزون کو امبوائنا مین قتل کیا یہی وجہ تھی مشرقی مجمع الجزائر سے انگریزون کے کنارہ کش ہوکر ہند مین آنے کی ہوئی پس سانحہ مذکور سلطنت ہند کی بنا پڑنیکا گویا باعث ہوا انگریزون اور ولندیزون کے درمیان خونخوار بحری لڑائیان مشرق کے تنگ سمندرون مین اسوقت تک موقوف نہوئین جبتک کہ ولیم آف آرنج نے سنہ ۱۶۸۹ع مین دونون ولایتون کو ایک زیر حکومت متحد نکیا۔ مجمع الجزائر مین تو اہل ہالنڈ نے بلا مزاحمت غیرے حکمرانی کی اور رفتہ رفتہ پرتگیزون کو عنقریب انکی کل مقبوضات سے نکال باہر کیا۔ اونھون نے فارموسا کے جزیرہ پر سنہ ۱۶۳۵ع مین دخل کیا اور سنہ ۱۶۴۰ع مین ملاکا پر قابض ہوئے اس جزیرہ کا جاتا رہنا ایک ایسا صدمہ تھا کہ اوسکے بعد پرتگیز پھر نسنبھلے سنہ ۱۶۴۷ع مین اہل ہالنڈ پالار دریا پر سدراس مین خرید و فروخت کرتے پائے جاتے ہین اور سنہ ۱۶۵۱ع

مین اونھون نے راس اُمید پر ایک بستی کی بنا ڈالی تا کہ مشرق کی سمت آنے مین اونکو نصف راہ پر ایک قیام کی جگہہ ملے سنہ ۱۶۵۲ء مین اونھون نے پہلی کوٹھی پالا کالو مین جو مدراس کے ساحل پر واقع ہی تعمیر کی اور سنہ ۱۶۵۸ء مین جفنا پٹم پر جو جزیرہ سنگلدیپ مین پرتگیزون کا آخر مضبوط مقام رہ گیا تھا قبضہ کر لیا سنہ ۱۶۶۴ء مین اونھون نے وہ بستیان جو پرتگیزون نے ابتدا مین ساحل ملا بار پر جہان سیاہ مرچ بکثرت پیدا ہوتی ہی قائم کی تھین چھین لین اور انجامکار سنہ ۱۶۶۹ء مین پرتگیزون کو سنٹ ٹامس اور مکاسر کے جزائر سے بیدخل کر دیا*

## ولندیزونکی کوتاہ بینی کی حکمت عملی

معاملہ تجارت مین ولندیزون کی کوتاہ اندیشی کی وجہ سے اون بحری سلطنت مین جو اونھون نے دور تک قائم کی تھی زوال آگیا اول تو اونھون نے اپنی تجارت کا اصول عمدًا یہہ رکھا تھا کہ مسالحون کی تجارت مین کسی غیر کو شریک ہونے نہ دیجیئے اور اس اصول کے برتاؤ مین شروع سے آخر تک تمدن کے قواعد کا مطلق لحاظ نہ کیا جس طرح زمانہ سلف مین اہل فنیشا نے اون لوگون کے ساتھہ جو تجارت مین اونسے ہمسری کا دعوی رکھتے تھے بیشتر آنے مین ضرر رسانی کا کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا ایسی اہل ہالنڈ نے بھی یہی شیوہ اختیار کیا مگر مثل اہل فنیشا کے اپنا علم و ہنر اون لوگون کو جنسے اونکو واسطہ پڑا نہ سکھایا۔ ولندیزون کی قوت و اقتدار کا زوال اوس وقت سے شمار کرنا چاہیے

جب کلایو نے سنہ ۱۷۵۸ء مین اونپر چنسرا مین خشکی اور تری کی راہ سے حملہ کیا اور انکو مجبوراً ایسی شرائط پر اپنے تئین انگریزون کے حوالہ کرنا پڑا جو خفت اور ذلت سے خالی نہ تھین — فرانسیسون کی بڑی جنگ مین جو سنہ ۱۷۹۳ء سے سنہ ۱۸۱۱ء تک جاری رہی انگریزون نے ولندیزون سے ایک ایک کرکے اونکی سب بستیان چھین لین مگر سنہ ۱۸۱۶ء مین جزیرہ جاوا واپس کردیا گیا اور سنہ ۱۸۲۴ء مین بالعوض سماٹرا کے ملاکا کا جزیرہ لیا گیا فی زماننا ہند مین اہل ہالینڈ کا کسی مقام پر دخل نہین ہے مگر یہان چنسرا اور نگاپٹم اور جفناپٹم کے شہرون اور دیگر چھوٹے چھوٹے بندرگاہون مین جو کارومنڈل اور ملابار کے ساحلون پر واقع ہین عجیب قطع کے مکان اور نہرین مسافرونکے دیکھنے مین آتی ہین جنسے ملک ہالینڈ کے مناظر یاد آتے ہین

## انگریز جو ابتدا مین قسمت آزمائی کے لیے ہند کو آئے

سنہ ۱۴۹۶–۱۵۹۶ عیسوی

انگریزون نے جو اول ہی اول ہند مین آنیکا قصد کیا تو شمال و مغرب کی راہ سے کیا سنہ ۱۴۹۶ء مین شاہ ہنری ہفتم نے جان کابٹ اور اوسکے تین بیٹون کو جنمین ایک مشہور و معروف سباسٹین تھا بموجب اسناد شاہی کے اجازت دی کہ راہ مذکور کے دریافت کرنے کے لیے دو جہاز طیار کرین — تو اس امر مین تو ناکام رہے مگر نیوفاونڈلینڈ کا جزیرہ دریافت ہو گیا اور امریکہ کے کنارے کنارے تری کی راہ لبراڈار سے ورجینیا تک گئے سنہ ۱۵۵۳ء مین کم نصیب سر ہیو ولوبی نے قصد کیا کہ یورپ

اور ایشیا کے شمال منزل مقصود کو پہونچے مگر اس مہم عظیم مین کامیاب
ہونا تو ملک سویڈن کے ایک افسر کے نام لکھا تھا چنانچہ سر ہیوہ تو
بانواع عقوبت ہلاک ہوا مگر اوسکا ماتحت مسمی چانسلر وائٹ سی کے ایک
بندرگاہ مین جسکو اب آرک اینجل کہتے ہین پہونچا اسکے بعد سن ابتدائے ۱۵۷۶ع
لغایت سنہ ۱۶۱۶ع شمال و مغرب کی راہ دریافت کرنے کی نظر سے اور بہت سے
عزم ہوئے اور انھین کی بدولت فروبشر اور دیوس اور ہڈسن اور بافن کے
لازوال نام ہمارے نقشون اور صفحۂ روزگار پر موجود ہین اسی عرصہ مین سنہ ۱۵۷۷ع
مین سر فرانسس ڈریک نے زمین کے گرداگرد کا سفر کیا اور وقت مراجعت
ٹرنیٹ مین جو ملاکا کے جزیرون سے ہی داخل ہوا اور وہان کے بادشاہ
نے اپنے ملک کی لونگ کی کل پیداوار انگریزون کو دینے کا وعدہ کیا —
کہتے ہین کہ پہلا انگریز جو ہند کو آیا ٹامس اسٹیفن مدرس اعلی اوس دار العلم کا تھا
جو جزوئٹ فرقے کے پادریون نے جزیرہ سالسٹ پر قائم کیا تھا اوسکا
آنا سنہ ۱۵۷۹ع مین ہوا سنہ ۱۵۸۳ع مین تین انگریزی سوداگر مسمیان رالف فچ
اور جیمس نیوبری اور لیڈس خشکی کی راہ ہند کو تجارت کی نظر سے آئے مگر
پرتگیزون نے حسد کے مارے اونکو پہلے ارمز مین اور پھر گوا مین قید رکھا
نیوبری نے آخر کار گوا مین دوکان کھولی اور لیڈس نے مغلون کے شاہنشاہ
کی ملازمت اختیار کی اور فچ سنگلدیپ و بنگال و پیگو و سیام
و ملاکا و دیگر شرقی مقامات کی سیر کرتا ہوا عرصہ دراز کے بعد انگلستان

کو واپس گیا۔ جبکہ سنہ ۱۵۸۸ع مین اوس زبردست بیڑے نے جو اسپین
اور پرتگال کی سلطنت متحدہ سے انگلستان کی تسخیر کو بھیجا تھا
شکست کھائی تو اس واقعہ سے اور بھی انگریزون کو بحری مہمات کے عزم مین
ایک تازہ تحریک ہوئی۔ چنانچہ سنہ ۱۵۹۶ع مین کارنیلیس ہوٹ مان نے
بکامیابی تمام سفر کیا جسکے ذریعہ سے راس امید کے گرد ہو کر اون سمندرون
مین جانے کا راستہ دریافت ہوا جن مین اوسوقت تک سوا پرتگیزون کے
کوئی دوسرا نہ پہنچا تھا۔

## انگلش ایسٹ انڈیا کمپنیون کا بیان

جو رقابت لندن اور امسٹرڈم کے شہرون کے باہم تجارتی معاملات
مین پیدا ہو گئی تھی وہی انگلش ایسٹ انڈیا کمپنی کی بنا کا باعث ہوئی سنہ ۱۵۹۹ع
مین اہل ہالنڈ نے انگریزون کی مخالفت پر سیاہ مرچ کی قیمت تین روپیہ سے
چھہ اور آٹھہ روپیہ فی سیر تک بڑھا دی اسپر لندن کے تاجرون نے ۲۴ ستمبر کو
فاونڈرس ہال مین ایک جلسہ منعقد کیا جسکا میر مجلس لارڈ میر تھا اور یہہ قرار
پائی کہ ہند سے براہ راست تجارت کرنے کی غرض سے ایک جماعت متشارکہ
قائم کیجاوے۔ ملکہ الیزبتھہ نے بھی سر جان ملڈن ہال کو قسطنطنیہ کی راہ سے
مغلون کے شہنشاہ کے پاس روانہ کیا کہ جا کر انگریزی کمپنی کے لیے حقوق
تجارت کی استدعا کرے اور ۳۱ دسمبر سنہ ۱۶۰۰ع کو ایسٹ انڈیا کمپنی بموجب سند شاہی
کے مقرر ہوئی اور گورنر و کمپنی تاجران لندن تجارت کنندہ ہند کے نام سے کہلائی

اصل کمپنی مین صرف ایک سو پچیس ۱۲۵ حصہ دار تھے اور کل سرمایہ سات لاکھ کا تھا مگر سنہ ۱۶۱۲ء مین چالیس لاکھ کر دیا گیا یہہ اول ہی مرتبہ تھا کہ جہاز ایک جائنٹ اسٹاک کمپنی کی طرف سے سفر پر روانہ ہوئے کورٹن کی مشارکت جو اساڈہ تاجران کے نام سے مشہور ہے سنہ ۱۶۳۵ء مین قائم ہوئی اوسکی وجہ تسمیہ یہہ ہے کہ اونھون نے اس نام کی کوٹھی جزیرہ ماڈگاسکر مین قائم کی تھی مگر یہہ جماعت چند عرصہ آپس مین جھگڑا کرنے کے بعد سنہ ۱۶۵۰ء مین لندن کمپنی مین شامل ہو گئی سنہ ۱۶۵۵ء مین ایک اور تاجرون کی جماعت نے کرامول سے ہند کی تجارت کیواسطے سند حاصل کی مگر یہہ بھی دو سال بعد اصل کمپنی مین مل گئی اسکے بعد سنہ ۱۶۹۸ء مین ایک اور جماعت انگریزی سوداگرون کی رقابت پر آمادہ ہوئی اس جماعت کے بڑے بڑے حامی تھے اور اوسکا سرمایہ دو کرور روپیہ تھا مگر لارڈ گوڈالفن نے درمیان مین پڑ کے مصالحہ کروا دیا اور لندن اور انگلش کمپنیان انجام کار سنہ ۱۷۰۸ء مین ملکر ایک ہو گئین اور کمپنی متحدہ تاجران انگلستان تجارت کنندہ ہند کے نام سے موسوم ہوئین +

## انگلش کمپنی کے ابتدائی سفر

انگریزی جہاز جو اول ہی اول مشرقی سمندرون مین داخل ہوئے وہ ہندی مجمع الجزائر سے آگے نہین بڑھے کپتان لانکاسٹر نے ایک امتحانی سفر کمپنی کی طرف سے سنہ ۱۶۰۲ء مین اختیار کیا اور اچین کے بادشاہ سے تجارتی تعلقات قائم کیے اور بانٹم کے جزیرے مین ایک کوٹھی یعنی گودام

تعمیر کیا آیندہ برسون مین سیاہ مرچ اور عمدہ مصالحہ کے انبار پر امان
اور باندہ اور امبوائنا اور پلوذہ کے جزیرون سے لائے گئے ۔
اسوقت تک پرتگیزون کا ہند کے مغربی ساحل پر غلبہ تھا اور وہ انگریزونکی
مداخلت پر برسر جنگ ہوئے سنہ ۱۶۱۱ء مین سر ہنری مڈلٹن نے کاسمبے
مین باوجود پرتگیزون کی سخت مخالفت کے اونکی آنکھون کے سامنے کمال
استقلال کے ساتھ تجارتی جنس جہازون پر لادی اور سنہ ۱۶۱۵ء مین سوالی
کی مشہور و معروف بحری لڑائی دریاے تاپتی کے مہانے کے سامنے
ہوئی جسمین کپتان بسٹ نے پرتگیزون کے جہازون کو جو انگریزون کے
مقابلہ مین بہت زیادہ تھے چار مرتبہ مار ہٹا دیا یہہ دیکھکر ہندوستانیون کے
دلون پر انگریزون کی شجاعت نقش ہوگئی اسی سال مین سر طامس رو بادشاہ جیمس
اول کی طرف سے سفیر کی حیثیت مین سلطان جہانگیر کے دربار کو بھیجا گیا اور اوسنے
بہت سی رعایتین انگریزون کی تجارت کے لیئے حاصل کین ۔

## امبوائنا کا قتل

### سنہ ۱۶۲۳ عیسوی

پرتگیزون سے تو ہند مین انگریزون کی ثابت کی ہی تھی مگر ولندیز
مصالحہ کے جزیرون مین انسے بہت بڑھکر اونکے دشمن نکلے رفتہ رفتہ ولندیزون
کی خشونت انگریزون کی نسبت جو مشرقی سمندرون مین تجارت کرتے تھے
اس حد کو پہونچ گئی کہ اوسکا نتیجہ انجامکار امبوائنا کا قتل ہوا جس سے

انگریزون مین تهلکه پڑگیا - اول تو وه ایک دوسرے کو متهم کرتے رہے بعد کو ولندیزون نے انگریزون کے کپتان ٹاڈرسن صاحب کو امبوائنا مین مع نو اور انگریزون اور نو جاپانیون اور ایک پرتگیز ملاح کے فروری سنه ۱۶۲۳ع مین گرفتار کیا اور وقت تحقیقات کے ان قیدیون کو اذیت دی اور اونپر یهه جرم ثابت کیا که یهه سازش کرکے قلعه پر چهاپا مارنے آئے تهے سچ تو یهه هی که ان بیچارون کو سخت جسمانی ایذا دیگئی اور انکے ساتهه گو بظاهر تنقیه عدالت برتا گیا مگر درحقیقت سزاے موت عالم خشمناکی مین دی گئی اسپر انگلستان کے لوگون کا غصه از حد بڑهه گیا - آخرکار بذریعه ثالثون کے دونون قومون کے دعوون کا تصفیه هوا اور ولندیزون کو ۳۶۱۵۰ روپیه بطور هرجه کے مظلومون کے ورثا کو دینا پڑا - غرض که اوس وقت سے ولندیز بلامزاحمت لنٹور اور گردنواح کے جزیرون کے مالک رہے اور جبتک که بڑی بڑی لڑائیان سنه ۱۷۹۳ع مین شروع هوئین مجمع الجزائر کی کل تجارت انهین کے قبضه مین رهی +

## بستیان جو ابتدا مین انگریزون نے احاطه مدراس مین قائم کین

یهه امبوائنا کے قتل هی کا باعث تها که انگریز مجمع الجزائر کو چهوڑ کر براعظم هند کو آئے اور اونهون نے پہلے پہل کارومنڈل کے ساحل پر بستیان قائم کین سنه ۱۶۱۱ع مین ایک آڑهه مچهلی بندر مین قرار پائی

اور ۱۶۳۲ء مین از روے ایک فرمان کے جو شاہ گولکنڈہ سے حاصل ہوا اور جو زرین فرمان کے نام سے مشہور ہی مچھلی بندر کا گودام کوٹھی کے نام سے موسوم ہوا اس سے چند سال پیشتر ۱۶۲۶ء مین بمقام آرمگاؤن ایک کوٹھی کی بنا پڑی تھی یہہ جگہہ نلور کے ضلع مین اب ویران پڑی ہی اوس زمانہ مین وہان بارہ توپین ہتی تھین اور تیئیس گماشتے کاروبار کرتے تھے آخرکار ۱۶۳۸ء مین فرانسس ڈے نے جو آرمگاؤن کا حاکم تھا چندرگری کے راجہ سے ایک بہتر قطعہ زمین کا جو ساحل کے جنوب کی سمت واقع تھا خریدا جسکو مدراس پٹم یا چینی پٹم کہتے تھے اس مقام پر اوسنے سنٹ جارج کا قلعہ تعمیر کیا اور اسطرح پر شہر مدراس کا بانی ہوا یہہ پہلی ملکیت تھی جو کمپنی کو ہند مین حاصل ہوئی چند سال تک تو مدراس بانٹم کے شہر کے جو جاوا کے جزیرے مین واقع ہی ماتحت رہا مگر ۱۶۵۳ء مین وہ ایک علحدہ صدر مقام کردیا گیا۔

## بستیان جو ابتدا مین انگریزون نے احاطہ بمبئی مین قائم کین

سورت جو مغربی ساحل پر واقع ہی عرصہ دراز تک انگریزونکی تجارت کا صدر مقام رہا یہہ کوٹھی ۱۶۱۲ء مین قائم ہوئی تھی اور اوسکے ساتھہ ہی اور چھوٹی چھوٹی ماتحت کوٹھیان گھاگرا احمدآباد اور کامبے مین قائم ہوئین ان کوٹھیون کو اوس بحری فتح کا ثمرہ سمجھنا چاہیے جو انگریزون کو

پرتگیزون پر سوالی کے قریب حاصل ہوئی تھی اس زمانہ مین سورت سلطنت مغلیہ کا خاص بندرگاہ تھا جسکے ذریعہ سے کل تجارت شمالی ہند اور یورپ کے درمیان جاری تھی سنہ ۱۶۶۱ء مین شاہ پرتگال نے بمبئی کا جزیرہ انگریزون کو اپنی بیٹی کاتھرائن برگانزا کے جہیز مین عطا فرمایا تھا مگر پرتگیزون نے اوسکو سنہ ۱۶۶۵ء تک انگریزون کے حوالے نہ کیا سنہ ۱۶۶۸ء مین شاہ چارلس دوم نے بمبئی کی حقیت ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہاتھہ سو روپیہ سالانہ پر فروخت کر ڈالی ۔ اوس زمانہ مین بمبئی کا شہر محض ایک گاؤن تھا جسمین مچھلی کی تجارت ہوا کرتی تھی اور پرتگیزون کے ایک کہنہ قلعہ کے زیر حکومت تھا اور وہان کی آب و ہوا مشرق کے ملکون مین بھی ناقص مشہور تھی مگر وہ ایک نہایت عمدہ موقع یعنی ایک جزیرہ پر واقع تھا جہان مرہٹون کے سوار تاخت و تاراج کو نہ پہونچ سکتے تھے سنہ ۱۶۶۳ء مین سواے انگریزون کے گودام کے سیواجی نے سورت کے سارے شہر کو خوب لوٹا بنابرآن یہہ تجویز ہوئی کہ مغرب کا صدر مقام سورت سے بمبئی کو منتقل کیجیے چنانچہ یہہ امر سنہ ۱۶۸۷ء مین وقوع مین آیا اگرچہ اوسکے بابے مین دو برس پیشتر حکم صادر ہو چکا تھا +

## بستیان جو ابتدا مین انگریزون نے احاطہ بنگال مین قائم کین

بنگال کی بستیان دیر کر قائم ہوئین اور ابتدا مین نسبت مدراس اور بمبئی کی بستیون کے بے قیام تھین سنہ ۱۶۸۱ء تک سورت کی

کی شاخین اجمیر اور آگرہ اور مشرق مین پٹنے تک مقرر ہو چکی تھین مگر سنہ ۱۶۴۳ع سے
پیشتر سمندر کے ساحل تک رسائی نہوئی سنال مذکور مین سلطان مغلیہ کیطرف سے
ایک فرمان عنایت ہوا اور کمپنی کو بنگالہ مین تجارت کرنے کی اجازت ملی مگر اونکے
جہازون کو سوا پیپلی کے بندرگاہ کے جو اڑیسہ مین تھا اور کہین لنگر کرنیکا
حکم نہ تھا بندرگاہ مذکور سمندر خشکی کی طرف ہٹ آیا ہے کہ اب یہ بھی تمیز نہین ہوتی
کہ وہ دراصل کہان تھا ہگلی کی کوٹھی سنہ ۱۶۴۰ع مین قائم ہوئی اور بالاسور
کی سنہ ۱۶۴۲ع مین ان واقعات کے تین سال بعد یعنی سنہ ۱۶۴۵ع مین گیبرئیل بوٹن
نے جو جہاز ہوپ وِل کا سرجن تھا شاہجہان بادشاہ سے حسن خدمت
کے صلہ مین کمپنی کے لیئے تجارت کے حقوق بلا اشتراک غیرے حاصل کیئے
سنہ ۱۶۸۱ع مین بنگال کی کوٹھیان مدراس کی کوٹھیون سے علیحدہ کر لی
گئین اور مسٹر ہاجز کمپنی کی طرف سے گماشتہ اور گورنر مقرر ہوا کہ اونکے کاروبار
کا خلیج بنگالہ مین انتظام کرے اور نیز اون چھوٹی کوٹھیون کا جو قاسم بازار
پٹنہ بالاسور مالدہ اور ڈھاکا مین واقع تھین۔ مگر اوسوقت تک
بنگالہ مین انگریزون کے کچھ ملک ہاتھ نہ آیا تھا جیسا کہ مدراس اور بمبئی
مین دستیاب ہوگیا تھا یہان فقط چھوٹی چھوٹی بستیان آباد شہرون کے بیچ
مین واقع تھین اور ہندوستانی حکام کی دست درازی اور تلون مزاجی سے محفوظ
رہنے کی کوئی صورت نہ تھی چنانچہ سنہ ۱۶۸۶ع مین نواب شایستہ خان نے حکم دیا
کہ انگریزون کی کل کوٹھیان جو بنگال مین ہین ضبط کر لی جاوین اور ...

ہگلی کے تاجر اپنے سردار جوب چارنک کے حکم کے بموجب ستانتی کو اوٹھ
کر گئے جو اوس زمانے مین دریا کے اوتار پر چھبیس میل کے فاصلہ پر نشیب
مین ایک گاؤن تھا اور یہہ جگہہ اب کلکتہ کے شمالی حصہ مین داخل ہے اِس
مقام پر اونھون نے قلعہ فورٹ ولیم کی بنا ڈالی اور سنہ ۱۶۹۸ع مین تین موضعے
یعنی ستانتی کالیکاٹا اور گوبندپور اورنگ زیب کے بیٹے شہزادہ
اعظم سے خرید لیے۔

## کمپنی کا ملک گیری کی طرف متوجہ ہونا

تقریباً سنہ ۱۶۸۹ع مین کمپنی کا یہہ قصد ہوا کہ صاحب ملک ہو کر ہند مین
اپنے قیام کو استحکام دیجیے تاکہ مغلون اور مرہٹون کی دست درازیون کا مقابلہ
ہو سکے اِس نظر سے کمپنی نے لوکل گورنمنٹون کے نام یہہ یادداشت ہدایتاً
ابلاغ کی کہ آمدنی کی افزونی ہمارے واسطے ویسی ہی ملحوظ خاطر ہے جس قدر تجارت کی
سنی ہے کیونکہ ہماری طاقت اوسی سے قائم رہ سکتی ہے جبکہ بیسیون اتفاقات
ناگہانی سے ہماری تجارت مین خلل آجانا ممکن ہو اور یہی ذریعہ ہند مین ہمارے
ایک قوم بن جانے کا ہے لہذا ان مقاصد کے پورا کرنے کی نظر سے
سر جان چائلڈ کو گورنر جنرل و امیر البحر ہند مقرر کیا اور کل اختیارات حکم
جنگ و نیز انتظام مقبوضات کمپنی کے عطا کیے۔

## دیگر ایسٹ انڈیا کمپنیکا بیان

انگریزون نے کسی وقت کمپنی قائم کرنیکا قصد نہین کیا تھا انگلستان کی مشرقی

تجارت شاہی اختیار میں ہی پہلی کمپنی انگریزوں ہی نے سنہ ۱۶۰۰ع میں
قائم کی اسکے چند برس بعد ولندیزوں کی ایک کمپنی سنہ ۱۶۰۲ع میں مقرر ہوئی
بہر حال ولندیز کسی ملک پر تسلط کرتے تو اپنی سلطنت کے نام سے کرتے
تھے اور اس قسم کے ملک مقبوضات خانگی نہیں بلکہ قومی بستیان گنی جاتی تھین
ان کے بعد فرانسیس نے [illegible] جنکی پہلی ایسٹ انڈیا کمپنی سنہ ۱۶۰۴ع میں
اور دوسری سنہ ۱۶۱۱ع میں اور تیسری سنہ ۱۶۱۵ع میں اور چوتھی جو رشلو کی کمپنی
کہلاتی تھی سنہ ۱۶۴۲ع میں اور پانچوین جو کالبرٹ کی کہلاتی تھی سنہ ۱۶۶۴ع میں
قائم ہوئی چھٹی کمپنی [illegible] کی ایسٹ اور ویسٹ [illegible]
اور [illegible] کی کمپنیوں کے [illegible] سے سنہ ۱۷۱۹ع میں قائم ہوئی اور [illegible]
[illegible] کمپنی [illegible] حقوق [illegible] کسی غیر [illegible]
[illegible] فرمان کے بموجب سنہ ۱۷۶۹ع میں باطل ہو گئے اور [illegible]
[illegible] سنہ ۱۷۹۰ع [illegible] اہل [illegible]
[illegible] سنہ ۱۶۱۲ع میں [illegible] دوسری سنہ ۱۶۷۰ع میں [illegible]
[illegible] بستیان اہل ڈنمارک کی سنہ ۱۷۱۶ع میں قائم [illegible]
[illegible] کی سلطنت سے سنہ ۱۸۴۵ع میں خرید لیا اور اسکے [illegible]
[illegible] اہل ڈنمارک کی ساحل [illegible] ایکا نام [illegible]
[illegible] کی کمپنی اہل [illegible] سنہ ۱۷۲۲ع میں [illegible]
[illegible] ہونے کی [illegible] ان کی شاہی کمپنی [illegible]

شاہ اسپین نے ۱۷۲۳ء میں قائم کیا اسکو ہندوستان سے کچھ سروکار نہ تھا۔ اسٹنڈ کمپنی
جسکو شاہنشاہ آسٹریا نے ۱۷۲۲ء میں قائم کیا اگرچہ چند روز تک [illegible]
زیادہ وقعت تھی اوسکے گماشتے اکثر وہ لوگ تھے جنھوں نے انگریزوں اور ولندیزوں
کی نوکری چھوڑ دی تھی مگر یورپ کی بعض سلطنتوں نے دباؤ کرکے آسٹریا کو ۱۷۲۷ء میں اس کمپنی کے
معطل کرنے پر مجبور کیا چند روز تک بے قاعدہ [illegible] سے [illegible]
سخت کیا اور اوسکے چند روز زیادہ قائم رہنے کی سبب جو ہوئی کہ آسٹریا کی
سرکار کو منظور تھا کہ ہند کی [illegible] تجارت سے خود بھی کچھ نفع اوٹھاوے
سب سے پہلا ملک جسنے ہندوستان سے بحری تجارت شروع کی سویڈن تھا
کیونکہ جب اسٹنڈ کمپنی معطل ہوئی تو اوسکے بہت سے ملازم بیکار رہے
اور [illegible] سے [illegible] خیال کیا کہ [illegible]
کی بحری ملکوں کی واقفیت سے فائدہ اوٹھاوے چنانچہ ایک
کمپنی کے لیے ۱۳ تاریخ جون سنہ ۱۷۳۱ء کو سند حاصل کی۔

## تیرھواں باب

### ہندوستان میں انگریزوں کی حکومت کے قائم ہونے کا بیان

### سنہ ۱۷۴۴ء سے سنہ ۱۸۰۵ء تک

چونکہ اس تاریخ میں ایسے بہت سے [illegible] کا بیان بالاجمال کرنا منظور ہے [illegible]
[illegible]

کے بعد لارڈ کلایو سے لارڈ کیننگ تک یعنی ابتدا سے سنہ ۱۷۵۸ء لغایت سنہ ۱۸۵۸ء گذرے ہین اونکی سن وار فہرست ذیل مین مندرج کی جاتی ہی ہے

## ہند کے گورنرون اور گورنر جنرلون کی فہرست جو ایسٹ انڈیا کمپنی کے عہد حکومت مین سنہ ۱۷۵۸ء سے سنہ ۱۸۵۸ء تک گذرے

اول گورنر لارڈ کلایو سنہ ۱۷۵۸ء

ہاری ورلسٹ سنہ ۱۷۶۷ء

جان کارٹیر سنہ ۱۷۶۹ء

وارن ہیسٹنگ اول گورنر جنرل سنہ ۱۷۷۲–۷۳ء

سر جان میکفرسن (بریسے چندے) سنہ ۱۷۸۵ء

مارکوئیس آف کارن والس سنہ ۱۷۸۶ء

سر جان شور جسکو بعد لارڈ ٹنمت کا خطاب ہوا سنہ ۱۷۹۳ء

سر الیورڈ کلارک (برایے چندے) سنہ ۱۷۹۸ء

لارڈ مارننگٹن جسے بعد مارکوئیس ولسلی کا خطاب ہوا سنہ ۱۷۹۸ء

مارکوئیس آف کارنوالس (بار دیگر) سنہ ۱۸۰۵ء

سر جارج بارلو (برایے چندے) سنہ ۱۸۰۵ء

ارل آف منٹو سنہ ۱۸۰۷ء

ارل آف مائرا جسے بعد کو مارکوئیس ہیسٹنگ کا خطاب ہوا سنہ ۱۸۱۳ء

جان آدم (برائے چندے) سنہ ۱۸۲۳ء

ارل آمہرسٹ سنہ ۱۸۲۳ء

لارڈ ولیم کاونڈش بنٹنک سنہ ۱۸۲۸ء

سر چارلس مٹکاف جسے بعد کو لارڈ مٹکاف کا خطاب ہوا (برائے چندے) سنہ ۱۸۳۵ء

لارڈ آکلنڈ سنہ ۱۸۳۶ء

ارل آف النبرو سنہ ۱۸۴۲ء

وائکاونٹ ہارڈنگ سنہ ۱۸۴۴ء

ارل ڈلہوزی جسے بعد کو مارکوئیس کا خطاب ہوا سنہ ۱۸۴۸ء

ارل کیننگ سنہ ۱۸۵۶ء

## ہند کے وائسرائے (نائب السلطنت) جو عہد شاہی میں گزرے

(از سنہ ۱۸۵۸ء تا سنہ ۱۹۰۰ء)

ارل کیننگ سنہ ۱۸۵۸ء

ارل آف ایلجن سنہ ۱۸۶۲ء

سر جان لارنس جسے بعد کو لارڈ لارنس کا خطاب ہوا سنہ ۱۸۶۴ء

ارل آف میو سنہ ۱۸۶۹ء

ارل آف نارتھہ بروک سنہ ۱۸۷۲ء

ارل آف لٹن سنہ ۱۸۷۶ء

مارکوئیس آف رپن سنہ ۱۸۸۰ء

# فرانسیسون اور انگریزون کی کیفیت دکن مین

ہند مین انگریزی عملداری کی تواریخ کی ابتدا اٹھارھوین صدی سے شمار کرنا چاہیے یعنی اوسوقت سے کہ فرانسیسون کے ساتھہ صوبہ کرناٹک مین لڑائی شروع ہوئی شہر ارکاٹ کے محاصرہ مین کلائیو کے اقبال کا ستارہ چمکا اور واندیواش کے میدان جنگ مین فرانسیسون کی ہند مین سلطنت قائم کرنے کی امید بالکل منقطع ہوگئی یہہ بات بیان ہو چکی ہے کہ فورٹ سنٹ جارج یعنی مدراس پہلا مقام تھا جو ہند مین انگریزون کے قبضے مین آیا اور جسکی بنا فرانسس ڈے نے سنہ ۱۶۳۹ء مین ڈالی اور پانڈیچری کی بستی جو ساحل کارومنڈل پر مدراس سے ۱۰۰ میل جنوب کو ہے فرانسیسون نے سنہ ۱۶۷۴ء مین قائم کی اور بہت عرصہ تک انگریز و فرانسیس بلا رقابت و ملک گیری کے خیال تجارت کرتے رہے۔

## دکن کی سنہ ۱۷۴۰ء کے بعد کی کیفیت

اورنگ زیب کے مرنے کی سنہ ۱۷۰۷ء مین جیسا بیان ہو چکا ہے کل جنوبی

ہندوستان دہلی کی [illegible]

اپنا خاندان قائم کیا اور حیدرآباد کو اپنا دار الریاست بنایا جسکی حکومت برائے
نام کل جنوبی ہند پر تھی۔ وسط کی سطح مرتفع اور مشرقی سمندر کے درمیان جو
نشیب کارناٹک کے نام سے مشہور ہے اوس پر نظام کیطرف سے ایک نائب
حکمرانی کرتا تھا جسکو نواب آرکٹ کہتے تھے اور اوسنے بھی ملک مذکور پر
موروثی حکومت کا دعوی کیا۔ جنوب کی سمت آگے بڑھکر شہر ترچناپولی
ایک ہندو راجہ کی دار الخلافت تھا۔ اور تنجور کی ہندو ریاست سیواجی
کی گدی کی اولاد میں سے ایک راجہ کے زیر حکومت تھی۔ آگے بڑھکر وسط
کی طرف جزیرہ نما کی تیسری ہندو ریاست بن بن و بگڑتی جاتی تھی علاوہ
اسکے ہر مقام میں چھوٹے چھوٹے سردار جو نائک یا پالیگار کہلاتے
تھے اپنی اپنی گڑھیوں میں خودسری کا دم بھرتے تھے یہ لوگ بیجانگر کی
ہندو ریاست کے باجگذار تھے اور اکثر ان میں ایسے تھے کہ جب سنہ ۱۵۶۵ع
میں ریاست مذکور کا زوال ہوا بجز گاہے گاہے خراج دینے کے ہر طرح سے
خودمختار رہے

## کارناٹک میں انگریزوں کی پہلی لڑائی

### سنہ ۱۷۴۶-۴۸ عیسوی

جبکہ جنوبی ہند کے معاملات کی یہ کیفیت تھی تو یورپ میں انگریزوں
اور فرانسیسیوں کے درمیان سنہ ۱۷۴۴ع میں لڑائی شروع ہوئی۔ اس وقت ڈوپلے
پانڈیچری کا گورنر اور مدراس میں ایک کمزور مقام تھا اور لا بوردونا

کے ساحل پر انگریزون کا ایک بیڑہ آیا مگر ڈوپلے نے ایک ہوشیاری کی
چال چلا کہ نواب آرکٹ کو نذرانہ دیکر دونون قومون مین لڑائی کی ممانعت
کروادی سنہ ۱۷۴۶ع مین ایک بیڑہ فرانسیس جہازون کا لابردناے کے زیر
حکومت آیا اور اوسکے مقابلہ مین مدراس بلا لڑے تابع ہوگیا اور اب انگریزون
پاس صرف فورٹ سینٹ ڈیوڈ کی بستی رہگئی جو کہ پانڈیچری سے چند
میل جنوب کیطرف ہی یہان کلائو اور چند اور شخصون نے بہاگ کر پناہ لی —
اور نواب بلا سہارا رعایت اپنی رائے پر قائم رہا اور دس ہزار سپاہ لیکر فرانسیسون
کو مدراس سے نکالنے کو گیا مگر شکست کھائی سنہ ۱۷۴۸ع مین انگریزون
کا ایک بیڑہ ایڈمرل بوسکاون کے ماتحت داخل ہوا اور پانڈیچری
کے محاصرہ کا قصد کیا اور میجر لارنس نے جنکا ذکر آگے چلکر کلائو کے
ساتھ سلسلے مین آویگا خشکی کی راہ سے محاصرہ کو تقویت دی مگر فرانسیسون
نے ہر حملہ کو ہٹا دیا اور ہزیمت دی اسی سال مین اکس لا شاپل کے
درمیان صلح کے سبب مدراس انگریزون کو واپس کردیا گیا ۔

## ڈوپلے کا بیان

پہلی لڑائی جو فرانسیسون سے ہوئی اسکو دس برس کی جنگ کا جو یورپ
مین ہوئی تھی ضمیمہ سمجھنا چاہیے ۔ مگر دوسری لڑائی ہند کے معاملات سیاست
سے پیدا ہوئی اگرچہ اسوقت انگلستان اور فرانس مین صلح تھی لیکن
فرانسیسیون کو جو یہان تمام فتوحات حاصل ہوئی تھین اس سے ڈوپلے کا د

بڑھ رہا تھا اور اوسنے ہند مین مسلمانون کی حکومت کے زیر سایہ ایک فرانسیسی
سلطنت قایم کرنیکا قصد کیا اس عرصہ مین حیدر آباد اور نیز آرکٹ مین
گدی نشینی کے بارے مین تنازع ہوا اور ڈوپلے نے اس موقع کو اپنی
مطلب برآری کے لیے غنیمت سمجھا اور دونون گدیون پر اوسنے اپنے
آدمی بٹھائے اور پہلے چندے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ معاملہ سیاست
مین کل دکن کا تصفیہ اوسی پر منحصر ہے حق تو یہہ ہے کہ عالی ہمتی اور بلند نظری
اور ممالک مشرقی کے معاملات کی واقفیت ڈوپلے کی ایسی تھی کہ وہ فی الواقع اپنا ہمسر
نہ رکھتا تھا مگر فن سپہگری سے وہ مطلق بے بہرہ تھا اور طرہ یہہ کہ کلایو سے
شخص کی خداداد ذکاوت سے میدان کارزار مین کام پڑا اس زمانہ مین اپنی
حفاظت کی نیت سے مدراس کے انگریزون نے ڈوپلے کے برخلاف
ایک شخص دیگر کی حمایت پر جو نیز آرکٹ کی گدی کا خواہان تھا کمر باندھی وہ جسکا
نام محمد علی تھا جو بعد کو تواریخ مین والاجاہ کے نام سے مشہور رہا ۔

## کلایو کا بیان

مورخ آرمی نے اوس لڑائی کا جو فرانسیسیون اور انگریزون کے باہم جنوبی ہندستان
مین ہوئی تفصیل وار بیان کیا ہے - کلایو کا سنہ ۱۷۵۱ء مین شہر آرکٹ پر قبضہ کرنا
اور بعدہ بڑی جرأت اور استقلال کے ساتھ اوسکی حفاظت کرنا اس جنگ کا نہایت مشہور
واقعہ ہے یہہ سورماؤن کا سا فعل جو انگریزون سے ظہور مین آیا اونکی بہادری کا سکہ بڑی بڑی
لڑائی سے بھی زیادہ تمام ہندستان مین بیٹھ گیا اسکے چند روز بعد کلایو کو بیماری کی وجہ سے

انگلستان کو جانا پڑا اگر لڑائی کئی برس تک وقتاً فوقتاً جاری رہی لیکن نتیجہ یہ ہوا
کہ کرناٹک یا مدراس کے ساحل پر انگریزوں کے رعب و داب کا غلبہ ہوا
اور اُنکے امیدوار محمد علی کے قدم ارکاٹ میں جم گئے مگر اندرونی حصے
یعنی دکن میں فرانسیسیوں کے رسوخ میں فرق نہیں آیا اور علاوہ اسکے انھوں نے
سمندر کے کنارے کے ملک پر جسکو شمالی سرکار کہتے ہیں قبضہ کر لیا

## واندواش کی لڑائی

واقع سنہ ۱۷۶۰ء

انگریزوں اور فرانسیسیوں کے درمیان آخر لڑائی جس سے آپس کی نزاع کا تصفیہ ہوا
سنہ ۱۷۶۰ء میں ہوئی اس سال میں کرنل آیرکوٹ نے جسکو بعدہ سر کا خطاب ہوا تھا
فرانسیسیوں کے جنرل لالی کو واندواش کی جنگ میں شکست فاش دی اور
پانڈیچری کا محاصرہ کیا یہ شہر رسد نہ پہنچنے کی وجہ سے جنوری سنہ ۱۷۶۱ء
میں تابع ہو گیا اور اسکے تھوڑے عرصے بعد جنجی کا قلعہ بھی انگریزوں کے قبضہ
میں آیا مورخ آرمی کا بیان ہے کہ اس دن یورپ کی ان دو رقیب قوموں کی جنگ
کا جو کارومنڈل کے ساحل پر عرصہ دراز سے ہو رہی تھی خاتمہ ہوا
اور چند مہینے میں فرانسیسی قوم کا ایک نشان بھی یہاں نہ رہا جسکو فرانس کی سلطنت تسلیم کرتی

## بنگالہ کے نواب

سنہ ۱۷۰۷ء سے سنہ ۱۷۵۶ء تک

یہاں تک تو اون خدمات نمایاں کا جو کلائیو سے مدراس میں ہوئیں بیان ہوا

اب اون فتوحات کا جو اوسنے صوبہ بنگال مین حاصل کین ذکر کیا جاتا ہی —
اورنگ زیب کے انتقال پر جو سنہ ۱۷۰۷ع مین واقع ہوا مرشد قلی خان ملک بنگالہ کا نواب
یا گورنر تھا جو انگریزی تواریخ مین جعفر خان کے نام سے مشہور ہی یہہ شخص نسل کا برہمن
تھا مگر اوسنے فارس مین بطور غلام کے پرورش پائی تھی لہذا ہندوونکی
لیاقت اور مرتدون کا تعصب دینی اور جور و ستم اوسکی ذات مین موجود تھا اس
زمانہ تک تو ڈھاکہ جو سلطنت کی مشرقی حد پر واقع ہی اور جہان سے پرتگیزون اور
اراکان کے رہنے والون یعنی ماگھہ کے دریائی حملون کا بخوبی انسداد ہو سکتا تھا
بنگالہ کا دار الخلافت رہا اب مرشد قلیخان نے اپنی بود و باش مرشدآباد کو
قاسم بازار کے قریب جوار مین جو اوسوقت گنگا کی تجارت کا بندرگاہ تھا
منتقل کی یہان پر اور نیز ڈھاکا اور پٹنہ اور مالدہ کے شہرون مین انگریزون
اور فرانسیسون اور ولندیزون کی کوٹھیان تھین مگر انگریزون کا صدر مقام کلکتہ
اور فرانسیسون کا چندن نگر اور ولندیزون کا چنسرا تھا اور یہہ تینون شہر
ایک دوسرے کے قریب دریاے ہگلی پر سمندر کے نزدیک جہان جہاز آسکتے
ہین واقع تھے — مرشد قلیخان نے باقلمندی تمام ملک بنگالہ پر اکیس برس سلطنت
کی اور اپنے داماد اور پوتے کو اپنی سلطنت چھوڑ مرا مگر سنہ ۱۷۴۲ع مین الہ وردیخان
حقدار وارثون کو علیحدہ کر کے خود نواب بن بیٹھا اگرچہ یہہ شخص غاصب تھا مگر
بنگالے کے اخیر مشہور نوابون مین شمار کیا جاتا ہی اسکے وقت مین مرہٹون کے سوارون
نے ملک کو لوٹنا شروع کیا اور سنہ ۱۷۴۲ع مین کلکتہ کے باشندون نے

شہر کے گرد خندق بنانے کی اجازت حاصل کی جو آج کے دن تک مرہٹوں
کی کھائی کے نام سے مشہور ہے ؀

## کلکتہ کی کال کوٹھری

الہ وردی خان نے ۱۷۵۶ء میں وفات پائی اور اوسکی جگہ اوسکا پوتا سراج الدولہ
عین عالم شباب میں جبکہ اوسکی عمر اٹھارہ برس کی تھی گدی نشین ہوا وہ ایسا بد دماغ
اور مطلق العنان تھا کہ دو مہینے کے اندر ہی انگریزوں سے بگاڑ بیٹھا نزاع کی
بنا یہہ تھی کہ نواب کے ایک قرابتی نے اوسکے غضب سے بھاگ کر
کلکتہ میں پناہ لی اور نواب ایک لشکر عظیم لیکر شہر پر چڑھ آیا بہت سے انگریز جہازوں
پر چڑھ کے دریا کی راہ سمندر کی طرف اوتر گئے باقیوں نے کچھہ یونہی سے
مقابلے کے بعد اپنے تئین حوالہ کر دیا اور وہ سب رات کو بلاک ہول یعنی کال
کوٹھری میں بند کر دیے گئے یہہ فورٹ ولیم کا جیلخانہ تھا اور وسعت
میں بیس گز مربع سے زیادہ نہوگا اور اوسمیں صرف دو کھڑکیاں تھیں جنمین لوہے کی سلاخیں
لگی تھیں یہہ موسم گرما میں جبکہ فوجی قواعد نہایت سخت تھے قلعہ کی فوج کا جیلخانہ
تھا اور اگرچہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نواب کو اوسکا علم نہ تھا
ہوں کہ کمرہ اس حبس میں اتنے بہت سے مرد اور عورتوں کا ایسی قید سے جانبر ہونا
غیر ممکن تھا لہذا جبکہ دوسرے دن صبح کو دروازہ کھولا تو منجملہ ایک سو چھیالیس کے
صرف تئیس شخص زندہ نکلے ؀

## کلائو اور واٹسن

انگریزون کی خوش نصیبی تھی کہ اس حادثہ کے وقت کلائو انگلستان سے مدراس کو واپس آگیا تھا اور طالع کی یاوری سے مدراس مین ایک بیڑہ شاہی جہازون کا بھی امیرالبحر واٹسن کے زیر حکومت موجود تھا چنانچہ جسقدر فوج فراہم ہوسکی اوسکو لیکر کلائو اور واٹسن گنگا کے دہانے کو روانہ ہوئے اور کچھ یونہی سے مقابلہ کے بعد کلکتہ پر پھر قبضہ کرلیا اسپر نواب صرف صلح کرنے پر راضی ہوا بلکہ کمپنی کے ضبط شدہ حقوق واپس دیئے اور اونکے نقصان کی حتی الامکان تلافی کی ×

## پلاسی کی لڑائی

واقع سنہ ۱۷۵۷ عیسوی

اگر نزاع کی ایک ہی صورت ناگہان اور گھڑی ہوجاتی تو ممکن تھا کہ نزاع رفع دفع ہوجاتا مگر مشیت ایزدی تو کچھ اور ہی تھی عین اسوقت پر یورپ مین انگریزون اور فرانسیسیون کے باہم جنگ شروع ہوگئی اور کلائو نے بھی وہی کارروائی کرنا شروع کی جو کارناٹک کی گذشتہ لڑائی مین اوسکے دیکھنے مین آئی تھی اور فرانسیسیون سے چندن نگر کی بستی جو دریائے ہگلی پر واقع ہے چھین لی چونکہ اس چھیڑ سے سراج الدولہ کی قلمرو کے امن چین مین خلل واقع ہوا لہذا طیش مین آکر وہ فرانسیسیون کا طرفدار ہوگیا اب کلائو بھی اوس حکمت عملی پر جو اوس وقت پہلے سے سوچی تھی کاربند ہوا یعنی یہہ کہ میر جعفر کو صوبہ بنگالہ کی گدی کی

رقابت کے لیے تیار کیا اور خود ایک ہزار گورے اور دو ہزار تلنگے اور آٹھ
ضرب توپ لیکر دریا پلاسی کے باغات کی راہ لی جو تیس میل کے فاصلہ
کلکتہ کے شمال کو واقع ہی نواب سراج الدولہ پینتیس ہزار پیدل اور پندرہ
ہزار سوار اور پچاس ضرب توپ لیکر مقابلہ کو نکلا۔ کہتے ہین کہ کلایو نے اپنے
مشیرون کی رائے کے خلاف جنگ کی مگر صحیح تو یہ ہی کہ موقع ہی ایسا آپڑا تھا
کہ سوائے لڑنے کے کوئی چارہ نہ تھا صبح کے چھ بجے نواب نے اپنے
کل توپخانہ سے لڑائی شروع کی مگر کلایو نے اپنی سپاہ کو ایک بڑے باغ کی آڑ
مین کھڑا کیا جو مٹی کے مضبوط پشتہ سے گھرا ہوا تھا۔ دوپہر کو دشمن اپنے مورچون
مین کھانا کھانے چلے گئے اور اگرچہ کلایو کی رائے تھی کہ رات ہی کو حملہ کرنے مین
کامیابی کی امید ہو سکتی ہی مگر غالباً چونکہ اسوقت دشمن کی فوج بے فکری سے
کھانے پینے مین مشغول تھی کلایو نے غنیم کے ایک ٹیلہ پر جس سے
اوسکو تکلیف پہنچی تھی حملہ کیا اور بعد ازان لشکر کے ایک کونہ پر ہلا بولدیا
اسوقت نواب کے چند افسر کام آئے اور فوج مین ابتری اور تہلکہ پڑ گیا اور نواب
سراسیمہ ہوکر ایک سانڈنی پر سوار ہو بھاگ گیا اور اوسکی تمام فوج منتشر ہو گئی
اسطرح پر ایک سستی فتح کلایو کے ہاتھ آئی۔ اسوقت میر جعفر بھی جو وقت
لڑائی کے تذبذب مین تھا کہ دیکھیے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہی اور جسکو کلایو
بارہا بار ترغیب بغاوت کی دے دیا تھا اپنے رسالے کے ساتھ انگریزون سے آملا
اسکے بعد مرشدآباد کے راستے پر کوئی مزاحمت کرنیوالا نہ رہا۔

# میر جعفر کا بیان

## ۱۷۵۷ عیسوی

پلاسی کی لڑائی ۲۳ جون ۱۷۵۷ء کو ہوئی اور جبکہ ۱۸۵۷ء مین غدر زور وشور پر تھا تو لوگون کو یہہ تاریخ بہت یاد آتی تھی۔ مورخون نے بالاتفاق تاریخ مذکور کو انگریزون کی مشرقی سلطنت کے آغاز کی تاریخ قرار دیا ہے حالانکہ نتائج جو اس فتح سے پیدا ہوئے وہ کچھ چندان اہم نہ تھے کیونکہ چند سال تک اور سخت جنگ و جدل کرنا پڑی تب جا کر بنگالیون کے دلون پر بھی انگریزون کے غلبہ کا سکہ بیٹھا بہر حال اوسوقت تو کوئی مقابلہ کرنیوالا نہ رہا تھا اس فتح پر کلایو پھر دوسلے کی چال چلا اور میر جعفر کو مرشدآباد مین نیابت کی گدی پر سرفراز کیا اور اس کاروائی کے جواز کے لیے فرمان سلطانی حاصل کیا انگریزون نے میر جعفر کو گدی پر بٹھایا تو سہی مگر اسکے عوض مین اوس سے زر کثیر طلب کیا صرف کمپنی کے ہرجہ کا دعوی ایک کروڑ روپیہ تھا۔ کلکتہ کے انگریزی باشندون کے لیے نصف کروڑ روپیہ اور ہندوؤن کے لیے بیس لاکھ اور ارمنیون کے لیے دس لاکھ طلب کیا گیا اور بحری بری فوج کے لیے پچیس پچیس لاکھ روپیہ چاہا گیا۔ ممبران کونسل کو حسب ذیل روپیہ ملا گورنر ڈریک صاحب اور کرنل کلایو کے حصہ مین فی کس ۲۸۰۰۰۰ روپیہ آیا مسٹر بچر اور واٹس اور میجر کلپاٹرک کو فی کس ۲۴۰۰۰۰ روپیہ ملا علاوہ انکے کل دعوی کی میزان ۲۶۹۷۰۰۰۰ روپیہ تھا۔ اس نے باشندون کی انگریزون

خیالات ہند کی دولت کے بارے مین از بس مبالغانہ تھے مگر اسقدر زر کثیر کی سبیل کی کوئی صورت نہ تھی لہذا اونکو رقم معہود کے نصف پر قناعت کرنی پڑی اور اسپر بھی ایک ثلث کے عوض مین جواہرات اور ظروف نقرئی و طلائی لینا پڑے کیونکہ سکہ اور زر و سیم تو دیکھنے کو بھی نرہا تھا *

## چوبیس پرگنون کا عطا ہونا

### سنہ ۱۷۵۷ عیسوی

اس عرصہ مین نواب نے ایک وسیع قطعہ ملک کی زمینداری جو کلکتہ کے گرد واقع ہی اور فی الحال چوبیس ۲۴ پرگنون کا ضلع کہلاتی ہے کمپنی کو عطا فرمائی اس قطعہ کا رقبہ ۸۸۲ میل مربع ہی سنہ ۱۷۵۷ء مین تو کمپنی کو صرف کسانون سے زرلگان جمع کرنے اور سرکاری مطالبہ نواب کو جو شاہ دہلی کا قائم مقام تھا ادا کرنے کے حقوق عطا ہوئے تھے اور اسکے ساتھ ہی اختیارات انتظام مالگذاری بھی حاصل تھے مگر سنہ ۱۷۵۹ء مین دہلی کے بادشاہ نے اپنے فرمانروا ہونے کی حیثیت سے گو یہہ برائے نام ہی تھی کلائو کو سرکاری محصول بھی معاف فرمایا اور اس کارروائی سے ایک عجیب صورت پیدا ہو گئی کہ کمپنی جو کلائو کی آقا تھی اوسکی رعیت ہو گئی — من بعد اس زمینداری کے بارے مین جو کلائو کی جاگیر کہلاتی تھی انگلستان مین تحقیقات ہوئی اور سنہ ۱۷۶۳ء مین لارڈ کلائو کی حقیت کی نسبت اس بنا پر کہ خود اوسکے آقا یعنی کمپنی اوسکی رعیت تھے جرح کی گئی اور ۲۳ جون سنہ ۱۷۶۴ء کو جب وہ انگلستان سے واپس آیا تو ایک

نئی دستاویز تحریر ہوئی جسکے روسے جاگیر دس سال کے لیے بلا شرط کلایو کے نام مقرر ہوئی اور بعد منقضی ہونے اوس میعاد کے کمپنی کیطرف دوام کے لیے منتقل ہونا قرار پایا دستاویز مذکور پر ۱۲ اگست ۱۷۶۵ع کو دہلی کے بادشاہ کی مہر ہوئی اور اس صورت سے اصلی جاگیر کے جواز مین جو لارڈ کلایو کو عطا ہوئی تھی کلام نہ رہا اس دستاویز کے بموجب انجامکار چوبیس پرگنہ بطور عطیہ کے کمپنی کی دوامی ملکیت ہوگئے جاگیر مذکور کا محصول معینہ جسوقت کہ ۱۷۵۷ع مین کمپنی کو بخشی گئی ۲۲۲۹۵۸ روپیہ تھا اور یہ رقم لارڈ کلایو کو ۱۷۶۵ع سے اسکی وفات تک جو ۱۷۷۴ع مین واقع ہوئی برابر ادا کی گئی اور اوسکے بعد حقیت مالکانہ کمپنی کی طرف منتقل ہوگئی ٭

## کلایو بنگالہ کا پہلا گورنر

### ۱۷۵۸ع عیسوی

کلایو ۱۷۵۸ع مین کورٹ آف ڈائرکٹرس کیطرف سے کمپنی کی آبادیون کا جو بنگال مین تھین اول گورنر مقرر ہوا اسوقت دو طرفون سے حملون کا اندیشہ تھا شمال و مغرب کی طرف دہلی کا شاہزادہ جو بعد کو شاہ عالم بادشاہ ہوا مغلون اور مرہٹون کی فوج لیے ہوے صوبہ بنگالہ کی حکومت کا دعویدار بنا اور اودھ کا نواب وزیر اسکی پشتی پر تھا اور جنوب مین فرانسیسون کا کھٹکا لاحق اور پستی سے کرناٹک مین اسقدر زیادہ ہوگیا تھا جسکے مقابلہ مین انگریزون کی مدراس مین کچھ وقعت نہ تھی مگر کلایو کے نام کا دبدبہ ہر دو جانب پڑا

میر جعفر تو اسبات پر آمادہ تھا کہ کچھہ روپیہ دیکر شاہزادہ کو جسنے پٹنہ کا محاصرہ
کر لیا تھا ٹال دیجیے مگر کلائو خود ساڑھے چار سو گورے اور ڈھائی ہزار
تلنگے لیکر پٹنہ کی مخلصی کے واسطے مستعد ہوا اور مغلون کی فوج نے بلا مقابلہ
محاصرہ سے ہاتھہ اوٹھایا اور منتشر ہوگئی اسی سال مین کلائو نے کچھہ فوج
کرنیل فورڈ کی ماتحتی مین جنوب کو روانہ کی جسنے مچھلی بندر کو فرانسیسیون سے
دوبارہ چھین لیا اور انگریزون کا رعب وداب شمالی سرکار اور حیدرآباد
کے دربار مین ایسا کچھہ بیٹھایا کہ آج کے دن تک قائم ہے بعد اسکے کلائو نے
ولندیزون پر حملہ کیا اب یہی ایک یورپ کی قوم رہ گئی تھی جس سے انگریزون
کو رقابت کا اندیشہ ہوسکتا تھا مگر کلائو نے انکو بھی خشکی اور تری دونون مین
شکست دی اور اسوقت سے چنسرا کی آبادی کا قائم رہنا محض
انگریزون کی عنایت پر موقوف ہے

## باب نظم ونسق صوبہ بنگالہ
### سنہ ۱۷۶۰ع سے سنہ ۱۷۶۵ع تک

کلائو سنہ ۱۷۶۰ع سے سنہ ۱۷۶۵ع تک انگلستان مین رہا جانے کے وقت وہ
بنگالہ کے نظم ونسق کا کوئی معین قاعدہ نہیں چھوڑ گیا تھا البتہ یہہ خیال لوگون
کے دلمین پیدا ہوگیا تھا کہ فرنگیون کے نام سے کیسا رعب ہے جسقدر دولت چاہیے
ہندوستانیون سے [illegible] سنہ ۱۷۶۱ع مین یہہ امر قرین مصلحت اور نیز
مفید مطلب معلوم ہوا کہ میر جعفر کو جسے انگریزون نے مرشدآباد کا نواب بنایا تھا

گدی سے اوتارکے اوسکی جگہہ اوسکے داماد میر قاسم کو نواب مقرر کردینا چاہیے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس کارروائی سے خفیہ نذرانون کے علاوہ انگریزون کو بردوان مدناپور چاٹگانو تین ضلعون کی معافی ملی جسکی بحیثیہ تحصیل پچاس لاکھہ روپیہ سالانہ تھی +

## میر قاسم کا باغی ہونا
### سنہ ۱۷۶۳ع

میر قاسم کو نواب ہوئے بہت عرصہ نہوا تھا کہ اوسنے ہاتھہ پاؤن نکالے اور انگریزون کی حکومت سے آزاد ہونیکا منصوبہ باندھا اس نسبت سے اونسے اپنی بود و باش بجاے مرشدآباد کے منگیر مین قائم کی جو گنگا پر ایک مستحکم مقام ہے اور ادھرہی ہوکر ممالک شمال و مغرب کی آمد و رفت کا راستہ ہے میر قاسم نے منگیر مین فوج درست کرکے اوسے انگریزون کی طرز پر قواعد سکھائی اور سامان پوشش وغیرہ مہیا کیا اور نواب وزیر اودھہ کو ملا کر انگریزون کے ساتھہ لڑائی کا قصد کیا اور اتفاق سے ایک معقول حیلہ بھی ہاتھہ آیا۔ کمپنی کے ملازم تمام ملک بنگال مین خانگی طور سے تجارت کرتے اور اپنے تئین ہر طرح کے سرکاری مطالبہ و محصول سے بری سمجھتے تھے اور نواب کے افسران برمٹا اور ہندوستانی سوداگرون کے باہم جھگڑا ہونیکی یہی وجہہ تھی کیونکہ یہہ بیوپاری سچ یا جھوٹ بیان کیا کرتے تھے کہ ہم ملازمان کمپنی کی طرف سے تجارت کرتے ہین۔ اور نواب کا بیان تھا

کہ میرے انتظام ملکی مین خلل واقع ہوتا ہی اور حکم کی تعمیل نہین ہوتی کلکتہ
کی کونسل کے اکثر ممبرون نے اس شکایت پر کچھ التفات نہ کیا مسٹر ونسٹارٹ
گورنر اور ہیسٹنگز نے جو کونسل کا جونیر ممبر تھا متفق صلحین مین معاملہ کرنیکا ارادہ
کیا مگر سود مند نہوا اور تنازع اعتدال سے تجاوز کر گیا اور نواب کے عہدہ دار
کا انگریزون کی ایک کشتی پر بندوق چلانا تھا کہ معاً تمام صوبے مین فساد
پھیل گیا انگریزون کے دو ہزار ہندوستانی سپاہیون کے پٹنہ
مین ٹکڑے کرڈالے گئے اور دو سو انگریز جو یہان اور صوبے کے
دیگر مقامات مین مسلمانون کے ہاتھ پڑے قتل ہوے ؂

## ملک بنگالہ کا دوسرے مرتبہ فتح ہونا

سنہ ۱۷۶۴ع

جس وقت لڑائی دوبارہ چھڑ گئی تو میر قاسم کی قسمت نے نہ مطلق یاوری کی
اور میجر آڈم نے اوسکی قواعد دان پلٹنون کو دو سخت لڑائیون مین جو گھیریا اور
اودھا نالا پر ہوئین شکست دی اور میر قاسم نے بھاگ کر نواب وزیر والی اودھ
کے یہان پناہ لی اور اسنے اوسے انگریزون کے حوالہ کردینے سے انکار کیا
اور یہی لڑائی کے طول پکڑنے کا باعث ہوا شاہ عالم نے جو اب اپنے باپ کی
جگہہ بادشاہ تھا اور شجاع الدولہ نواب وزیر اودھ نے متفق ہوکر پٹنہ کو جو انگریزون
کے قبضے مین پھر آگیا تھا دھمکی دی مگر لینے بڑھکر آیا اور دشمن نے خود انگریزون
کے لشکر مین فتنہ دیکھا یعنی سپاہیون کا پہلا غدر تھا جسکو میجر منرو نے جس

بعد کو سر کا خطاب ہوا اسطرح فرو کیا کہ چوبیس سرغنون کو توپ سے باندھکر
اوڑوا دیا جیسا زمانہ سلف مین مغلون کے یہان نمکحرامی کی سزا کا دستور تھا
اور سنہ ۱۷۶۴ع مین میجر منرو نے بکسر کی لڑائی فتح کی جس سے نزاع کا قطعی فیصلہ
ہوگیا اور والی اودھ کو بجز اسکے کہ ظفرمندون کے لطف و کرم کا دامن پکڑے
اور کچھہ بن نہ پڑا اور مغلون کا بادشاہ مثل التجیون کے اونکے لشکرگاہ مین آیا۔

## کلائو کا دوسرے مرتبہ گورنر مقرر ہونا

### سنہ ۱۷۶۵–۱۷۶۷ عیسوی

اس عرصے مین جب کلائو ہندوستان سے غیر حاضر تھا کلکتہ کی کونسل کو صوبہ
بنگال کی نوابی نئے نواب کے ہاتھہ فروخت کرنیکے حسب دلخواہ و متوقع
مگر سنہ ۱۷۶۵ع مین کلائو بارن کا خطاب لیکر ملک بنگال کی گورنری کے
عہدہ پر بار دیگر کلکتہ کو واپس آیا اوسنے اپنے عہد حکومت مین دو باتون کا زیادہ
لحاظ رکھا اول یہہ کہ فرمان شاہی کے رو سے مین جو کہ ایک محض بناوٹ
کی بات تھی فقط ملک گیری کے نام پر قناعت نہ کی بلکہ حکومت واقعی کا خواہان
ہوا۔ دوسرے یہہ کہ اوسکو بدل منظور تھا کہ سرکار کمپنی کی ملازمت کو اوس
آلودگی سے جو اوسمین آگئی تھی پاک کرے اور اس نظر سے اوسنے ناجائز یافت
کی قطعی ممانعت کی اور معقول تنخواہین معین کین۔ ان دونون مین سے کسی بات
پر اوسکے جانشینون نے عمل نہین کیا مگر جیسے پلاسی کی فتح انگریزون کی قوت کا مبدء گنا جاتا ہے
اسی طرح انکی حکومت کی ابتدا کلائو کے دوسری مرتبہ گورنر ہونے کی تاریخ سے شمار کیجاتی ہے

# ملک بنگالہ کی دیوانی کی خدمت کا عطا ہونا

واقعہ سنہ ۱۷۶۵ عیسوی

کلائو بذات خود کلکتہ سے مارا مار الہ آباد پونہچا اور وہان تقریبًا نصف ہند کے معاملات ملکی کا تصفیہ کیا ملک اودھ نواب وزیر کو اس شرط پر واپس دیا گیا کہ وہ نصف کروڑ روپیہ اخراجات جنگ کی بابت ادا کرے۔ اور الہ آباد اور کوڑا کے صوبجات جسمین بڑا حصہ دوآب کا داخل ہی بادشاہ شاہ عالم کو دیے گئے اور اسکے عوض مین بادشاہ نے صوبجات بنگال بہار اور اوڑیسہ کی دیوانی یعنی انتظام مالی اور شمالی سرکار کا انتظام ملکی کمپنی کو عطا فرمایا۔ نواب برائے نام مرشدآباد مین قائم رکھا گیا اور اوسکو کمپنی کیطرف سے ساٹھ لاکھ کا وظیفہ ملتا رہا اس رقم کا نصف بادشاہ کو بطور خراج کے بنگال سے دیا جاتا تھا۔ اس صورت سے ایک دوہرا طریقہ انتظام کا قائم ہوا جسکے بموجب کل محاصل ملک تو انگریزون نے لیا اور اخراجات فوج اونکے ذمہ رہا مگر محکمہ فوجداری کا اختیار نواب کو حاصل تھا خلاصہ یہہ کہ کمپنی دیوان تھی اور نواب ناظم تھا مگر اس انتظام کے بعد بھی سات برس یعنی سنہ ۱۷۶۵ع سے سنہ ۱۷۷۲ع تک مالگزاری کا جمع کرنا ہندوستانی اہلکارون کے ہاتھہ مین رہا۔

## کلائو کا ملازمان کمپنی کا از سر نو انتظام کرنا

سنہ ۱۷۶۶ع

دوسرا بڑا کام جو کلائو سے ظہور مین آیا یہہ تھا کہ اوسنے کمپنی کے ملازمون کا

انتظام از سر نو کیا اوس زمانہ مین کیا ملکی افسر اور کیا جنگی کوئی بھی رشوت ستانی اور خیانت
کے لوث سے پاک نہ تھا وجہ اوسکی یہہ تھی کہ سبکی تنخواہین قلیل اور قوت بسری کے
لیئے کافی نہ تھین مگر اسکے ساتھ ہی وہ اپنے طور پر تجارت کرنے کے مجاز بھی تھے
اور گاہے ایسا ہوتا تھا کہ بعض لوگ بذریعہ تجارت اور نذرانون کے اپنی تنخواہ سے
سو گنا زیادہ پیدا کر لیتے تھے پس ملازمان ملکی کلایو کی اصلاحون سے سخت ناراض ہوئے
اور دو سو جنگی افسرون نے واقعی بغاوت اختیار کی مگر باوجود ان سب باتون کے
کلایو نے اپنی اصلاحون کو انجام کو پہنچایا اور خانگی تجارت اور نذرانون کی
آیندہ کو قطعی ممانعت ہوگئی اور نمک کے اجارہ کی آمدنی سے سبھون کو معقول
تنخواہین دی گئین ۞

## دوعملی کا بیان

سنہ ۱۷۶۷ - ۱۷۷۲ع

لارڈ کلایو سنہ ۱۷۶۷ع مین تیسری دفعہ ہند سے رخصت ہوا اور سنہ ۱۷۶۷ع کی آخیر
اوس تاریخ سے وارن ہیسٹنگز کے سنہ ۱۷۷۲ع مین عہدہ گورنری پر مقرر ہونے
تک بنگال مین کوئی بڑا معاملہ وقوع مین نہین آیا ہان البتہ ایک نہایت سخت قحط
سنہ ۱۷۷۰ع مین ضرور پڑا جس مین سرکاری تحریر کے بموجب ایک ثلث باشندے
ہلاک ہوئے۔ دوعملی کا طریقہ جو کلایو نے سنہ ۱۷۶۵ع مین قائم کیا تھا نہ چل سکا
لہذا وارن ہیسٹنگز کمپنی کا ایک تجربہ کار ملازم جو ذہانت اور دیانت مین ممتاز
اور ممالک مشرقی کے رسم و رواج سے خوب ماہر تھا کورٹ آف ڈائرکٹرس یعنی

کمپنی کے ممبران کارپرداز کی طرف سے گورنر مقرر ہوا اور اوسکو خاص تجویز شدہ اصلاحون کے عمل مین لانے کی بتاکید ہدایت کی گئی - کورٹ موصوف کا خود اپنا بیان ہے کہ ہمکو منصب دیوانی کے مراسم کا پورا پورا ادا کرنا منظور ہے لہذا ہم چاہتے ہین کہ کل انتظام مالی ہمارے اہلکارون کے توسل سے عمل مین آوے - اس تجویز پر کاربند ہونے کی نظر سے ہیسٹنگز نے خزانہ عامرہ کو مرشد آباد سے کلکتہ کو منتقل کیا اور انگریزی اہلکار کلکٹر کے معزز خطاب سے معین کیے کہ مطالبہ سرکاری کے وصول کی نگرانی اور عدالت ہاے مال کا اہتمام کرین ؀

## وارن ہیسٹنگز

### سنہ ۱۷۷۲-۸۵ عیسوی

کلائیو نے تو بنگال مین سلطنت انگلشیہ کی عملداری کی بنا ڈالی مگر ہیسٹنگز کی نسبت کہہ سکتے ہین کہ اوسنے سلطنت مذکورہ کے لیے نظم و نسق کا قاعدہ پیدا کیا - بہر حال جو لڑائیان اوسکو ہندوستانی رئیسون سے مجبوراً لڑنا پڑین اور روپیہ کی پکار جو آئے دن انگلستان مین اوسکے آقاؤن نے مچا رکھی تھی اور یہان پر فرانسس اور اوسکے ساتھیون کی خصومت جو عین انتظام ملکی مین خلل انداز تھی یہہ سب باتین اوسکی دانشمندانہ تجویزون کی تکمیل کی مانع ہوتی تھین تاہم سرکاری قلمی نوشتے جو موجود ہین اوسکی مدبرانہ کارگزاری اور ستودہ ہمتی پر شاہد ہین - دو عملی کا طریقہ جو کلائیو نے قائم کیا تھا سنہ ۱۷۶۵ع سے سنہ ۱۷۷۲ع تک

جسمین ہندوستانی ماتحتون اور انگریزی افسرون کی خوب بن پڑی تیرہ ۱۳ برس
یعنی ۱۷۷۲ء سے ۱۷۸۵ء تک وارن ہیسٹنگز نے انگریزی اہلکارون کے
ذریعہ سے دیہات کا انتظام کرنیکی کوشش کی مگر یہہ نظم و نسق کی عمارت اوسکے
جانشینون کے عہد مین طیار ہوئی بہرحال جیسے کلائو نے انگریزونکی ہندی
سلطنت کی بنا ڈالی ویسی ہی ہیسٹنگز نے اوسکے نظام ملکی کو مرتب کیا۔

## ہیسٹنگز کے کارنمایان

ہیسٹنگز کی شہرت اوسکے انتظام ملکی پر موقوف ہے جو اوسنے اپنے عہد
حکومت مین ہند مین کیا اوسنے انگریزی ملازمون کا انتظام کیا اور صیغہ مال
کے ہر محکمہ کی اصلاح کی۔ دادرسی کے لیئے عدالتین قائم کین اور بری
بھلی پولیس مقرر کی مگر تاریخ مین اوسکے اندرونی انتظام کی ترقیون کو اکثر
فراموش کرکے اوس بیباکانہ حکمت عملی کا جو اوسنے غیر ریاستون کے ساتھہ
برتی اور جو اوسکی لغزشون کا باعث ہوئی شرح و بسط کے ساتھہ بیان کیا ہے ہیسٹنگز
نے ۱۷۷۲ء سے ۱۷۷۴ء تک بنگال کی گورنری کا کام انجام دیا اور تاریخ
سے ۱۷۸۵ء تک وہ اول گورنر جنرل ہند کا رہا اس عہدہ اور نیز ایک کونسل کا
تقرر جسکا میر مجلس گورنر جنرل تھا پارلیمنٹ کی طرف سے ریگولیٹنگ ایکٹ یعنی
قانون انتظامی مجریہ ۱۷۷۳ء کے بموجب ہوا ہند کے [illegible] مین جو جگہ فلپ فرانسس
کی مخالفت سے جو کونسل کا ایک ممبر تھا ہیسٹنگز کو دقتین پیش آئین مگر ملک اودھ
اور حیدر علی کے معاملات کے بارے مین کونسل کو اوسکی راے اکثر مجبوراً قبول کرنی پڑتی

# حکمت عملی جو ہیسٹنگز نے ہندوستانی رئیسون کے ساتھ برتی

جو حکمت عملی ہیسٹنگز نے خاص انگریزی عملداری کی نسبت برتی اور جو تعلقات اوسکو ہندوستانی ریاستون کے ساتھ تھے ان دونون پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ اوسنے کامل غور کے ساتھ جملہ مراتب اپنے ذہن مین طے کر لیے تھے۔ اول تو ہیسٹنگز کو جہان سے بنے کورٹ آف ڈایرکٹرس کے پاس انگلستان کو روپیہ پہونچانا ضرور تھا کیونکہ ہند کی دولت کی حرص ان صاحبون کو کچھ اپنے ملازمون کی نسبت کم نہ تھی صرف ذرا و مقداری ہی کا فرق تھا۔ علاوہ اسکے انگریزی عملداری کا ہندوستانی ریاستون سے محفوظ رکھنا بھی لازمی تھا اور اگر وہ اونکو برباد نکرتا تو وہ اوسے نیست نابود کر ڈالتین پس ایسی حالت مین ایک دیانتدار شخص کا بھی راہ راست سے ڈگ جانا محل تعجب نہین ہی۔ اپنے معاملات ذاتی اور منفعت خانگی کے بارے مین اوسکا برتاؤ ایسا پایا جاتا ہی جیسا ایک عالی حوصلہ اور شریف انگریز کو شایان تھا مگر ہند کے نظم ونسق مین اوسے راستی پر ثابت قدم رہنے مین ایسی بے احتیاطی کی جیسے ہند کے سارے عظام جنسے اوسے کام پڑتا تھا کیا کرتے تھے پارلیمنٹ مین ہو سکی بعض حکمت عملیون پر سخت اعتراضات ہوئے اور نہ کوئی حق پسند آدمی اونکی تائید کر سکتا ہی۔ مگر اس مقام پر اوسکی بجاونکی عیب گیری یا طرفداری

سے غرض نہین ہی بلکہ ایک مختصر اور مسلسل طور پر اونکا بیان کرنا منظور ہی*

## ہیسٹنگز کا بنگالہ کا خرچ بنگالہ ہی سے نکالنا

اول تو ہیسٹنگز کو بنگالہ کے اخراجات کے لیئے بنگالہ ہی سے روپیہ
پیدا کرنے کی ضرورت پڑی اور یہہ امر کلائیو کی مقرر کی ہوئی دو عملی مین ممکن نہ تھا لیکن
جبکہ اوس دو عملی کے طریقہ کو منسوخ کیا تو اوسنے نواب کا وظیفہ نصف کم کردیا اور
اس صورت سے قریب سولہ لاکھہ روپیہ کے بچت نکالی۔ اس فعل کی تائید مین
یہہ کہا جاسکتا ہی کہ اسوقت کا نواب جو نابالغ تھا اور صرف نام ہی نام کا نواب تھا
اس بے انداز وظیفہ کے عوض مین کوئی خدمت برائے نام بھی ادا نہین
کرتا تھا علاوہ اسکے اصل رقم یعنی ترپن لاکھہ مین کلائیو نے خود پندرہ لاکھہ کی
تخفیف کی تھی جبکہ اوسنے ۱۷۶۶ء مین ایک جدید نواب کو گدی پر بٹھایا تھا اور
جبکہ ۱۷۶۹ء مین پھر اور نواب گدی نشین ہوا تو اور دس لاکھہ کی تخفیف عمل مین آئی
سچ تو یہہ ہی کہ یہہ وظیفہ چونکہ ذات خاص سے متعلق تھا لہذا اسکے بڑھانے
گھٹانے کی بہت گنجایش تھی علاوہ برین نابالغ نواب کے وظیفہ کے اور
زیادہ کم کیئے جانے کے بارے مین تو خود کورٹ آف ڈائرکٹرس کا حکم ہیسٹنگز
کے تقرر سے چھہ مہینہ پیشتر صادر ہو چکا تھا*

## الہ آباد اور کوڑا کے صوبجات کا فروخت کرنا

۱۷۷۳ء

ہیسٹنگز نے روپیہ حاصل کرنیکی ایک اور تدبیر یہہ کی کہ اوسنے الہ آباد

اور کوڑا کے صوبے کو جو اوسکے متصل ہی اودھ کے نواب وزیر کے ہاتھہ فروخت کیا یہہ ہی صوبجات ہین جو کلاؤ نے گنگا کی وادی کی سرزمین کا حصہ بخرہ کرتے وقت مع تخمیناً چھبیس لاکھہ روپیہ کے اوسکے بطور خراج شاہ عالم بادشاہ کو بالعوض عطیہ ملک بنگالہ کے نذر کیے تھے مگر اس وقت بادشاہ مرہٹون کے قبضے مین تھا اور ہیسٹنگز کی یہہ راے ہوئی کہ چونکہ جہان پناہ خود مختار نہین ہین لہذا ایسی حالت مین انگریزون کا مرہٹون کو شمالی ہند مین روپیہ دینا جبکہ ظاہر ہی کہ چند ہی روز مین اونسے جنوب مین لڑنا پڑیگا مصلحت ملکی سے از بس بعید ہی بنا بران اوسنے بادشاہ کو بغلبندی کا تئیس لاکھہ روپیہ دینے سے انکار کیا بلکہ یون کہا چاہیے کہ رقم مذکور مرہٹون سے جنکی وہ حراست مین تھا باز رکھی ❊

## روہیلون کی لڑائی

سنہ ۱۷۷۴ع

جبکہ سنہ ۱۷۶۵ع مین کلاؤ نے گنگا کی وادی کی سرزمین تقسیم کی تھی تو الہ آباد اور کوڑا کے صوبے بادشاہ کو دیے گئے تھے مگر چونکہ بادشاہ اب مرہٹون کے قبضے مین تھا لہذا اوسنے وہ صوبے اونکے حوالہ کر دیے اور ہیسٹنگز کی یہہ راے ہوئی کہ اس فعل سے بادشاہ کا اون صوبون پر حق نہ رہا پس ہیسٹنگز نے صوبجات مذکور وزیر اودھ کے ہاتھہ دوبارہ فروخت کیے اس تدبیر سے اوسنے کمپنی کا چالیس لاکھہ روپیہ سالانہ کا صرف بچایا جو اون

صوبون کی فوج کے اہتمام مین خرچ ہوتا تھا اور علاوہ اسکے پچاس لاکھ روپیہ سے زائد رقیمت کمپنی کے خزانہ مین آیا مگر بیع کی شرائط مین یہہ شرط بھی داخل تھی کہ انگریزی سپاہ روہیلون کے مغلوب کرنے کے لیئے دی جائیگی جنکا ان صوبون کے ایک بڑے حصہ پر احمد شاہ کی تباہ کرنیوالی یورش کے زمانے سے جو سنہ ۱۷۶۱ع مین ہوئی قبضہ تھا اور ان روہیلون نے کسانون پر بہت سختی کی تھی انھون نے اب لیری کے ساتھ مقابلہ کیا مگر وزیر اودھ نے انگریزون کی کمک سے اونھین نکال پرچمی سے جیسا کہ ایشیا کے ملکون کی لڑائی مین ہوا کرتا ہے پامال کیا۔ ان تجاویز کے ذریعہ سے ہیسٹنگز نے ملک بنگالہ کی آمدنی مین اضافہ اور خرچ مین کمی کرکے ایک کروڑ روپیہ کی بچت نکالی مگر اس بچت کی نکاسی مین نہ تو عہد وپیمان کا جو کلائیو نے کیئے اور نہ اون خلیفون کا جو اوسنے عطا فرمائے تھے لحاظ رکھا گیا ÷

## جیت سنگھہ اور اودھ کی بیگم سے جبراً روپیہ لینا

جیت سنگھہ اور اودھ کی بیگم کی لوٹ سے ہیسٹنگز نے بقول لوگون کے کمپنی کا خزانہ اور بھی آباد کیا اوسکی کیفیت یہہ ہے کہ جیت سنگھہ بنارس کا راجہ انگریزی عملداری کے سایہ حمایت مین متمول ہوگیا تھا اور وارن ہیسٹنگز نے چاہا کہ وہ کچھہ فوج کے مصارف مین دے مگر راجہ نے انکار کیا اور اس الزام پر کہ اوسنے سرکار انگریزی کے دشمنون سے خط وکتابت کی ہے گرفتار ہوا مگر وہ کسی طرح سے نکل گیا اور جھنڈا بغاوت کا کھڑا کیا لیکن کچھہ پیش نہ گئی اور زیر

اوسکی ریاست ضبط کرلی گئی اور اوسکے بھتیجے کو خراج مزید پر دی گئی بیگم یعنی والی اودھ کی ماکی نسبت یہہ جرم عائد ہوا کہ اوسنے بنارس کے سرکش راجہ کی اعانت کی پس اوسپر بھاری جرمانہ کیا گیا مگر بیگم نے حتی المقدور جرمانہ ندیا اسپر اوسکو اور محل کے خواجہ سراؤن کو بہت اذیت دی گئی اور ایک کروڑ روپیہ جبرا وصول کیا گیا*

## ہیسٹنگز کے مقدمہ کی تحقیقات

### سنہ ۱۷۸۸-۹۵ عیسوی

جب وارن ہیسٹنگز انگلستان کو واپس گیا تو سنہ ۱۷۸۶ع مین وکلا کے دیوان عام نے اوسکو ان ظالمانہ کارروائیون کے جرم مین جنکا ذکر ہوا اور نیز دیگر اسی قسم کے امورات کی نسبت ماخوذ کیا اور اُمرا کے دیوان خاص نے تمام سنجیدگی سے تحقیقات کی اور مقدمہ سات برس یعنی سنہ ۱۷۸۸-۹۵ع تک زیر تحقیقات رہا اور انگلستان کی تواریخ مین یہہ ایک نہایت مشہور سرکاری مقدمہ ہی انجام کار ہیسٹنگز کل الزامات سے بری ہوا اگرچہ جوابدہی کے مصارف نے اوسکو مفلس محض بنادیا مگر کورٹ آف ڈائرکٹرس نے اپنی معمولی عادات کے موافق کمال عالی ہمتی سے اوسکی دستگیری کی*

## ہیسٹنگز کی تائید کے عذرات کا بحر ہونا

ہیسٹنگز کی بعض کارروائیون کی نسبت جو اوسنے بنگالہ مین کین دراصل یہہ عذر ہوسکتا ہی کہ اوسکو سخت دشواریان درپیش تھین اور کہ ہندوستانی رئیسون

سلطنت انگلستان کی پارلیمنٹ مین دو جماعتین ہین ایک جماعت اون ممبرون کی ہی جنمین رعایا بطور اپنے قائم مقام کے منتخب کرتی ہی (ہوس آف کامنس) اسکو وکلا کا دیوان عام کہتے ہین اور دوسری جماعت مین امرا (لارڈز) ہین جنمین سے ہر ایک کو استحقاق موروثی ہی اس جماعت کو (ہوس آف لارڈز) دیوان خاص کہتے ہین ۱۲

کی عہد شکنیون کی وجہ سے اونکو مشتبہ کارروائی کا موقع ملا اور کہ باوجود ان موقعون کے اوسنے ایسی زیادتیان نہین کین جیسے اگر کوئی مغل نائب السلطنت اوسکی جگہ پر ہوتا تو کرتا مگر ایسے بیدار مغز اور مستقل مزاج حاکم اور منتظم کے حق مین جسکی مثل پھر کبھی ہند کو نصیب نہین ہوا ایسے عذرات محض پوچ ہین لیکن چونکہ جنوبی ہند کے معاملات مین بنگالہ کی مثل ہیسٹنگز کو صرف آمدنی ہی کی افزایش مدنظر رکھنے کی ضرورت نہ پڑی لہذا وہان کے انتظام مین اس نہایت لائق شخص کے جوہر دیکھنے مین آتے ہین کہ مشیرون کے جلسہ مین وہ کیسا سنجیدہ مزاج اور مہم کے اختیار کرنے مین کیسا محتاط تھا مگر در صورت در پیش آجانے کے کس مستعدی و چالاکی سے اوسکو انجام کو پہنچاتا تھا غرضکہ جس کام کو اختیار کرتا تھا اوسمین اوسکی جرأت مغلوب ہونا نہین جانتی تھی*

## مرہٹون کی پہلی لڑائی

### سنہ ۱۷۷۸–۸۱ عیسوی

بمبئی کی گورنمنٹ مدراس اور بنگال کی فتوحات پر حسد کی نظر سے دیکھتی تھی آخر اوسنے اس بات پر کمر باندھی کہ پونا کی گدی پر اپنا آدمی بٹھائے تاکہ وہان کے ملکی معاملات مین اوسکی رائے کو غلبہ ہو اس حوصلہ کے پورا کرنیکا سنہ ۱۷۷۵ع مین موقع ملا اور سورت کے عہدنامہ کے بموجب رگھناتھ راؤ جو پونا کی گدی کے دعویدارون مین سے تھا انگریزون کو سالسٹ اور بسین کے جزائر اس شرط پر دینے کو راضی ہوا کہ پونا کی گدی اوسکو دلوائی جاوے —

پس جو فوج کشیان اس ملک کے حاصل کرنے مین ہوئین مرہٹون کی پہلی لڑائی
کے نام سے مشہور ہین وارن ہیسٹنگز نے جو گورنر جنرل کی حیثیت مین
بمبئی کی گورنمنٹ کی تجاویز کے منظور یا رد کرنے کا مجاز تھا سورت کے
عہدنامہ کو از بس ناپسند کیا مگر جب لڑائی واقعی شروع ہو گئی تو بنگالہ کی کل فوج سے
مدد دینے مین ہرگز دریغ نہ کیا۔ اوسکے چیدہ افسرون مین سے کرنل گاڈارڈ
نے جزیرہ نما کو ایک ساحل سے دوسرے ساحل تک طے کیا اور گجرات
کے زرخیز صوبہ پر بلا مزاحمت قابض ہوا۔ ایک دوسرے افسر نے جسکا نام
کپتان پاپہام تھا گوالیار کے پہاڑی قلعہ کو جو ہندوستان کی کنجی سمجھا جاتا
تھا سر کیا۔ بنگالہ کی فوج کی ان فتوحات نمایان سے وارگام کے
عہدنامہ کا وقعت گھٹا دیا یہ عہدنامہ ۱۷۷۹ء مین ہوا تھا جبکہ مرہٹون نے
بمبئی کی فوج کو مغلوب کرکے اپنی شرطون پر صلح کرنے کے لیے مجبور
کیا تھا۔ بہرحال لڑائی ۱۷۸۱ء تک جاری رہی اور ۱۷۸۲ء مین سالبائی کے
عہدنامہ کے ساتھ ختم ہوئی جسکے بموجب فریقین کی وہی صورت برقرار رہی
جو کہ جنگ شروع ہونے کے وقت تھی گجرات مرہٹون کو واپس دیا گیا اور انگریزون
نے سالسٹ اور ایلیفنٹا کے علاوہ دو اور جزیرے اپنے قبضہ مین رکھے

## میسور کی لڑائی

### سنہ ۱۷۸۰-۸۴ عیسوی

اسی عرصہ مین وارن ہیسٹنگز کو مرہٹون کے جتھے کی نسبت ایک معتبر ذریعہ سے

سے کام ہُوا گورنمنٹ مدراس کی بے احتیاطی کے باعث حیدر علی والی میسور اور نظام والی دکن جو ہند کے اسلامی رئیسون مین سب سے بڑے تھے انگریزون کی مخالفت زیادہ ہوئے اور اونھون نے کوشش کی کہ مرہٹون کو انگریزون کے برخلاف اپنا شریک کیجیے - نظام اور ناگپور کے مرہٹہ راجہ کو تو ہیسٹنگز کے مدبرانہ جوڑ توڑ نے پھر اپنا بنا لیا مگر حیدر علی کا لشکر کرناٹک مین انگریزون کی عملداری پر مثل سیلاب کے گرا اور پالیلور ایک پوری دستہ فوج کا جو کرنل بیلی کے زیر حکم تھا قتل ہوا اور میسور کے سوار چار سو مدراس کی شہر پناہ تک تاخت و تاراج کرتے رہے اسوقت مین ہیسٹنگز کی جرات اور ہمت ایک مرتبہ اور بنگالہ کی فوج کو جو بشمشیر لڑائی سے جسنے انگریزون کی آبرو بچائی ہیسٹنگز نے سر آئر کوٹ کو جسنے واندواش کی لڑائی فتح کی تھی تری کی راہ مدراس کی کمک پر جسقدر آدمی اور روپیہ فراہم ہو سکا لیا بھیجا اور راجہ برار اور نظام کے دھمکانے کی غرض سے کرنل پیرس کو خشکی کی راہ سے جنوب کو روانہ کیا مگر لڑائی خوب شد و مد سے جاری رہی کیونکہ سر آئر کوٹ مین اب بوڑھاپے کی وجہ سے پہلی سی ہمت نہ رہی تھی علاوہ اسکے میسور کی فوج ایک بے شمار تعداد اور آراستہ تھی دوسرے حیدر علی اور اوسکے بیٹے ٹیپو نے اوس سے بڑی ہوشیاری اور کارروائی سے کام لیا حیدر علی نے سنہ ۱۷۸۲ع مین وفات پائی اور نظام ٹیپو سے سنہ ۱۷۸۴ع مین اس شرط پر صلح ہو گئی کہ فریقین اپنی اپنی فتوحات واپس کر دین ؀

# لارڈ کارن والس کا عہد

سنہ ۱۷۸۶-۹۳ عیسوی

معاملات مذکورہ بالا کے دو برس بعد وارن ہیسٹنگز کی جگہ لارڈ کارنوالس مامور ہوا یہہ ایک عالی مرتبہ کا امیر تھا کہ جسنے ہند کے گورنر جنرل کا عہدہ دل ہی دل قبول کیا ان دو معزز گورنرون کے درمیان بیس مہینہ کا وقفہ ہوا ان درمیان مین سر جان مکفرسن نے فروری سنہ ۱۷۸۵ء سے ستمبر سنہ ۱۷۸۶ء تک گورنری کا کام انجام دیا یہہ کمپنی کے ملکی اہل قلم مین سے تھا۔ لارڈ کارنوالس دو مرتبہ گورنر جنرل کے معزز عہدہ پر مقرر ہوا پہلے مرتبہ وہ سنہ ۱۷۸۶ء سے سنہ ۱۷۹۳ء تک اس منصب پر رہا یہہ زمانہ دو واقعون کے لیے مشہور ہے ایک تو بنگالہ کی بابت مالگزاری کے بندوبست دوامی کا اجرا ہوا دوسرے ٹیپو سلطان کی دوسری لڑائی ہوئی پس ہم کہہ سکتے ہین کہ اگرچہ ملکی انتظام کی بنیاد ہیسٹنگز نے ڈالی تاہم لارڈ کارنوالس نے اوس بنیاد پر عمارت تعمیر کی اوسی نے … اختیارات فوجداری انگریزون کے سپرد کیے اور کلکتہ مین … عدالت قائم کی اور اوسی نے کلکٹر و جج یعنی عامل و حاکم کے عہدے علیحدہ کیے پس یہہ انتظام جو بنگالہ مین ہوا اسیطرح مدراس و بمبئی مین بھی جاری کیا گیا جبکہ وہ علاقے بڑھتے بڑھتے ہند کے … سے … شمار کیے گئے +

# بندوبست مالگزاری ملک بنگالہ

مگر سب سے بڑی کارگزاری جس سے لارڈ کارنوالس کا نام مشہور ہے بنگالہ کا بندوبست استمراری ہے اس سے پہلے مالگزاری قریب قریب رقموں کے معین کیے ہوئے پرانے طریقہ پر تحصیل کیجاتی تھی — زمیندار بطور سرکاری ٹھیکہ داروں کے تھے اور خدمت انکو موروثی ہو جانے کی طرف مائل تھی پس انہیں لوگوں کا استحقاق کاشتکاروں سے مالگزاری وصول کرنے کا تسلیم کیا گیا تھا لیکن ہنوز کوئی قاعدہ اور اصول تشخیص جمع کا نہ تھا بلکہ رقم وصولی ہر سال گھٹتی بڑھتی رہتی تھی — لہذا لارڈ ہیسٹنگز نے یہہ قصد کیا تھا کہ بندوبست میعادی پانچ سال کا چند مرتبہ پورا پورا تجربہ کر کے آئندہ کے لیے مستقل شرح معین کرنے کا قاعدہ بہم پہنچائے مگر اسکے خلاف ہیسٹنگز کا رقیب مسٹر فرانسس اس بات کا موید تھا کہ محاصل ہمیشہ کے لیے مستقل ہو جائے اور یہہ رائے ولایت والوں کے بھی پسند تھی کیونکہ اس سبب سے کمپنی کی آمدنی کی بنیاد مضبوط ہو جاتی تھی اور کچھ اس وجہ سے کہ یہہ طریقہ زمینداری کا ولایت کے مالکان کے طریقہ کے مثل تھا — بنا بر آن ۱۷۹۳ء میں لارڈ کارنوالس نے بندوبست استمراری کے اجرا کی ہدایتیں صادر کیئے جسکے مطابق عمل ہوا

# بندوبست استمراری

## سنہ ۱۷۹۳ عیسوی

جمعبندی کا سلسلہ سنہ ۱۷۸۹ء مین شروع اور سنہ ۱۷۹۱ء مین ختم ہوا مگر نہ دیہات کی پیمایش ہوئی اور نہ پیداوار کی تشخیص کی گئی جیسا کہ اکبر کے وقت مین ہوا تھا اور جیسا کہ اب سرکاری ضلعون مین بندوبست جدید کے وقت عمل مین آتا ہے۔ آیندہ کا سالانہ محض گذشتہ وصولی پر قائم کیا گیا اصل اول صرف دس سال کے لیے بندوبست کیا مگر پھر سنہ ۱۷۹۳ء مین اوسے استمراری قرار دیا۔ اسکی روسے کل جمعبندی مبلغ ۲۶۸۰۰۹۸۹ روپیہ سکہ چہرہ دار کی معین ہوئی۔ اس تجویز کا نفاذ جملا لارڈ کارنوالس کے عہد مین ہوا مگر جہانتک کہ تجویز مذکور جزئیات سے متعلق ہی اوسکی نیکنامی اور بدنامی سر جان شور کے ذمہ ہی۔ یہہ عہدہ دار متعہد جسکو بعد ازان لارڈ ٹین متھ کا خطاب عطا ہوا اپنے زمانہ مین معاملات ہند سے بے مثل واقفیت رکھتا تھا۔ اور اگر موقع ملتا تو امید تھی کہ سر جان شور اس انتظام مین احتیاط زیادہ سے تصرف ہوتا گو اسمین شک نہین کہ لارڈ کارنوالس کے خیالات جو ملک اون کی نسبت تھے اور کورٹ آف ڈائرکٹرس کا جمع سرکاری پختہ کرنیکا تقاضا اس امر کو مستلزم کیا

# میسور کی دوسری لڑائی

سنہ ۱۷۹۰ - ۹۲ عیسوی

میسور کی دوسری لڑائی مین جو سنہ ۱۷۹۰ء سے سنہ ۱۷۹۲ء تک جاری رہی دو باتین قابل لحاظ کے ہین اول یہ کہ گورنر جنرل لارڈ کارنوالس خود انگریزی فوج کا سپہسالار بنا اور جملہ سامان جنگ کی تیاری ایسی عظمت و شان کے ساتھ کی کہ اورنگ زیب کے مہمات یاد آتے تھے – دوم یہ کہ اس جنگ مین نظام دکن اور مرہٹون کا جتھہ انگریزون کے مددگار تھے اور انہین دونون کی حکومت کو جنوبی ہند مین غلبہ تھا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب ٹیپو سلطان نے دیکھا کہ لارڈ کارنوالس نے اوسکی دار الخلافت کا محاصرہ کرنا شروع کر دیا تب وہ اپنی نصف سلطنت انگریزون اور انکے مددگارون مین تقسیم کر دینے اور نیز تین کروڑ روپیہ بطور مصارف جنگ دینے پر راضی ہوا یہ شرطین تو پوری ہوئین مگر اوسوقت سے انگریزون سے انتقام لینے کی آتش مثل آگ کے اوسکے دل مین سلگتی رہی +

# مارکوئیس آف ولزلی کا عہد حکومت

سنہ ۱۷۹۸ء سے سنہ ۱۸۰۵ء تک

گورنر جنرل سر جان شور کے عہد مین جو سنہ ۱۷۹۳ء سے سنہ ۱۷۹۸ء تک تھا کوئی واقعہ تاریخ مین درج ہونے کے قابل ظہور مین نہین آیا – سنہ ۱۷۹۸ء مین لارڈ مارننگٹن جو مارکوئیس ولزلی کے نام سے زیادہ مشہور ہے ہندوستان

دخل ہوا اسکے خیال مین پہلے ہی سے وہ شاہانہ تجویزین بستی کی تھین جنسے انتہائی ممالک ہند کے قبضہ و دخل کی صورت کچھ کچھ سمجھہ گئی - یہ گورنر جنرل وزیر اعظم پٹ کے تربیت یافتہ لوگون مین تھا اور لوگون کا گمان ہی کہ معاملات ملک گیری مین صاحب موصوف کے خیالات کا اسقدر رویہ ہوا اور فرانسیسون سے کمال نفرت ہوئی پٹ ہی کے فیضان صحبت کا اثر تھا اوسنے ابتدا ہی سے سیاست کو اپنا دستور العمل قرار دیا کہ کل جزیرہ نمائے انگریزون کا فرمانروا ہونا ضرور ہے اور کہ ہندوستانی ریاستین صرف اوسی حالت مین اپنی گدی پر قائم رہ سکتے ہین کہ سرکار انگریزی کی اطاعت قبول کرین اور خود مختاری سے دست بردار ہون لارڈ ولزلی کے عہد سے ہند کے معاملات اسی حکمت عملی کے نتائج تھے جو بتدریج ظہور پذیر ہوئے اور جنکی تکمیل اوس دن ہوئی جب ملکہ معظمہ وکٹوریا نے پہلی تاریخ جنوری سنہ ۱۸۷۷ء کو قیصرہ ہند کا لقب اختیار کیا +

## فرانسیسون کا رعب وداب ہند مین

### سنہ ۱۷۴۸–۱۸۰۰ عیسوی

غیر ولایتون کی نسبت مارکوئیس ولزلی کی حکمت عملی کا وامدار اسبات پر تھا کہ جسطرح ہوسکے فرانسیسون کی یورش کا انسداد کیجیے کہ کہین ایسا نہو کہ نپولین بونا پارٹ کی سرگردگی مین وہ ہند کا قصد کرین سنہ ۱۷۹۸ء مین وزیر اعظم مملکت فرانس کی نسبت سنہ ۱۸۰۲ء تک مدبرون کا وہی خیال تھا جو بعد ازان نپولین

نسبت پیدا ہوا اگر اوسوقت میں یہہ خطرہ اسقدر بعید نہ تھا جیسا شاید لوگ آج
کل خیال کرتے ہوں کیونکہ ڈ تھیسی پلٹنیں نظام کو زیر نظر رکھنے اور دھمکی
دینے کو حیدرآباد میں موجود تھیں اور سیندھیا کی سپاہ کو جو مرہٹوں
جتھہ کا فوجی سردار تھا فرانسیسیوں نے جو ہند میں قسمت آزمائی کو آئے
تھے قواعد سکھائی تھی اور وہی لوگ اونکے افسر بھی تھے اور ٹیپو سلطان والی
میسور اور فرانس کے کارپردازان سلطنت کے درمیان خط و کتابت جاری تھی
اور اوسنے ایک آزادی کا درخت اپنی قلمرو میں لگوایا تھا اور آپ سٹیزن ٹیپو رنس کی ایک
جمہوری انجمن کا ممبر قرار دیا تھا علاوہ اسکے ماریشش اور بربون سے
وسط راہ میں ساحلوں کی بحث و نیز اور فوج کے اجتماع کے لیے
گیا تھا بڑی وجہہ یہہ تھی کہ بونا پارٹ اوسوقت مصر میں تھا اور
کی سی ظفریابی کا خیالی پلاؤ پکاتا تھا اور کسی کو ہرگز معلوم نہ تھا کہ کس سمت کو
فوج نصرت موج رجوع کریگا

## لارڈ ولزلی سے قبل جو ہند کی کیفیت تھی

سنہ ۱۷۹۸ عیسوی

اس تجویز کا مجوز لارڈ ولزلی تھا یہہ ہند کے بیرون کو بالاتفاق اپنا سمجھکو
تاکہ ایشیائی طرف سے فرانسیسیوں کی امیدوں کو یک لخت منقطع کردے
ملک بنگالہ میں تو کلایو کی شمشیر اور وارن ہیسٹنگز کی حکمت عملی نے انگریزوں کو
سب پر غالب کردیا تھا اور اٹھارھویں صدی ختم ہونے نہ پائی تھی کہ انگریزوں کی حکومت

ہند سے لیکر بنارس تک جو گنگا کی وادی بالا مین واقع ہے مستحکم ہو گئی
اس حد کے آگے ملک اودھ کے نواب وزیر نے بالعوض انگریزی فوج کی
اعانت کے روپیہ سے مدد کرنیکا وعدہ کیا تھا اور یہہ رقم سنہ ۱۷۹۷ء مین چھہتر
لاکھہ روپیہ سالانہ تھی اور چونکہ زر مطالبہ ہمیشہ نواب پر باقی رہتا تھا لہذا اوس
زر نقد کے عوض مین کچھہ ملک انگریزون کے حوالہ کر دیا جایا چنانچہ سنہ ۱۸۰۱ء
مین بموجب لکھنؤ کے عہدنامے کے دوابہ یعنی گنگا و جمنا کے بیچ کی زرخیز
زمین مع روہیلکھنڈ کے انگریزون کے ہاتھہ آئی جنوبی ہند مین قبل
لارڈ ولزلی کے عہد کے انگریزون کے پاس مدراس اور بمبئی کے فقط
ساحل کے ضلع تھے مگر لارڈ ولزلی نے اس بات پر کمر باندھی کہ انگریزون کا
شمالی ہند مین دہلی تک ہو جاوے اور جنوب کی بڑی بڑی ریاستین کمپنی کی
گورنمنٹ سے متابعت کے عہد پیمان کرنے پر مجبور کی جاوین چنانچہ
اس نواح کے رؤساے عظام کی سازشون کی وجہہ سے اس مقصد کے پورا
کرنیکا عمدہ موقع ہاتھہ آیا اور عہد شکنی کی بھی ضرورت نہ پڑی اب وہ وقت آ پہنچا
تھا کہ یا تو انگریزون کو ہند مین پورا پورا غلبہ حاصل ہو یا اپنے گھر کی
راہ لین کیونکہ سلطنت مغلیہ غارت ہو چکی تھی پس لابد تھا کہ اوسکی جگہہ خواہ اوس سلطنت
کے مسلمان حکام خواہ مرہٹون کا جتھہ خواہ انگریز قائم ہون بہرحال ولزلی نے
مصمم ارادہ کیا کہ حکومت انگریزون ہی کے ہاتھہ رہے +

# لارڈ ولزلی کی حکمت عملی

اول تو لارڈ ولزلی کو شمالی ہندستان کے معاملات مین آسانی ہوئی کیونکہ بذریعہ لکھنؤ کے عہدنامہ کے انگریزون کو ممالک مغربی و شمالی کے وسط تک کی فرمانروائی حاصل ہوگئی تھی اور اونکا دبدبہ سیاست ملک اودھ پر بیٹھ گیا تھا۔ علاوہ مذکور کے باہر مرہٹون کے شمالی خاندانون کی عملداری تھی اور بادشاہ اونکے قبضہ مین تھا لارڈ ولزلی نے اونسے کچھ برسون تک تو کسی طرح کی مزاحمت نہ کی جبتک کہ سنہ ۱۸۰۳ اور سنہ ۱۸۰۵ء کے درمیان مرہٹون کی دوسری لڑائی مین اوسے اونکی کل قوم کا قرار واقعی علاج کرنیکا موقع نہ ملا۔ جب اوسنے دیکھا کہ جنوبی ہند مین نظام حیدرآباد میری حمایت کا محتاج ہی تو اوسکو اپنے جھگڑون مین اپنا کارآمد دوست بنا لیا مگر جنوب مین ٹیپو سلطان والی میسور کو اپنا کر لینا چندان آسان نہ تھا پس لارڈ ولزلی نے اوسکی سرکوبی پر کمر باندھی اور چونکہ اوسکی طرف سے چھیڑ چھاڑ اکثر ہوتی رہتی تھی لہذا موقع بھی جلد ہاتھ آیا۔ اور جنوبی ہند کی تیسری حکومت یعنی مرہٹون کے جتھے کے اجزا کچھ ایسے غیر مربوط تھے کہ لارڈ ولزلی کو پہلے اونکے ساتھ میل ملاپ سے رہنے کی امید تھی مگر چند سال کی بے قیام و بے اعتبار دوستی کے بعد اوسکو یقین کامل ہوگیا کہ جنوبی ہند مین یا تو مرہٹے ہی یا انگریزی حکمران رہ سکتے ہین دونون کی گنجایش نہین ہی۔

# نظام کے ساتھ عہد و پیمان

سنہ ۱۷۹۸ عیسوی

لارڈ ولزلی اول جنوبی ہندوستان کے سب سے ضعیف رئیس یعنی نظام حیدرآباد کی طرف مخاطب ہوا اور ایسی حکمت عملی کی چال چلا کہ جسکی نسبت قابلیت کا خیال ہوسکتا تھا اوسکو حکم سے دوست بنا لیا۔ چنانچہ حیدرآباد کی فرانسیسی پلٹنیں توڑ دی گئیں اور نظام نے عہد و پیمان کیا کہ بلا رضامندی سرکار انگلشیہ کے وہ کسی اہل یورپ کو اپنی ملازمت میں نہ لیگا اوسوقت سے جملہ عہدناموں میں جو ہندوستانی ریاستوں کے ساتھ ہوا یہی داخل کیا جاتا ہے ٭

## میسور کی تیسری لڑائی

سنہ ۱۷۹۹ عیسوی

اب لارڈ ولزلی ٹیپو سلطان کی طرف جسکو لارڈ کارنوالس نے شکست تو دی تھی مگر مطیع نہ کیا تھا بڑی سرگرمی کے ساتھ متوجہ ہوا چنانچہ ٹیپو نے جو فرانسیسیوں سے انگریزوں کے مقابلہ میں سازش کیا تھا وہ اب برملا ظاہر کیا گیا اور ٹیپو کو ایک موقع دیا گیا کہ نئے عہد و بست میں جسکو امدادی انتظام کہتے تھے شریک ہووے مگر جبکہ اوسنے انکار کیا تو جنگ کا اعلان دیا گیا اور لارڈ ولزلی شاہانہ عظمت و شان سے مدراس میں داخل ہوا کہ بذات خود اوس مہم کا اہتمام کرے اور موقع و محل کا نگران رہے سرکار

انگریزون کی ایک فوج سرکار نظام کی امدادی سپاہ کے مدراس سے ٹیپو کو روانہ
ہوئی اور دوسری مغربی ساحل سے اوٹھی ٹیپو نے میدان جنگ مین
کچھ یونہی سا مقابلہ کیا اور سرنگ پٹن کو لوٹ گیا اور جب اوسکی
تختگاہ پر حملہ ہوا تو فصیل کے شگاف مین بڑی بہادری سے لڑکر سنہ ۱۷۹۹ء
مین مارا گیا جب سے پلاسی کی لڑائی ہوئی کسی اور واقعہ کا اسقدر ہندوستانیون
پر اثر نہین پڑا جیسا سرنگ پٹن کے فتح ہوجانیکا ہوا اس فتح کے صلہ
مین جنرل ہارس زمرہ امرا مین داخل کیا گیا اور لارڈ ولزلی کو مارکوئس کا خطاب
عطا ہوا ـ لارڈ ولزلی نے ٹیپو کی ریاست کے اہتمام مین بڑی دانائی و تحمل کو
کام فرمایا اور وسط کے حصہ پر جو میسور کی قدیمی ریاست تھی ایک نابالغ کو
جو ہندو راجاؤن کے اوس خاندان سے تھا جسے حیدر علی نے گدی سے
اوتار دیا تھا مسند نشین کیا اور باقیماندہ ریاست نظام اور مرہٹون و انگریزون
مین تقسیم ہوگئی اوسی زمانہ مین تنجور کی ریاست اور ہند کا جنوبی مشرقی حصہ
جو کرناٹک کہلاتا ہے اور نواب ارکاٹ کے تصرف مین تھا سرکار انگریزی
کے انتظام و تحت حکومت مین آیا اور اسطرح پر احاطہ مدراس کے حدود
قائم ہوئے اور قریب قریب ویسی ہی آج کے دن تک موجود ہین ٹیپو کے
بیٹون کے ساتھ لارڈ ولزلی بڑی شفقت سے پیش آیا اونکے واسطے نہایت
معقول وظیفہ تجویز کیا اور وہ نہایت شاہانہ ٹھاٹ سے اول ویلور اور بعد کو
کلکتہ مین سکونت پذیر ہے اس خاندان کا آخر شہزادہ غلام محمد شہر

کلکتہ کا رئیس اعظم اور ایک مستند قاضی القضات تھا جسنے سنہ ۱۸۰۶ع
مین قضا کی +

## مرہٹون کی سنہ ۱۸۰۰ع کی حالت

دونون لڑائیون مین جو ٹیپو سے ہوئین مرہٹے برائے نام انگریزون کے مددگار تھے مگر اونسے کوئی کارآمد اعانت نہ پہنچی اور نہ مثل نظام کے وہ انگریزون کے بالکل طرفدار ہوگئے تھے۔ اسوقت مرہٹون کے پانچ بڑے سردار تھے اور پیشوا کو جو شہر پونا مین رہتا تھا پانچون کا سردار تسلیم کرتے تھے اور اوسکی عملداری مین مغربی گھاٹ کا کوہستانی ملک جسکو مرہٹون کی قوم کا مسکن سمجھنا چاہیے داخل تھا اس زمانہ مین گائکوار بڑودہ کے سوار ہر سال گجرات کے زرخیز صوبے کو اجاڑ کرتے تھے اور وسط ہندوستان مین کبھی گوالیار کے سیندھیا کا اور کبھی اندور کے ہلکر کا غلبہ ہوا کرتا تھا یہ دونون بڑے لٹیرے سردار گنے جاتے تھے اور مشرق کی جانب بھونسلا ناگپور کا راجہ برار سے اڑیسہ کے ساحل تک حکومت کرتا تھا۔ لارڈ ولزلی نے ہر طرح کوشش کی کہ ان مختلف مرہٹہ سردارون کو اپنے انتظام امدادی کے جال مین پھانسے مگر کامیاب نہوا بہرحال جب سنہ ۱۸۰۲ع مین ہلکر نے پیشوا کو شکست دی اور اوسنے بھاگ کر انگریزی عملداری مین پناہ لی تو مقتضائے وقت سے پیشوا نے بسین کے عہدنامہ پر دستخط کر دیے اور اسکی شرائط کے بموجب اوسنے سرکار انگریزی

سے وعدہ کیا کہ وہ کسی غیر ریاست سے خواہ یورپ کی ہو یا ہندوستان
کی کسی طرح کا رابطہ اتحاد نہ رکھیگا اور فوج امدادی کے مصارف کے لیئے
چند اضلاع انگریزوں کے حوالہ کیئے اس سے انگریزی عملداری کی وسعت
کمپنی کے احاطہ میں بہت زیادہ ہوگئی مگر چونکہ سیندھیا اور ناگپور کے راجہ
پیشوا کا مرہٹوں کی خودمختاری انگریزوں کے حوالہ کر دینا گوارا نہ ہوا لہذا یہی
مرہٹوں کی دوسری لڑائی کا باعث ہوا۔

## مرہٹوں کی دوسری لڑائی

### سنہ ۱۸۰۳ عیسوی

اس سلسلے کی لڑائیوں میں انگریزوں کی فوج نے وہ شہرت و عظمت
حاصل کی کہ شاید ہی کسی لڑائیوں میں کبھی حاصل ہوئی ہوگی اس مہم کی تدبیر کا
کی کمال خوبی سے کیا اور مناسب سازوسامان بہم پہنچایا اور ایسی جرأت کام میں لایا
جو مطلوب تھا انہیں جانتی تھی کہ کس وقت لڑائی کا کام تھا انگریزی فوج اُن
کے سپہ سالار سر آرتھر ولزلی اور جنرل لیک تھے ان میں سے بعد ازاں
پہلے کو ڈیوک آف ولنگٹن کا خطاب ہوا دوسرے کو لارڈ کا۔ ولزلی نے اپنی
کارگزاری دکن میں دکھائی اور چند ہی مہینوں کے عرصہ میں اسائی اور آرگام کی بڑی
لڑائیاں فتح کیں اور احمدنگر مسخر کر لیا۔ لارڈ لیک کی لڑائیاں شمالی ہندوستان
میں ہوئیں جو عظمت و شان میں کچھ کم نہ تھیں گو مقتولوں سے اور زخمیوں
کی تعداد سے علی گڑھ اور لسواری [illegible] جنگ میں بھی

لڑائیان ہارین اور دہلی اور آگرہ کے شہرون پر قبضہ کرلیا علاوہ اسکے
سیندھیا کی فوج کو کہ فرانسیسیون کی سرکردگی مین تھی منتشر کیا اور مغل بادشاہ
کی بڑی مستعدی کے ساتھ اوسکے موروثی دار الخلافت مین حمایت کی۔
سنہ ۱۸۰۳ء آخر ہوا تھا کہ سیندھیا اور ناگپور کا راجہ بھونسلا دونون صلح
کے ملتجی ہوئے۔ سیندھیا اوس ملک کے دعوی سے جو دریاے
جمن کے شمال کو واقع ہے دست بردار ہوا اور بوڑھے اور نابینا بادشاہ
شاہ عالم کو انگریزون کی حفاظت مین چھوڑا۔ بھونسلے کو صوبہ اڑیسہ
انگریزون کو اور صوبہ برار نظام حیدرآباد کی نذر کرنے پڑے
صوبہ اڑیسہ پر تو انگریزون نے پہلے ہی سے سنہ ۱۸۰۳ء مین ایک دستہ
فوج سے قبضہ کرلیا تھا البتہ نظام حیدرآباد کی قلمرو مین سرکار انگریزی
کی رفاقت اور خاطرداری کی وجہ سے دن بدن ترقی ہوتی رہی۔ اب سواے
جسونت راو ہلکر ڈاکو کے جو مالوہ اور راجپوتانہ کے صوبجات کی لوٹ مار سے
اپنی سپاہ کی قوت بسری کرتا تھا کوئی اور رقیب میدان مین نہ رہا۔ لارڈ ولزلی
کی حکومت کے اخیر سال ہلکر سے متواتر جنگ و جدل کرنے مین صرف ہوئے
مگر اوس سے انگریزون کو کچھ ناموری حاصل نہوئی بلکہ سنہ ۱۸۰۴ء مین وسط
ہند سے کرنل مانسن کا پسپا ہونا وارگام کے عہدنامہ کی اور حیدر علی کے
کرنل بیلی کی فوج کے تباہ کرنے کی یاد دلاتا تھا۔ لارڈ لیک کا سنہ ۱۸۰۵ء
مین بھرتپور کے محاصرہ سے نامراد واپس آنا ہندوستان مین انگریزون کی فوج

کے ناکامیاب ہونے کی ایک مشہور نظیر ہے۔ بھرت پور سنہ ۱۸۲۶ع تک سر نہین ہوا ہے

## لارڈ ولزلی کے بعد ہند کی کیفیت

### سنہ ۱۸۰۵ عیسوی

لارڈ ولزلی نے چھ برس کی حکومت مین ملک گیری کی اپنی کل تجاویز قریب قریب سرانجام کو پہونچائین۔ لارڈ لیک کی شمالی ہند کی لڑائیون سے [illegible] علاقہ وسیع جسکو اب ممالک مغربی و شمالی کہتے ہین مع شاہ دہلی کے انگریزون کے قبضہ مین آگیا اور بہت سے ضلعے بڑے بڑے ضلعون مین جو قبل اسکے نواب وزیر والی اودھ سے ملے تھے شامل ہوگئے اور ممالک مفتوحہ و مقبوضہ کے نام سے کہلاتے تھے شمالی ہند اسطرح پر اوس وقت تک منقسم رہا جبکہ سکھون کی لڑائیون کی وجہ سے جو ۱۸۴۵ و ۱۸۴۹ع مین ہوئین انگریزون کا تسلط پنجاب پر ہوگیا پیشتر بیان ہوچکا ہے کہ کس طرح ہند کے جنوب و مشرق مین لارڈ ولزلی کی فتوحات سے احاطہ مدراس کی وسعت قریب قریب اوسی قدر ہوگئی تھی جو آج کے دن تک موجود ہے اور جنوب و مغرب مین [illegible] نے پیشوا سرکار کمپنی کی اطاعت قبول کی مگر احاطہ بمبئی کے حدود موجودہ مرہٹون کی اخیر لڑائی واقع سنہ ۱۸۱۸ع تک قائم ہوئے ہے

# چودھوان باب

## هندمین انگریزی عملداری کا پخته و مستحکم هونا

## لارڈ کارنوالس کا باردیگر مقرر هونا

سنه ۱۸۰۵عیسوی

لارڈ ولزلی کے عظیم مہمات مین اسقدر زر کثیر صرف هو گیا که انجام کار کورٹ آف
ڈائرکٹرس ایسے مصارف زیاده گوارا نه کر سکے اور سنه ۱۸۰۵ع مین لارڈ کارنوالس کو
دوسرے مرتبه گورنر جنرل مقرر کر کے بھیجا اور یهه هدایت کی که جسطرح بن پڑے
لڑائی موقوف کرے اور آشتی کا طریقه برتے حالانکه هلکر هنوز مطیع نهوا تھا
اور سیندهیا بھی آماده بجنگ تھا مگر کارنوالس کے قوی اب نهایت ضعیف
هو گئے تھے اور تندرستی مین بھی فرق آگیا تھا اور چونکه اسنے [illegible]
مین اسکو شمال و مغرب کی سمت دوره کرنیکا اتفاق پڑا [illegible] کی تاب
نلا سکا اور [illegible] مین وارد هوتے وقت [illegible]
مین جان بحق تسلیم هوا

## سر جارج بارلو کا عهد

سنه ۱۸۰۵عیسوی

سرکار کمپنی کے معتمد ملازمون مین سے سر جارج بارلو ایسے شخص تھے جنکی
بابت [illegible] هوا اگر قائم مقامی کی حیثیت مین [illegible] اسلئے [illegible]

اپنے آقاؤن یعنی کورٹ آف ڈائرکٹرس کی تعمیل حکم کرے اوسکو کوئی اور چارہ نہ تھا چنانچہ اونکے احکام کے مطابق اوسنے انگریزی عملداری کے حدود کم کردئیے اور راجپوتون پر ہلکر اور سیندھیا کا جور و ستم روا رکھا حالانکہ یہ امر عہد و پیمان کے بالکل خلاف تھا۔ اسی عہد مین مدراس کے سپاہیون نے بمقام ویلور سنہ ۱۸۰۶ء مین بغاوت کی اور اگرچہ وہ فی الفور دفع ہوگئی تاہم کل قلمرو مین عدم حفاظت کا اندیشہ پیدا ہوگیا غرضکہ اس عہد مین کفایت شعاری کی حکمت عملی کی وجہ سے بہت نقصان ہوا مگر خوش طالعی سے چند ہی دن مین عنان حکومت قوی ہاتھون مین آگئی ۔

## ارل آف منٹو

تا سنہ ۱۸۱۳ عیسوی

لارڈ منٹو نے جسکا زمانہ سنہ ۱۸۰۷ء سے سنہ ۱۸۱۳ء تک تھا لارڈ ولزلی کی فتوحات کو پختگی اور التیام بخشا اس عہد مین ڈومس ایک جزیرہ موسوم ماریشس اور دو جزیرہ جاوا اسکے فتح کرنے کی غرض سے بھیجے گئے مہم آخر الذکر پر جو فوج گئی اوسکے ہمراہ لارڈ منٹو خود گیا اور اگرچہ وسط ہند کی ابتر حالت رفع ہوئی تاہم لارڈ منٹو کی حسن تدبیر کے باعث کوئی شدید ہنگامہ ہونے نہ پایا۔ اور فوج کشی کی کچھ ضرورت نہ پڑی سرکار کمپنی کا حکم تھا کہ خود مختار ریاستہائے ہند کی نسبت عدم مداخلت کی حکمت عملی کا برتاؤ کیا جاوے اور یہ لارڈ منٹو کی خوش انتظامی ہی کی وجہ تھی کہ انکا اثر انگریزی کے رعب و داب مین فرق آنے نہ دیا اور اپنے ہدایات [illegible] کی تعمیل کی

کے زمانہ مین گورنمنٹ ہند نے چند اور غیر ملکون سے رابطہ اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کی اور اس نظر سے پنجاب اور افغانستان اور فارس کو سفارت روانہ کین - ان سفیرون نے لارڈ ولزلی کی ماتحتی مین تعلیم پائی تھی اور ان تینون کے بعد ایسے نامی اور مصلحت شناس ملکی مدبر سرکار کمپنی کے ملازمون مین شاید ہی پھر پیدا ہوئے ہون ان مین سے مٹکاف رنجیت سنگھ کے دربار کو جو لاہور مین تھا بھیجا گیا اور الفنسٹن نے امیر افغانستان سے پیشاور مین ملاقات کی اور مالکم فارس کو روانہ کیا گیا اگرچہ ان سفارتون سے کوئی دائمی نتیجہ پیدا نہین ہوا تاہم اوس وقت سے سفارتی تعلقات جدید کی بنا پڑی اور انگریزون کے کہنے سننے کو زیادہ وسعت ہو گئی ؛

## لارڈ مائرا کا عہد حکومت

سنہ ۱۸۱۴ عیسوی

لارڈ منٹو کے بعد لارڈ مائرا اوسکی جگہہ پر آیا یہہ گورنر جنرل مارکوئیس آف ہیسٹنگز کے لقب سے جو اوسے بعد کو حاصل ہوا زیادہ تر مشہور ہی اوسنے لارڈ ولزلی کے وسط ہند کے فتوحات کو مکمل کیا اور احاطہ بمبئی کی وسعت موجودہ اوسی کے عہد کی قائم کی ہوئی ہی اوسنے نو برس یعنی سنہ ۱۸۱۴ع سے سنہ ۱۸۲۳ع تک حکومت کی اس عرصہ مین دو معرکے عظیم وقوع مین آئے اول تو نیپال کے گورکھون پر فوج کشی کی گئی اور بعد اسکے مرہٹون سے آخری جنگ وجدل ہوئی ؛

# نیپال کی لڑائی

## سنہ ۱۵-۱۸۱۴ عیسوی

گورکھے جو فی زمانا ملک نیپال مین حکمرانی کرتے ہین دراصل ہیٹن کے
ہندو ہین جنھون نے غیر ملک مین سکونت اختیار کی اور اونکو راجپوت کی نسل سے
ہونیکا دعوی ہی اور نیپال کے دیسی باشندے جو نوار کہلاتے ہین ملک
تبت کے باشندون کی اولاد سے ہین اور بودھ مذہب کے پیرو ہین
گورکھون کی سلطنت کا آغاز ۱۷۶۸ء سے شمار کیا جاتا ہی کیونکہ سال مذکور
مین اونھون نے کھٹمنڈو کی گھاٹی پر تسلط کر لیا اور رفتہ رفتہ نیپال
کی پہاڑیون اور گھاٹیون کو اپنے تصرف مین لائے چونکہ اونکا ملکی انتظام
جاگیرداری کی بنا پر تھا لہذا تھوڑے ہی عرصے مین قرب وجوار کے لوگون کو اونسے
اذیت کا اندیشہ پیدا ہوا یہہ قوم کبھی مشرق مین سکم پر اور کبھی مغرب مین کماون پر
اور کبھی جنوب کی سمت گنگا کے میدانون پر حملہ کرتی تھی۔ جب مقام آخرالذکر
مین انگریزی رعایا کو اونسے اذیت پہونچی تو ضرور ہوا کہ اونکے آگے بڑھنے کا انسداد
کیا جاوے اور چونکہ سر جارج بارلو اور لارڈ منٹو دونون ان زیادتیون کی شکایت
کر چکے تھے اور اونکے کان پر جون بھی نہ رینگی تھی لہذا لارڈ مائرا کو سوائے اس
کے جنگ پر آمادہ ہو کوئی اور صورت نظر نہ آئی سنہ ۱۸۱۴ء مین پہلی مہم ناکام ہوئی اول تو
اوس ملک کی وبائی آب وہوا اور دشوار گذار پہاڑیون سے سخت دقتین پیش آئین اور پھر انگریزی
فوج نے کئی مرتبہ ان پستہ قد بہادر گورکھون کے چند حملون سے شکست فاش

کھائی ان پہاڑیوں نے اپنی چھریوں سے جنکو وہ کُکری کہتے ہیں آفت
برپا کر دی مگر اسی سال کے سرما میں جنرل اختر لونی نے دریاے ستلج سے فوج
اوتار کے پہاڑی قلعے ایک ایک کر کے سر کر لئے قلعے مذکور کوہ ہمالیہ
کی ریاستوں میں گورنمنٹ پنجاب کے علاقہ حکومت میں ہنوز موجود ہیں
اسپر نیپال کی سرکار لاچار ہو کر صلح کی طالب ہوئی۔ دوسرے سال سنہ ۱۸۱۵ع میں
اسی جنرل نے کمال ترک و شان کے ساتھ پٹنے سے کھٹمنڈو کی
وادی بالا پر چڑھائی کی اور دار الخلافت کے قریب پہونچ کر نیپالیوں کو اون
شرائط کے قبول کرنے پر مجبور کیا جو اونھوں نے پہلے رد کی تھیں۔
سگولی میں عہدنامہ ہوا جسکی رو سے انگریزوں اور نیپالیوں کے تعلقات
طے ہوئے اور آج کے دن تک ویسے ہی قائم ہیں اس عہدنامہ کے بموجب
گورکھے سکم سے جنوب و مشرق کو ہٹ گئے اور سلسلہ ہمالیہ کے اون دامن کی
جہان اونھوں نے آگے بڑھکر چوکیات قائم کی تھیں جنوب و مغربی
جانب کنارہ کش ہوے اور اسطرح پر نینی تال اور مسوری اور شملہ
کے صحت بخش مقام انگریزوں کے ہاتھ آگئے ۰

## پنڈاروں کا بیان

### سنہ ۱۸۰۴ع سے سنہ ۱۸۱۷ع تک

اس عرصہ میں وسط ہندوستان کی حالت دن بدن بدتر ہوتی گئی ہندوستان کے
پیشے سے سردار لوٹ مار اور قزاقی چھوڑ کر راستی پر آگئے تھے مگر انکی جگہ اب پنڈاروں کی

قوم پیدا ہو گئی تھی ۔ مرہٹے تو بہرحال ایک مجمع اہل ہنود کا تھے اور ایک طرح
کی گورنمنٹ اور جتھہ رکھتے تھے اور اپنی قدیم روایتوں اور دستوروں کے
پابند تھے مگر پنڈارے تو محض ڈاکوؤں اور غارتگروں کی جماعت تھے جنکو
یورپ کے زمانہ وسطی کی آزاد کمپنیوں سے مشابہت دے سکتے ہیں اون میں
قومیت اور مذہب کی کچھ قید نہ تھی وہ اپنی جماعت میں ہندوستان کے خانہ بدوش
اور ردی فرقوں کو بلا تمیز اس بات کے کہ وہ افغان ہوں یا مرہٹے یا جاٹ
بخوشی شامل کر لیتے تھے ان لوگوں کو سلطنت مغلیہ کی تلچھٹ تصور کرنا
چاہیے جو اون ہندو اور اسلامی ریاستوں میں جنکا وجود اوسکے برباد ہو
ہوا آمیز ہو جانے سے بچ رہے تھے ۔ کچھ عرصہ تک تو ایسا گمان تھا کہ
عجب نہیں کہ سلطنت مغلیہ کا وارث یہی ہزاروں کا لشکر ہو جائے کیونکہ
بنگالہ میں بھی ایسے گروہ مسلمان معزول شدہ سپاہیوں اور ہندو دکن
لٹیرے فرقوں کے مل جانے سے تیار ہو گئے تھے مگر وارن ہیسٹنگز
کی قوی حکومت میں یہ لوگ منتشر کر دیے گئے بہرحال وسط ہند میں پنڈارے
رہ گئے تھے اور ایسا ڈر بیٹھ گیا کہ بغیر فوج کشی کے ان کا استیصال نہ ہوگا

## پنڈاروں کی لڑائی

سنہ ۱۸۱۷ عیسوی

پنڈاروں کا صدر مقام مالوہ تھا اونکی غارتگری کچھ وسط ہند ہی تک
محدود نہ تھی بلکہ سینکڑوں میل دور دراز مقاموں تک پہنچ گئی تھی

اور اودھر مدراس کے ساحل تک تاخت و تاراج کرتے تھے ۔ ایک شخص امیر خان نامی اونکا سب سے بڑا اور زور آور سردار تھا اور اوسکے پاس چند قواعد دان پلٹنیں اور توپخانے تھے دو اور سرغنہ جو چیتو اور کریم کے نام سے مشہور تھے اتنے خوشحال تھے کہ اونھون نے ایک مرتبہ دس لاکھ روپیہ سیندھیا کو بطور فدیہ کے نذر کیئے ۔ ان پنڈارون کو پامال کرنیکی غرض سے جنکے سب مرہٹے سردار کم و بیش طرفدار تھے لارڈ ہیسٹنگز نے سنہ ۱۸۱۷ء مین ایک لشکر جرار ایک لاکھ بیس ہزار آدمیون کا جسکے مثل ہند مین دیکھنے مین نہین آیا مہیا کیا اسکے نصف حصہ نے شمال سے اور نصف نے جنوب سے کارروائی شروع کی سیندھیا تو یہہ سامان جنگ دیکھکر ڈر گیا اور کان بھی نہ ہلا سکا اور امیر خان نے بھی جب اوسکو اوس علاقہ کے ملنے کا اطمینان ہوگیا جو اب ٹونک کی ریاست مین داخل ہے تو اوسنے اپنی فوج توڑ دی باقی ماندہ پنڈارے اپنی بود و باش کی جگہون مین گرفتار ہوکر تہ تیغ ہوئے ۔ کریم نے فتحمندون کے لطف و کرم کا دامن پکڑا چیتو جنگل کو بھاگ گیا اور شیر کا لقمہ ہوا ۔

## مرہٹون کی اخیر لڑائی

سنہ ۱۸۱۷-۱۸ عیسوی

جس سال اور مہینہ یعنی نومبر سنہ ۱۸۱۷ء مین پنڈارے پامال کیے گئے تین بڑے مرہٹے سردار یعنی پیشوا اور ناگپور اور ہلکر تینون علیحدہ علیحدہ انگریزون

سے برسر جنگ ہوئے پیشوا باجی راؤ تو ایک مدت سے عہدنامہ بسین
کی شرائط پر جو اوسکو سنہ ۱۸۰۲ء مین مجبوراً کرنا پڑی تہین جل رکہائے بیٹہا تہا اور اس پر
طرہ یہہ ہوا کہ جون سنہ ۱۸۱۷ء مین پونا کے جدید عہدنامہ کے بموجب گائکوار اوسکے
احاطۂ حکومت سے باہر ہوگیا اور امدادی فوج کی تنخواہ کے عوض مین اوسکو بارہ
ضلعے انگریزون کو تفویض کرنے پڑے اور یہہ شرط کرنی پڑی کہ آیندہ کے
تنازع تصفیہ کے لیئے گورنمنٹ انگریزی کے روبرو پیش ہوا کرینگے الفنسٹن
کو جو اوسوقت پونا مین رزیڈنٹی کے منصب پر مامور تہا فساد کے آثار نظر
آئے لہذا وہ چپکے سے کرکی کو جہان اوسنے ایک گورے کی پلٹن بلوائی
تہی چلا گیا اوسکے دوسرے ہی دن رزیڈنسی مین آگ لگا دی گئی اور پیشوا
کی کل فوج کا کرکی پر حملہ ہوا انگریزون نے بڑی بہادری سے حملہ آورون کو
پسپا کیا اور پیشوا فی الفور اپنے دارالریاست سے بہاگ نکلا عنقریب ہی ایسی صورت
ناگپور مین بہی پیش آئی یہان سپاہیون نے مقابلہ ایک جماعت کثیر کے
بڑی مردانگی سے سیتا بلدی کی پہاڑی کی حفاظت کی اور انگریزی فوج
کے نام پر دہبہ نہ لگنے دیا اور ماہ آیندہ مین مہدپور کی شدید جنگ مین ہلکر
کی فوج نے شکست فاش کہائی ۔

## مرہٹون کی اخیر لڑائی کے نتائج

جب کوئی علاقہ ایسا باقی نہ رہا تو بعض سردارون کا الحاق کیا گیا اور ۱۸۱۸ء کی
شرائط جن سے امن و امان قائم ہو قبول کرنے پر مجبور کیئے گئے اس عہد

کے انجام دینے مین سر جان مالکم نے نہایت کوشش کی پیشوا کی
عملداری بھی احاطہ مین شامل کر لی گئی اور وہ ملک جو پنڈارون سے پا
لئے اوس سے صوبجات متوسط کی بناڑی جب اور کچھہ بن نہ پڑی تو پیشوا
بھی آکر حاضر ہوا اوسکے لیے آٹھہ لاکھہ روپیہ سالانہ کا وظیفہ مقرر ہوا اور کانپور
کے قریب بٹھور مین رہنے کی اجازت ملی وہ مردود نانا صاحب جسنے ۱۸۵۷ع
کے غدر مین نمکحرامی کی اسیکا لیپالک تھا پیشوا کی جگہہ جو مرہٹون کے تمام
سردار سمجھا جاتا تھا سیواجی کی اولاد مین سے ایک شخص کو کہ اوسوقت تک بے
نام ونشان تھا ستارہ کی گدی پر سرفراز کیا اور ایک نابالغ ہلکر کا وارث
تسلیم ہوا اور ایک اور صغیر سن ناگپور کا راجہ مشتہر کیا گیا اور سرکار انگریزی نے
اوسکی سرپرستی اختیار کی اسی زمانہ مین راجپوتانہ کی ریاستون نے سرکار
انگلشیہ کی اطاعت کا حلقہ کان مین ڈالا اور باجگذار ہونا قبول کیا اس تغیر وتبدل
کے بعد لارڈ ہیسٹنگز کے زمانہ سے لارڈ ڈلہوزی کے عہد تک سرکار
انگلشیہ کی قلمرو مین چندان کمی بیشی نہوئی لارڈ ہیسٹنگز اور سر جان مالکم کو اس
امر پر فخر نہ تھا کہ اونھون نے سرکار کی عملداری کے حدود بڑھائے مگر وہ
اسباب پر البتہ نازان تھے کہ اونکے حسن انتظام سے کرورہا خلقت کو جو مرہٹون
اور پنڈارون کے جور وستم سے نالان وگریان تھی امن وعافیت کی نعمت عظمی
حاصل ہوئی ۔

# لارڈ امہرسٹ کا عہد حکومت

سنہ ۱۸۲۳ عیسوی

مارکوئیس آف ہیسٹنگز کی جگہہ لارڈ امہرسٹ چند مہینے بعد مقرر ہوا اور اس بیچ مین مسٹر آدم ایک متعہد ملازم نے گورنر جنرلی کا کام انجام دیا ـ ہندستان کے جزیرہ نما مین مرہٹون کی لڑائی ختم ہونے نہ پائی تھی کہ انگریزون کی فوج کو سمندر پار سے دشمنون کا مقابلہ کرنا پڑا ـ لارڈ امہرسٹ نے پانچ سال یعنی سنہ ۱۸۲۳ء سے سنہ ۱۸۲۸ء تک حکمرانی کی اوسکے زمانہ کے دو بڑے واقعے برہما کی پہلی لڑائی اور بھرت پور کی تسخیر ہین ٭

## برہما کی زمانہ سلف کی کیفیت

چند برسون سے انگریزی عملداری کی شمال مشرقی حد پر برہما کے لوگ لوٹ مار کیا کرتے تھے ـ برہما کا ملک خلیج بنگالہ کے مشرقی ساحل پر مثل حاشیہ کے واقع ہی اور اوسکا طول دریاے اراولی کی وادی بالا تک چلا گیا ہی اوسکے باشندے ملک تبت اور چین والون کی نسل سے ہین وہان انکی اپنی تواریخ بھی رائج ہی روایت سے یون دریافت ہوتا ہی کہ ابتدا مین تہذیب کا چرچا اول برہما مین ساحل کارومنڈل کے لوگون نے جاری کیا جنکی اصلیت پر انکا نام تیلنگ جو تلنگانہ کے مشابہ ہی دلالت کرتا ہی ایسا ہو یا نہو مگر اس مین شک نہین کہ بودھ مذہب جسکے برہما کے لوگ فی الحال پیرو ہین وہ کسی زمانہ ابتدائی مین ہندستان سے آیا تھا اور اس

یہہ بھی تحقیق ہی کہ جنوب مین ملک سیام سے اور شمال مین وسط ایشیا کے ویران پہاڑون سے اس سرزمین پر یورشین ہوئی ہین ان یورشون مین ویسے ہی بے ضرور اور وحشیانہ اور بلا تمیز قتل ہوئے جیسا کہ تبت اور چین کی قومون کا خاصہ ہی مگر علم و ہنر کی ترقی جسکا باعث بودھ مذہب ہوا تھا باوجود ان صدمون کے قائم رہی بلکہ بندرون کے گرد نواح مین اوسکو دن بدن ترقی ہوئی — پندرھوین صدی مین یورپ کے سیاحون نے پیگو اور تناسرم کے صوبون کی سیر کی اور اونکے بیان سے معلوم ہوتا ہی کہ ان مین بحر کی تجارت کثرت سے ہوتی تھی — اور پرتگیزون کے زمانے مین جبکہ اونکو مشرق مین غلبہ تھا بہت سے فرنگستان کے لوگون نے جنکی کوئی معاش نہتھی اراکان مین اکر قسمت آزمائی کے لیے پناہ لی اور اراکان کے باشندون نے انکی مدد سے اپنی حکومت آگے بڑھائی اور چاٹگاون پر تسلط کر لیا یہہ لوگ ماگھ کہلاتے تھے اور گنگا کی ڈلٹا کے رہنے والون پر انکی ہیبت چھا گئی تھی تقریباً سنہ ۱۷۵۰ع مین ایک نیا خاندان شاہی جسکا بانی الومپرا تھا پیدا ہوا اور شہر آوا مین دار الریاست قائم ہوئی چنانچہ برہما کی خودمختار ریاست ہنوز انھی خاندان مین چلی آتی ہی ٭

# برہما کی پہلی لڑائی

## سنہ ۱۸۲۴ سنہ ۱۸۲۶ عیسوی

جبکہ الومپرا کے جانشینون نے کل برہما پر تسلط کر لیا اور آسام کو بھی
جو اوسوقت ایک خود مختار ریاست تھی مغلوب کر چکے اونھون ملک بنگالہ
کے انگریزی اضلاع پر دست اندازیان کرنی شروع کین اور چونکہ صلح کے
جمیع پیام و سلام کو اونھون نے حقارت سے رد کیا لہذا لارڈ امہرسٹ کو
مجبور ہو کر سنہ ۱۸۲۴ء مین جنگ کا اشتہار دینا پڑا ایسے مخالفون کو جیسے
برہما کے لوگ تھے مغلوب کرنے مین چندان ناموری حاصل ہونے کی توقع
نہ تھی کیونکہ بجز وبائی آب ہوا کے کوئی اور امر اوس ملک کی تسخیر کا مانع نہ تھا
ایک لشکر تو آسام کو برہمپتر دریا کی راہ سے ناؤن مین روانہ ہوا دوسری
فوج خشکی کی راہ چاٹگانو سے ہو کر اراکان کو گئی اس لیے کہ بنگال کے
سپاہیون نے تری پر چلنے سے انکار کیا تیسری فوج نے جو سب سے
قوی تھی مدراس سے سیدھی دریاے اراوتی کے مہانے کی راہ
لی اس جنگ نے دو برس سے زیادہ طول کھینچا اور جب بیس ہزار جانین مخصوص
بیماری سے تلف ہو گئین اور چودہ کرور روپیہ صرف ہو چکا تو اونکے
بادشاہ نے سنہ ۱۸۲۶ء مین ینڈبو کے عہدنامہ پر دستخط کیے اوسکی شرطون
کے بموجب بادشاہ کو آسام کے دعوی سے دست بردار ہونا پڑا اور
اراکان اور تناسرم کے صوبجات جنپر انگریزون کی فوج قبضہ کیے

ہوئے تھی انکو دینا پڑے اور کل اراولی کی وادی سمندر کے کنارہ تک
شاہ برہما کے تصرف مین ہی ÷

## بھرت پور کی تسخیر

سنہ ۱۸۲۶ع

وسط ہند مین بھرت پور جاٹون کی بہت بڑی ریاست ہی اوسکی گدی نشینی کے بارے مین تنازع ہوا اور سرکار انگریزی کو مداخلت کرنی پڑی پس لارڈ کامبرمیر نے جنوری سنہ ۱۸۲۶ع مین شہر پر قبضہ کیا اور اسطرح لارڈ لیک کے سنہ ۱۸۰۵ع مین پسپا ہونے کی بدنامی دور ہوئی گولہ اندازی نے تو اوسکے چوڑے دھس پر کچھ اثر نہین کیا مگر جب سرنگ کے ذریعہ سے اوسکی دیوار مین شگاف کر دیا تو ہلا بول کر شہر کو فتح کر لیا اس سے وہ تمام خیال جو تمام ہند مین پھیلی ہوئی تھی کہ بھرت پور کا قلعہ فتح ہو ہی نہین سکتا اور جس سے معاملات ملکی مین اندیشہ متصور تھا رفع ہو گئی ÷

## لارڈ ولیم بنٹنک

سنہ ۱۸۲۸ عیسوی

لارڈ ولیم بنٹنک بیس برس قبل جبکہ ویلور مین غدر ہوا تھا سنہ ۱۸۰۶ع مین احاطہ مدراس کا گورنر رہ چکا تھا اور اب عہدہ گورنر جنرلی پر مقرر ہو کر آیا اوسکے سات سال کے عہد حکومت مین نہ تو کوئی ملک فتح ہوا اور نہ عملداری کی وسعت بڑھی جس سے مورخ سلطنت کی ترقی کا اندازہ کیا کرتے ہین مگر

اوسکا زمانہ ایک انتظامی اصلاح کا زمانہ تھا جسمین بتدریج رعایا کے دلون مین اپنے اجنبی حکام کی قدر و منزلت اور نیز رعب و داب دن بدن جڑ پکڑتا گیا پس ہم کہہ سکتے ہین کہ برٹش ہند کی تواریخ کا وہ زمانہ جبکہ انگریزون نے کمال خیر اندیشی اور خلوص نیتی سے اس ملک کا انتظام محض ہندوستانیون کی بہبودی کی نظر سے کرنا شروع کیا لارڈ ولیم بنٹنگ کے عہد سے شمار کرنا چاہیئے کلکتہ مین گورنر جنرل موصوف کی شبیہ آہنی پر لارڈ مکالے کا تحریر کیا ہوا نوشتہ اوسکے عہد کے مشہور واقعات کی اس طرح پر شہادت دیتا ہے کہ اوسنے زبون و وحشیانہ رسمین منسوخ کین - قومی تفرقے جو موجب ذلت کے تھے مٹائے - آزادانہ رائے دینے کی عموماً اجازت بخشی - اور رعایا جو ودیعت ایزدی ہین درستی اخلاق اور ترقی علم و ہنر کا خیال کسی دم دل سے فراموش نہ کیا ٭

## لارڈ بنٹنگ کی مالی اصلاحین

برہما کی جنگ کے مصارف کی وجہ سے سرکاری خزانہ کی حالت ابتر ہو گئی تھی لہذا لارڈ بنٹنگ ہند مین داخل ہوتے ہی اوسکی درستی کی طرف متوجہ ہوا اوسنے تین شکلین نکالین اول تو اخراجات معینہ مین ڈیڑھ کروڑ روپیہ کی تخفیف کی دوسرے اوس اراضی پر جو جمعبندی سے چھوٹ گئی تھی جمع باندھ کے مالگزاری بڑھائی اور تیسرے مالوہ کی افیون پر محصول لگایا - اوسنے تعلیم یافتہ ہندوستانیون کو سرکار کمپنی کی ملازمت مین زیادہ داخل ہونے

کی صورت نکالی بہرحال اوسکی بعض اصلاحین ملازمان متعہد اور افسران فوج کو بہت ناگوار گذرین مگر کورٹ آف ڈائرکٹرس اور انگلستان کی گورنمنٹ عالیہ نے جو اوسوقت فریق لبرل سے تھی لارڈ ولیم بنٹنگ کی کمال استحکام کے ساتھہ اعانت کی۔

## رسم ستی کی موقوفی اور ٹھگی کا انسداد

ستی کی رسم کی موقوفی اور ٹھگون کا انسداد لارڈ بنٹنگ کے عہد کے دو بڑے کام ہین فی زماننا اسباب کا ذہن مین آنا کہ ان مذموم اور وحشیانہ رسوم کی وجہہ سے ہندوؤن کی معاشرت مین کسقدر برائی آگئی تھی گو نہ دشوار ہی۔ اہل فرنگ کے عالمون کی تحقیقات سے بخوبی ثابت ہی کہ وید کا حکم بیواؤن کی ستی کی تائید مین پیش کیا جاتا ہی اوسکی عمدًا غلط تعبیر کی گئی ہی۔ مگر اثر اسکا یہہ تھا کہ یہہ رسم مدت مدید سے رائج تھی لہذا اوسکو اہل ہنود کی راے مین فرائض مذہبی کا رتبہ حاصل ہوگیا تھا اور گو اکبر شاہ نے اوسکی ممانعت کی مگر مسدود نہ کرسکا اور انگریزی حکام کو زمانہ ابتدا مین لوگون کی دینی رسوم مین مداخلت کرنے کی جرأت نہ پڑی۔ کہتے ہین کہ ایک حاطہ بنگال مین کم سے کم سات سو بیوہ سنہ ۱۸۱۷ع مین زندہ جلادی گئین اور ہندوؤنکی جاترا کے مقدس مقامات پر جو آج کے دن تک چھوٹے چھوٹے سپید ستون کثرت سے جابجا دیکھنے مین آتے ہین ستیون کے یادگار ہین۔ چوتھی دسمبر سنہ ۱۸۲۹ع کو لارڈ ولیم بنٹنگ نے باوجود انگریزون اور ہندوستانیون

کی سخت مخالفت کے باجلاس کونسل یہہ قانون نافذ کیا کہ جو کوئی ستی ہونے
مین مدد کریگا وہ قتل انسان کے جرم کا مرتکب سمجھا جائیگا۔ ٹھگی کے انسداد
کی نیکنامی مین کپتان سلیمن لارڈ ولیم بنٹنگ کے شریک ہین۔ ٹھگ خفیہ
قضاق تھے جنکا موروثی پیشہ یہہ تھا کہ پھانسی ڈال کر مار ڈالا کرتے تھے اُن
لوگون کے گروہ کے گروہ تاجرون اور جاترئیون کے بھیس مین سفر کرتے
تھے۔ یہہ سب خونخوار دیبی کالی کی پوجا کرتے تھے اور آپس مین قسم
ہو جاتی تھی کہ ایک دوسرے کے رفیق اور مددگار رہینگے سنہ ۱۸۲۶ع اور
سنہ ۱۸۳۵ع کے درمیان سرکار انگریزی عملداری کے مختلف حصون مین ۱۵۶۲
ٹھگ گرفتار ہوئے اور مخبران اقراری کی شہادت سے بتدریج یہہ بلا صفحہ
روزگار سے دفع ہوئی ٭

## سند شاہی کی تجدید

سنہ ۱۸۳۳ع

لارڈ ولیم بنٹنگ کے عہد حکومت سے دو اور تاریخی واقعات متعلق ہین
ایک یہہ کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کی سند شاہی کی میعاد سنہ ۱۸۳۳ع مین بیس برس کے لیے
زیادہ کی گئی مگر یہہ شرط لگائی گئی کہ کمپنی تجارت سے مطلقاً دست بردار ہو اور
اہل فرنگ کو ملک مین بود و باش کرنے کی اجازت دے اسی زمانہ مین ایک
چوتھا ممبر جسکا تعلق اُمور قانونی سے تھا گورنر جنرل کی کونسل مین بڑھایا گیا جسکا
ملازمان کمپنی سے ہونا خواہی نخواہی ضرور نہ تھا علاوہ ان باتون کے ایک کمیشن

قانون کی ترمیم کرنے اور ایک مجموعۂ آئین تیار کرنے کے لیئے قرار پایا اور مکالے کونسل کا پہلا قانونی ممبر اور کمیشن قانونی کا پہلا میرمجلس مقرر ہوا۔

## ریاست میسور کی حمایت اور کورگ کا الحاق

ریاست میسور مین انگریزی انتظام قائم کرنے کی سنہ ۱۸۳۰ع مین ضرورت پڑی اور یہہ انتظام مارچ سنہ ۱۸۸۱ع تک قائم رہا مگر اسکے بعد ہی وہان پھر دیسی انتظام ہو گیا سنہ ۱۸۳۴ع مین ریاست کورگ کے راجہ کی مجنونانہ بدانتظامی کی وجہ سے ایک مختصر مگر تیز تند لڑائی ہوئی راجہ کو بنارس مین بود و باش کرنیکی اجازت ملی اور اس کوہستانی چھوٹی ریاست کے بہادر اور صاحب ہمت باشندے سرکار کمپنی کی ماتحتی اختیار کرنے پر مستعد ہو گئے لارڈ ولیم بن ٹنگ کے عہد حکومت مین یہی ایک ملک سلطنت مین شامل کیا گیا اور یہہ امر اوس ملک کے باشندون کی خاص مرضی و اتفاق رائے سے عمل مین آیا۔

## لارڈ مٹکاف

سنہ ۱۸۳۵ع سے سنہ ۱۸۳۶ع تک

سر چارلس مٹکاف جو کونسل کا ممبر اعلی تھا اور جسکو اسکے بعد لارڈ کا خطاب ملا لارڈ ولیم بن ٹنگ کی جگہہ گورنر جنرل مقرر ہوا اوسنے اپنے عہد کے مختصر زمانہ مین وہ تجویز جسکی بنا لارڈ بن ٹنگ نے ڈالی تھی اختتام کو پہونچائی اور اخبارات کو پوری آزادی عطا کی انگلستان مین کورٹ آف ڈائرکٹرس کی مخصوص یہہ خواہش تھی اور ہند مین سبھون کی رائے تھی کہ مٹکاف صاحب

گورنر جنرل سابق کی حکمت عملی کو تکمیل دینے کے بخوبی لائق ہین اور اونکے
منصب گورنر جنرلی پر مقرر کیئے جانے کی تجویز بطور رفع ضرورت نہین
بلکہ مدت معینہ کے لیئے تھی ✣

## لارڈ اکلنڈ

سنہ ۱۸۳۶ء سے سنہ ۱۸۴۲ء تک

مگر انگلستان مین تبدیل سلطنت کی اختلاف رائے کی وجہ سے لارڈ اکلنڈ
کی تقرری کی ضرورت پڑی اور اوس تاریخ سے گویا جنگ و تسخیر کا زمانہ شروع
ہوا اور بیس برس تک جاری رہا جس وقت لارڈ اکلنڈ کے طالع کی نحوست
نے اوسکو اس بات پر آمادہ کیا کہ شاہ شجاع کو کابل کے تخت پر بٹھائے
چہار سو امن و امان تھا مقصد مذکور کے حصول کے واسطے کابل پر
چڑھائی ہوئی مگر اس مہم کے اہتمام مین ایسی بد انتظامیان عمل مین آئین کہ تمام
انگریزی فوج جو کابل مین متعین ہوئی تھی بالکل نیست و نابود ہو گئی ✣

## افغانستان کی کیفیت درانیون کے عہد مین

سنہ ۱۷۴۷ء سے سنہ ۱۸۲۶ء تک

سلاطین غزنی اور غور کے زمانہ کے بعد یہہ کیفیت اول ہی مرتبہ دیکھنے
مین آئی کہ کل افغانستان سنہ ۱۷۴۷ء مین ایک قومی بادشاہ یعنی احمد شاہ
درانی کے تسلط مین آگیا اس جوانمرد سپاہی نے جسکو نادر شاہ ایرانی کی وفات
کے بعد سلطنت مین انتشار اور ابتری پھیلی ہوئی تھی موقع پا کر اپنا کام بنایا اور کابل

اوسکی وفات کے جو سنہ ۱۷۷۳ء مین واقع ہوئی احمد شاہ کی سلطنت ہرات سے پشاور اور کشمیر سے سندھ تک پھیل گئی تھی اور اوسکی مداخلت سے سنہ ۱۷۶۱ء مین مرہٹون کی فوج نصرت موج پانی پت کے میدان جنگ مین پسپا ہوئی اور ایک مسلمان بادشاہ دہلی کے تخت پر پھر مستقل ہوا بہرحال احمد شاہ نے کسی وقت ہند مین مقیم ہونا پسند نہین کیا بلکہ اپنی قوم کی دار الخلافتون یعنی کابل اور قندہار مین باری باری سے بہ عظمت و شان رونق افزا رہا۔ درانی بادشاہ نہایت کثیر الاولاد تھے اور جب کبھی نئے سردار کی تخت نشینی کی نوبت پہونچتی تو شہزادے اکثر آپس مین کٹ مرتے تھے ایک موقع پر ایسا ہوا کہ بڑے کشت خون کے بعد آخرکار سنہ ۱۸۲۶ء مین دوست محمد خان نے جو بارکزئی کے زبردست خاندان کا سردار تھا اپنے تئین امیر کے خطاب سے کابل کی حکومت پر قائم کیا اور انھین دنون مین درانی خاندان کے دو شہزادے جو بھائی تھے پنجاب کی حد پر لدھیانہ مین سرکار انگریزی کے زیر سایہ رہتے تھے۔

## انگریزون کے معاملات ابتدائی کابل کے ساتھ

لارڈ ولزلی کے زمانہ مین سرکار انگلشیہ کی توجہ افغانون کے معاملات کی طرف رجوع تھی کیونکہ گورنر جنرل موصوف کو اس بات کا اندیشہ تھا کہ کہین ایسا نہو کہ زمان شاہ جو سنہ ۱۷۹۸ء مین اپنے دربار کے لاہور مین موجود تھا مثل احمد شاہ کے ہندوستان پر یورش کرے کیونکہ پنجاب سکھون

سکے وقت مین سکھون کی زبردست سلطنت کا نمود ہوا تو یہہ اندیشہ قطعی رفع ہوگیا۔ من بعد جبکہ سنہ ۱۸۰۹ء مین فرانسیسون کا ہند پر حملہ کرنا ایک ایسا امر محال نہین سمجھا گیا تھا کہ جسکے انسداد کی کچھہ ضرورت نہو مانٹ اسٹوارٹ الفنسٹن لارڈ منٹو کی طرف سے زمان شاہ کے بھائی شاہ شجاع کے پاس بطور سفیر اس غرض سے روانہ ہوا کہ طرفین سے دفع مضرت کے لیے عہد وپیمان کیے جائین مگر ایک سال بھی گذرنے نہ پایا تھا کہ شاہ شجاع آوارۂ دشت ادبار ہوا اور تیسرا بھائی محمد شاہ تخت پر بیٹھا +

## انگریزون کا شاہ شجاع کو از سر نو تخت پر بٹھانا

### سنہ ۱۸۳۹ء

جس وقت انگریزون نے سنہ ۱۸۳۷ء مین افغانستان کے معاملات مین مداخلت کی امیر دوست محمد خان بارکزئی کابل کا غاصب اپنی حکومت مین خوب مستحکم ہوگیا تھا اور اوسکی بڑی خواہش تھی کہ پشاور کو سکھون سے کسی طرح پھیر لیوے پس جس وقت کپتان اسکندر برنس کو لارڈ آکلنڈ نے بظاہر اس غرض سے سفارت پر بھیجا کہ تجارت کو ترقی دیوے امیر موصوف نے ہر بات پر اپنی رضامندی ظاہر کی بشرطیکہ پشاور اوسکو ملجاوے۔ مگر لارڈ آکلنڈ کی نظر اس سے بڑھکر اہم کام پر تھی کیونکہ اوس زمانہ مین روسی وسط ایشیا مین بعجلت تمام بڑھتے آتے تھے اور ایک ایرانی فوج روسیون کی اعانت سے ہرات کا جو افغانستان کا گویا مشرقی پشتہ ہے محاصرہ کر رہی تھی اور اسوقت سکندر برنس

کے ساتھہ ہی ساتھہ ایک روسی سفیر بھی کابل مین موجود تھا مگر چونکہ برنس پیشاور کے بارے مین امیر دوست محمد خان کی خواہشون کو پورا نہ کرسکا لہذا وہ ہندکو ناکام واپس آیا۔ اسپر لارڈ آکلنڈ اس خطرناک تجویز پر آمادہ ہوا کہ کسی ایسے شخص کو کابل کے تخت پر بٹھانا چاہیئے جس سے اپنی مطلب براری ہو لہذا لدھیانہ کے جلاوطنون مین سے شاہ شجاع اس مقصد کے پورا کرنے کے لیئے منتخب کیا گیا۔ اسوقت سندھ اور پنجاب دونون خودمختار سلطنتین تھین مگر سندھ بمقابلہ پنجاب کے کمزور تھا لہذا اوس طرف سے ایک لشکر شاہ شجاع کو ہمراہ لیئے ہوئے جنوبی افغانستان مین درہ بولان سے داخل ہوا قندھار نے بلا لڑے اطاعت قبول کی اور غزنی کا شہر حملہ کرکے لیا گیا۔ دوست محمد خان نے ہندوکش کے پار پناہ لی اور انگریز شاہ شجاع کو بڑی کروفر سے بالاحصار مین جو کابل مین ہے لے گئے اور اگست سنہ ۱۸۳۹ء مین تخت پر بٹھایا اسکے بعد دوست محمد خان ایک مرتبہ بڑی بہادری سے لڑا اور پھر آپ کو حوالہ کردیا اور بطور سرکاری قیدی کے کلکتہ بھیجا گیا۔

## انگریزون کا افغانستان سے واپس آنا

### سنہ ۱۸۴۱ء سے سنہ ۱۸۴۲ء تک

انگریزون نے شاہ شجاع کو تخت پر تو بٹھا دیا مگر افغانون کے دلون کو اوسکی طرف رجوع کرنا تو اونکے اختیار مین نہ تھا وہ لوگ اوسکو ایک خواجستہ غیر الوطن

سمجھتے تھے جسکو اجنبیون نے اونکے اوپر جبرًا مسلط کیا تھا دو سال تک
انگریزون کی فوج نے افغانستان پر قبضہ کیا مگر نومبر ۱۸۴۱ء مین انگریزی
اجنٹ سر اسکندر برنس کے شہر کابل مین قتل ہوتے ہی آفت نازل ہوئی
اسوقت سر ولیم مکناٹن پولیٹکل افسر تھا اور چھاونی کی فوج جنرل الفنسٹن کے
زیر حکومت تھی۔ یاد رہے کہ صاحب موصوف اور اونکے لائق ہمنام جناب
ماونٹ اسٹوارٹ الفنسٹن مورخ دو جداگانہ شخص تھے۔ جنرل الفنسٹن بوڑھا
آدمی تھا اپنے منصب کی سخت ذمہ داری سے عہدہ برا نہوسکا اور امیر دوست محمد خان
کے بڑے بیٹے اکبر خان نے مکناٹن صاحب کو دغا سے ملاقات کے وقت
قتل کیا دو مہینہ کی ڈھیل ڈھال کے بعد انگریزی فوج عین چلّے کے
جاڑے مین چھاونی سے روانہ ہوئی کہ درون مین ہوکر ہند کی راہ لے
اور افغانون کے سردارون نے اونکو امن و امان چلے جانے دینے کا وعدہ
کیا مگر وہ اپنے قول کے سچے نہ نکلے۔ وقت روانگی کے لشکر کے آدمی
شمار مین چار ہزار تھے اور لشکر کی بھیڑ کا شمار بارہ ہزار تھا اس کثیر جماعت
مین سے صرف ڈاکٹر برائڈن جلال آباد کے قلعہ مین سلامت پہونچا
جہان جنرل سیل نے کمال مردانگی سے اپنے مقام کو نہ چھوڑا تھا باقی تمام
فوج خورد کابل اور جگدلک کے تنگ درون مین افغانون کے ہتھیار
اور تلوار اور بندوقون اور برف سے ہلاک ہوئی۔ بہرحال اکبر خان کے
دل مین کچھ ترحم آیا کہ چند قیدیون کے ساتھ کہ جن مین خاصکر عورتین

نیچے اور افسر سے نہایت مہربانی کے ساتھ پیش آنے کا حکم دیا +

## بدلہ لینے والی فوج

### سنہ ۱۸۴۲ عیسوی

افغانون پر اول مرتبہ جو فوج کشی کی گئی محض بد خلت بیجا تھی اسپر طرہ یہہ آپسمین پہلے کا اختلاف رہا اور مہم کے اہتمام مین سرتا پا بد انتظامیان ہوئین پس لشکر انگلشیہ کا انجام کار ذلت و خواری اوٹھانا تعجب کی بات نہ تھی اگرچہ در اصل ایک ہی مقام کی فوج ضائع ہوئی مگر موسم سرما کی ہولناک تکلیفین اور فوج کا بالکل غارت ہو جانا ایسے امور ہین جنسے اس شکست کی ذلت چہار چند ہو جاتی ہے - اس خبر کو کلکتہ پہونچے ایک مہینہ بھی نہوا تھا کہ لارڈ آکلنڈ کی جگہہ لارڈ النبرا مامور ہوا - پہلے پہل اوسکی نیت یہہ تھی کہ جلال آباد اور قندہار کی فوجون کو سلامت نکال لانے پر اکتفا کیجیے مگر اوسکے مشیرون کی دلیلانہ مصلحتین غالب آئین اور اوسکو مجبوراً دوسری روش اختیار کرنی پڑی چنانچہ جنرل پالک کو جو پنجاب کی راہ سے جنرل سیل کی مدد کو جاتا تھا کابل تک جانے کی اجازت دی گئی اور اگرچہ جنرل ناٹ کو قندہار سے واپس آنیکا حکم ہوا تاہم اوسنے کابل ہوکر جانے پر کمر باندھی - لارڈ النبرا نے اپنے احکام ایسے چیدہ الفاظون مین تحریر کیے جس سے نقصان کی ذمہ داری اوسکے سپہسالارون ہی کے سر ہے مگر جنرل ناٹ نے یہہ ذمہ داری سر آنکھون پر لی اور کمال بہادری سے شمال کو کابل کی

سمت کوچ کیا۔ بعد سخت جنگ و جدل کے جنرل پالک اور ناٹ
کے لشکر ستمبر ۱۸۴۲ء کو منزل مقصود پر باہم ملے۔ کابل کا بازار کلان
باروت سے اوڑایا اور کلنک کا ٹیکا شہر پر لگایا۔ سرکاری قیدی واپس
لیے گئے اور سب نے ایک ساتھ ہند کو مراجعت کی اور دوست محمد خان
کو وہین چھوڑا کہ بلا مزاحمت اپنے تخت پر قبضہ کر لے۔ قصہ مختصر
لارڈ النبرا نے جسکے ایما سے محمود غزنی کے مزار کا پھاٹک اس امر
کی یادگار مین کہ سرکار انگلشیہ نے سومنات کا عوض لیا ہند کو
منگوایا گیا تھا اب بڑی ہوم دھام سے اپنی نصرت کا اشتہار دیا۔ یہہ
بات جو مشہور ہی کہ یہہ پھاٹک سومنات کے مندر کا تھا محض لغو ہی
پس جیسا کہ لارڈ النبرا نے اوس وقت مین کہ سرکاری فوج کی حالت از حد
نازک ہو رہی تھی بزدلی ظاہر کی تھی اب اوس پھاٹک کی پنجاب مین تشہیر
نمایش کرواکے ایک جھوٹے فخر کا اظہار کیا۔

## ملک سندھ کی تسخیر

سنہ ۱۸۴۳ء

چونکہ لارڈ النبرا جنگی شان و شوکت کا بڑا شائق تھا لہذا اوسکے عہد مین
دو اور لڑائیان ہوئین سنہ ۱۸۴۳ء مین سر چارلس نیپیر نے سندھ کے
مسلمان حاکمون کو جو امیر کہلاتے تھے پامال کیا۔ ان بیچارون کا بجز
اتنا ہی قصور تھا کہ وہ اپنی خودمختاری سے دست بردار ہونے پر راضی نہ تھے

ہند کی تواریخ میں میانی کی فتح نہایت مشہور و معروف ہے جسمیں تین ہزار انگریزی سپاہ نے بارہ ہزار بلوچیوں کو شکست دی مگر ملک مذکور کو سلطنت میں شامل کر لینے کی کوئی وجہ معقول پائی نہیں جاتی اوسی سال گوالیار میں گدی نشینی پر جھگڑا ہوا اور عورتوں کے مکر فریب سے نزاع کی آگ بھڑک اوٹھی اور انجام یہہ ہوا کہ سیندھیا کے خاندان کے عظیم لشکر میں بلوہ ہو گیا اور مہاراج پور و پنیار کی لڑائیوں کے بعد پھر امن و چین ہوا مہاراجپور کی جنگ میں لارڈ النبرا بذات خود موجود تھا ؛

## لارڈ ہارڈنگ

### سنہ ۱۸۴۴ء سے ۱۸۴۸ء تک

کورٹ آف ڈائرکٹرس نے سنہ ۱۸۴۴ء میں لارڈ النبرا کو طلب فرمایا کیونکہ جلسہ مذکور کو اوسکی راے سے اتفاق نہ تھا اور نہ اونکو اوسکی فہم و فراست پر کچھ اعتبار تھا اوسکی جگہہ سر ہنری ہارڈنگ ایک آزمودہ کار جنرل جسکو بعدہ لارڈ کا لقب ملا مامور ہوا لارڈ ہارڈنگ نے پنینسلوا میں کام دیا تھا اور لگنی کی لڑائی میں ایک ہاتھ بھی نذر کر چکا تھا اوسکے آتے ہی لوگونکو طبیعت یہہ خیال ہوا کہ اب سرکار انگلشیہ اور سکھوں کی زبردست باقیماندہ ہندوستانی ریاست میں جلد ایک سخت مہم ہونے والی ہے ؛

## سکھوں کا بیان

شمالی ہندوستان کے سکھ کوئی خاص قوم نہ تھے بلکہ وہ ایک مذہبی

فرقہ تھا اور فوجی قواعد اور تربیت پانے سے اونکے ارتباط مین زیادہ ترسختی
آگئی تھی اونکے بیان سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ وہ نانک شاہ ایک عابد ہندو
اصلاح دینے والے کی اولاد سے ہین جو ہند مین مغلون اور انگریزون
کے غلبہ کے زمانہ سے پیشتر ۱۴۶۹ء مین شہر لاہور کے قریب پیدا ہوا
تھا اور مثل اوس زمانہ کے دیگر اور سرگرم واعظون کے گرونانک بھی ذات
کے مٹانے اور خدا کی وحدانیت اور رفتار کی پاکیزگی کا درس دیتا تھا
گرونانک سے گوبند سنگھ تک متواتر دس گرو ہوئے اور گوبند سنگھ کے
بعد ۱۷۰۸ء سے یہہ سلسلہ منقطع ہوگیا مسلمان حاکمون نے اونکی اذیت
دہی مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا اور اورنگ زیب کے نالائق جانشینون نے
تو اونکا قریب استیصال ہی کرڈالا مگر سکھ کے شہیدون نے اپنے دین کا
ہرگز انکار نہ کیا انجام کار سلطنت مغلیہ کی بربادی پر سکھون کی ایک علیحدہ ریاست
ہوگئی اور پنجاب مین سوائے سکھون کے دوسری حکومت نہ رہی بس
سکھ تو شمال مین اور مرہٹے جنوب اور وسط ہند مین دو ہندوون کے
بڑے جتھے تھے جنھون نے آپس مین سلطنت مغلیہ کو بانٹ لیا تھا

## رنجیت سنگھ کا بیان

### سنہ ۱۷۸۰ء سے سنہ ۱۸۳۹ء تک

سکھون کے چھوٹے چھوٹے جتھون نے رنجیت سنگھ کے قبل دریا
ستلج کے کنارے اپنے اپنے سردارون کی ماتحتی مین ریاستین

قائم کی تھیں جنمین سے بعض ریاستین ہنوز موجود ہین رنجیت سنگھ سکھون کی
سلطنت کا بانی ۱۷۸۰ء مین پیدا ہوا اور بیس برس کی عمر مین افغان بادشاہ
کی طرف سے لاہور کا صوبہ دار مقرر ہوا اور اوسنے اپنے دل مین یہہ ارادہ
کیا کہ اپنے ہموطنون کے تعصب و جوش مذہبی پر اپنی حکومت کی بنا ڈالے
اور اس مقصد کے انجام کو پہونچانے کی غرض سے اوسنے سکھون یعنی
آزاد منشون کی ایک فوج بھرتی کی اور اوسمین یورپین افسر مقرر کیے اس
فوج نے استقلال و مذہبی سرگرمی مین ایسا نام پیدا کیا کہ کرام ول کی آئرن سائڈ
نام پلٹن کے زمانہ کے بعد پھر کبھی سننے مین نہین آیا - لاہور کی دار الخلافت
سے اوسنے اپنی تسخیرات جنوب کو ملتان اور مغرب کو پشاور اور
شمال کو کشمیر کی جانب پھیلائی مگر مشرق کی سمت کو دریائے ستلج رنجیت سنگھ
کے علاقہ اور انگریزی عملداری کی جو ۱۸۰۴ء مین وہانتک پہونچی تھی حد فاصل
رہی - اوس عہد و پیمان پر کہ رنجیت سنگھ نے مسٹر مٹکاف صاحب سے
۱۸۰۹ء مین کیا تھا وہ اپنی وفات تک جو ۱۸۳۹ء مین واقع ہوئی قائم رہا
اس واقعہ کے بعد اوسکے بیٹون مین کوئی ایسا نہ نکلا کہ اوسکی سلطنت سنبھالے
لہذا لاہور مین رقیب سپہ سالارون اور ارکین ریاست و رانیون کے آپس
مین سخت نزاع شروع ہوئی - خالصہ کی فوج سب مین زبردست تھی اور جیسے
انگریزون نے افغانستان مین صدمہ اوٹھایا تھا اوسکو انگریزی سپاہیون
سے زور آزمائی کا کمال اشتیاق تھا اس وقت پر عقل کی خوبی سے یورپین

جنرل آدمی ٹیل اور کورٹ علیحدہ کر دیئے گئے اور فوج کا اختیار
پنچایت کے سپرد ہوا ٭

# سکھون کی پہلی لڑائی

## سنہ ۱۸۴۵ عیسوی

سکھون کے لشکر نے جسمین ساٹھہ ہزار آدمی اور ڈیڑھ سو توپین تھین سنہ ۱۸۴۵ء مین ستلج کو عبور کیا اور انگریزی عملداری پر حملہ آور ہوا اس خبر کے سنتے ہی سر ہیوگاف کمانڈر انچیف اور گورنر جنرل دونون بعجلت تمام سرحد پر پہنچے اور دو مہینے کے عرصہ مین مدکی اور فیروزشہر اور علیوال اور سوبراؤن پر چار خونریز لڑائیان ہوئین ہر لڑائی مین انگریزون کے سپاہی بہت کام آئے مگر آخر کو فتح سے سکھہ ستلج پار بھگا دیئے گئے اور انہون نے سرکار کی اطاعت قبول کی اور ذیل کی شرطون پر صلح ہو گئی کہ مہاراج رنجیت سنگھہ کا نابالغ لڑکا دلیپ سنگھہ راجہ تسلیم کیا جائے اور جلندھر دوآب یعنی دریائے ستلج اور راوی کے بیچ کی سرزمین انگریزی عملداری مین شامل ہو سکھون کے لشکر کی تعداد مقرر کی گئی اور سرہنری لارنس لاہور کے دربار مین رزیڈنٹ متعین ہوا اور ایک انگریزی لشکر آٹھہ برس کے لیئے پنجاب مین متعین ہوا جب تسلط ہو گیا سر ہنری ہارڈنگ سنہ ۱۸۴۸ عیسوی مین انگلستان کو واپس گیا اور وہان زمرہ امرا مین داخل کیا گیا ٭

# ارل آف ڈلہوزی

۱۸۴۸-۵۶ عیسوی

لارڈ ہارڈنگ کی جگہ لارڈ ڈلہوزی مقرر ہوا اور جنکے حاکم کے عہد مین وہ کارنمایان عمل مین آئے کہ کلایو کے زمانہ سے کسی گورنر جنرل کے عہد مین نہوے تھے لارڈ ڈلہوزی ایک نہایت دیانتدار اور اولوالعزم مدبر تھا اور اگرچہ اوسکی بڑی آرزو تھی کہ ہندمین صلح اور امن رہے مگر اوسکو مجبوراً دو لڑائیان لڑنا پڑین اور چند علاقے سلطنت مین داخل کرنے کی ضرورت ہوئی چنانچہ برہما اور پنجاب کی مہمات سے وسیع ملک انگریزون کے تصرف مین آیا اور علاوہ چھوٹی چھوٹی ریاستون کے ناگپور اور اودھ کا ملک بھی انگریزی عملداری مین شامل کرلیا گیا مگر باینہمہ لارڈ موصوف کی توجہ رعایاے ہند کی ذاتی اور اضافی ترقی کی طرف زیادہ مصروف رہی اور پنجاب کے ملک مقبوضہ مین جو انتظام دو بھائیون لارنس نام اور اونکے شفقتون کے ذریعہ سے عمل مین آیا وہ اس درجہ کا عمدہ اور دستور تھا کہ انگریزون کی تاریخ مین بے نظیر نہین کہا جا سکتا علی ہذا القیاس برٹش برہما کو بھی انگریزون کی حکومت مین کچھ پنجاب سے کم سرسبزی حاصل نہین ہوئی ان دونون صوبون مین نظم و نسق کی بناء جس سے یہہ کامیابی حاصل ہوئی لارڈ ڈلہوزی ہی کی ڈالی ہوئی تھی لہذا اس حسن انتظام کی تعریف کے بھی سزاوار بدرجہ غایت صاحب موصوف ہی ہین غرضکہ کوئی صیغہ انتظام ایسا نہ تھا جسمین اوسنے ترمیم نہ کی ہو سڑکین اور نہرین کے

نکالنے کی غرض سے جو آج کل ہند مین مثل جال کے چہار سو نظر آتی ہین
اوسنے سررشتہ تعمیر کی بنا ڈالی گنگا کی عالیشان نہر جو ہند مین اپنا ثانی نہین
رکھتی اوسی کے عہد مین اختتام کو پہنچی اور ہند کی ریل کی بھی اوسی کے زمانہ
مین ابتدا ہوئی بحر قلزم کی راہ سے بذریعہ دخانی جہاز انگلستان سے
آمد و رفت مین اوسی نے ترقی دی تار برقی جاری کیا ڈاک کے محصول کا ارزان
طریقہ اوسی نے نکالا مگر یہہ لارڈ ڈلہوزی کی قسمت کی خوبی ہی کہ لوگ غدر
کی یاد مین جو اوسکی حکومت کے بعد ہی ہوا اوسکے عہد کی منفعتون کو فراموش
کرتے ہین اور سانحہ مذکور کو غیر ریاستون کے الحاق کا نتیجہ سمجھتے ہین

## سکھون کی دوسری لڑائی

سنہ ۱۸۴۸–۴۹ عیسوی

لارڈ ڈلہوزی کو ہند مین آئے چھہ مہینے بھی نہوئے تھے کہ سکھون
کی دوسری لڑائی ہوئی دو انگریزی افسرون کا ملتان مین دغا سے مارا جانا
فساد کی ابتدا تھی اور اسوقت ہنری لارنس قسمت کی خوبی سے انگلستان مین
رخصت پر تھا اور سرکاری فوج موسم گرما مین نقل و حرکت کے لیئے تیار نہ تھی
حالانکہ لفٹننٹ اڈورڈس نے جو بعد کو سر ہربرٹ کے خطاب سے
ممتاز ہوا حتی الامکان بہت کچھہ کوشش کی مگر حرارت دینی کی آگ فرو نہوئی
بلکہ کل پنجاب مین بھڑک اوٹھی خالصہ کا لشکر ایک دفعہ پھر جمع ہوا اور انگریزون کے
مقابلہ مین بڑی بہادری و استقلال سے لڑا اور چلیان والے کے خونریز

میدان کارزار میں انگریزوں کے دو ہزار چار سو سپاہی اور افسر کام آئے اور
۱۳ جنوری ۱۸۴۹ء کو چار توپیں اور تین پلٹنوں کے نشان ہاتھ سے جاتے
رہے مگر انگریزوں کی حب الوطنی اس معرکہ کو شکست نہیں بلکہ برابر کی لڑائی کہنا پسند
کرتی ہے - بہرحال قبل اسکے کہ کمانڈر انچیف لارڈ نیپیر انگلستان سے کمک لیکر
وارد ہو لارڈ گاف نے گجرات کی نامی گرامی فتح سے جس میں سکھوں کا لشکر
غارت ہو گیا اپنی ناموری جس پر گرد غبار آگیا تھا بحال کی - ملتان کا شہر واقعہ
مذکور کے پیشتر ہی سر ہو چکا تھا - اس موقع پر دوست محمد خان کی قلبی دشمنی جو سکھوں اور
انگریزوں کے ساتھ تھی اس موروثی نفرت پر جو وہ سکھوں سے رکھتا تھا غالب آئی
اور وہ افغان سواروں کا ایک دستہ لیکر انکی کمک پر آیا مگر اس سالار نے بحال ذلت
و خواری بھاگ کر اپنے وطنی پہاڑوں میں پناہ لی اور ۲۹ مارچ ۱۸۴۹ء کو
اشتہار دیا گیا کہ آج کی تاریخ سے ملک پنجاب انگریزی صوبجات میں شامل ہوا
اس جدید خطہ پر لارڈ ڈلہوزی اور دونوں بھائی لارنس کو اپنی اپنی اعلیٰ
لیاقت کے اظہار کا خوب موقع ملا - مہاراجہ دلیپ سنگھ کے واسطے پانچ لاکھ
ستر ہزار روپیہ سالانہ کا وظیفہ معین ہوا اور اب وہ نارفک کے پرگنجات
میں بحیثیت ایک شریف انگریز کے اوقات بسری کرتے ہیں -

## پنجاب میں امن و چین ہونا

پنجاب میں امن و امان قائم کرنے کی غرض سے پہلی تجویز یہ ہوئی کہ
عموماً سکھوں سے ہتھیار لے لیے چنانچہ کم سے کم ایک لاکھ بیس ہزار ہتھیار ہر قسم کے

جمع ہوئے بعد ازآن گانو گانو کی جمعبندی ہوئی اور سکھون کے سخت مطالبے کے مقابلہ مین لگان اراضی بہت کم لگایا گیا اور صیغہ دیوانی اور فوجداری کا مجموعہ قانون جو عدالت و نرمی کے اعتبار سے وقت کے مناسب حال تھا اجرا ہوا کرنیل رابرٹ نیپیئر نے جو بعد کو لارڈ نیپیر آف مگڈالا کے لقب سے مشہور ہوا سڑکوں اور نہرون کا نقشہ ڈالا غرضکہ سرکار انگریزی کے سایۂ حفاظت ور برٹش افسرونکی حسن لیاقت سے پنجاب مین اقبالمندی اور سرسبزی کے زمانہ کا آغاز ہوا اور اوسکا سودمند اثر صوبہ کی حدون تک پونہچا چنانچہ ۱۸۵۷ء کے غدر مین خطۂ پنجاب کا نہ صرف خاموش بلکہ سرکار کا ہوا خواہ رہنا اس خوش انتظامی ہی کا ثمرہ تھا

## برھما کی دوسری لڑائی

### ۱۸۵۲ء

رنگون کے شہر مین چند یورپین تاجرون پر ظلم ہوا اور جب ایک جہاز سرکار کی طرف سے اس امر کی شکایت کرنے کو گیا تو اوسکے کپتان کی سخت بیعزتی کی گئی چنانچہ ۱۸۵۲ء مین برھما کی لڑائی اسی بنا پر ہوئی اور چند ہی مہینے کے عرصہ مین دریاے اراوتی کی کل وادی پر رنگون سے پیگو تک قبضہ ہو گیا اور چونکہ ملک آوا کے بادشاہ نے معاملہ کرنے سے انکار کیا لہذا ۲۰ دسمبر ۱۸۵۲ء کو ریاست مذکور اشتہار کے ذریعہ سے آراکان اور تناسرم کے صوبجات مین جو سرکار نے ۱۸۲۶ء مین حاصل کیے تھے پیگو کے نام سے شامل کر دی گئی ؛؛

# صوبہ برٹش برھما کی سرسبزی

رنگون کی آبادی انگریزی عملداری مین شامل ہوجانے کے زمانے سے
اب دس گنا بڑھ گئی ہے الحاق مذکور کے چار برس بعد یعنی ۱۸۵۶ء اور ۱۸۵۷ء مین
بندرگاہ کی تجارت بقدر ۲۱۳۱۰۵۵۰ روپیہ کے تھی مگر ۱۸۷۷ء اور ۱۸۷۸ء
کے اندر بڑھ کے ۸۱۹۲۰۲۵۰ ہوگئی غرضکہ قصبات اور بیرونجات دونون مین
ترقی ہوئی قبل ۱۸۲۶ء کے ضلع امہرسٹ مین شاہ سیام
اور پیگو کے آپس مین ہشوار کشت و خون ہو گیا جس سے ضلع ویران ہو گیا
تھا مگر فوری ۱۸۲۷ء مین قوم تیلانگ کے ایک سردار نے مع دس ہزار
ساتھیون کے مولمین کے گرد و نواح مین بود و باش اختیار کی اور چند سال
بعد وہان بیس ہزار آدمی آور جا بسے چنانچہ ۱۸۵۵ء مین ضلع امہرسٹ
کی آبادی کا شمار ۸۳۱۳۴۲ تھا اور ۱۸۶۰ء مین ۳۵۹۰۳۱۱ اور ۱۸۷۵ء مین
آبادی ۲۲۵۷۵۳۲ ہوگئی اب ایک بندرگاہ پر لحاظ کیجیے کہ جب ۱۸۲۶ء
مین سرکار انگریز نے اس صوبہ پر قبضہ کیا تھا اکیاب ایک ادنی ساجھونپڑون
کا موضع تھا مگر ۱۸۳۰ء مین وہ ایک اچھا خاصہ چھوٹا قصبہ ہو گیا اور تخمیناً
ستر ہزار روپیہ کی تجارت ہونے لگی اور ۱۸۸۹ء مین اوسکی تجارت دو کروڑ روپیہ
سے تجاوز کر گئی اس حساب سے اکیاب کی تجارت پچاس سال کے عرصہ
مین قریب تین سو گنا زیادہ ہو گئی +

# لارڈ ڈلہوزی اور ہندوستانی ریاستین

لارڈ ڈلہوزی کے برتاؤ سے جو اوسنے ہند کی باجگذار ریاستون کے ساتھہ برتا اوسکی طبیعت کی اصل حقیقت خوب ظاہر ہوتی ہی اوسکی سلطنت کا خاص اصول یہہ تھا کہ حاکم محض محکوم کی بہبودی کے لیئے ہین اور وہ خود باعتبار اپنی رفتار اور گفتار کے اصول مذکور کا مصداق تھا اور یہہ کہ سرکار انگلشیہ کا نظم و نسق لوگون کیواسطے نسبت ہندوستانی حکومت کے افضلتر ہی اصول مذکور سے بطور نتیجہ کے پیدا ہوتا تھا باین وجہہ اوسکی یہہ راے ہوئی کہ ایسی صورتین ہندوستانی سردارون کا برقرار رہنا ایک ایسی بیضابطگی ہی جس سے مضرت متصور لہذا جہانتک ممکن ہو اوس بیضابطگی کا انصافاً دفع کرنا نہایت مناسب ہی مگر اسکے ساتھہ ہی وہ اس بات پر بھی جما ہوا تھا کہ گدی نشین سردارون یا اونکے حقدار وارثون کے ساتھہ نیک نیتی اور ایمانداری سے پیش آنا ضرور ہی مگر اون خاندانون کا جو پشتہا پشت کی بدنظمی کی وجہہ سے بیحد ردی ہوکے لائق نہین رہے قائم رکھنا کسی طرح واجب نہین اور نہ اون خاندانون کے جاری رکھنے کی ضرورت ہی جنکا حقیقی وارث نرہا ہو پس اصول مذکور کے عمل درآمد سے ریاستونکی ضبطی کا مسئلہ خواہی نخواہی پیدا ہوا اور متبنی کرنیکے قاعدہ کے لحاظ سے اس مسئلہ مین پیچیدگیان پڑگئین - اسمین ہرگز شک نہین کہ ہندوؤن کے خانگی قانون کے مطابق متبنیٰ بیٹے کو اصلی بیٹے کے حقوق حاصل ہین اور وہ اپنے باپ کی کریا کرم کرنے کا اور اوسکی ملکیت کے وارث ہونیکا مجاز ہی غرضکہ اوسکی ذات مین متوفی کے کل حقوق

قائم رہتے ہیں مگر اسپر بہت بحث ہوئی کہ تواریخ کی شہادت اور مصلحت ملکی کی ضروریات
سے ثابت ہے کہ تخت کی وراثت میں قاعدہ مذکور کی پابندی نہیں ہوسکتی اور
سرکار انگلشیہ ایسے حق کو تسلیم کرسکتی ہے جسمیں اسبات کا احتمال ہو کہ دغا
و فریب سے لاکھوں بندگان خدا کا امن و چین کسی نطفۂ غیر کے ہاتھ میں سپرد
کردیا جاوے۔ لارڈ ڈلہوزی کے اس قول سے کہ رعایا کی بہبودی سب
باتوں پر مقدم ہونی چاہیے مباحث مذکورۂ بالا کی تائید کی کیونکہ اوسکی رائے تو یہہ
کہ انگریزی عملداری کی منفعتوں کے مقابلہ میں وراثت کا ایک ایسا بیہودہ
دستور قائم رکھنا دانشمندی سے بعید ہے۔

## ریاستہاے ضبط شدہ

پہلی ریاست جو اصول مذکورۂ بالا کی بنا پر سرکار انگلشیہ کی قبضہ میں آئی
وہ ستارہ کا علاقہ تھا جسکو لارڈ ہیسٹنگز نے فتح کیا تھا اور سنہ ۱۸۱۸ع
میں از سر نو قائم کیا ستارہ کے راجہ نے جو باعتبار ولادت کے سیواجی کا
قائم مقام تھا سنہ ۱۸۴۸ع میں انتقال کیا اور کوئی بیٹا نہ چھوڑا جسے اوسنے
مرتے وقت متبنی کیا تھا اوسکو سرکار نے سنہ ۱۸۴۹ع میں نامنظور فرمایا اوسی
سال میں کورٹ آف ڈائرکٹرس نے کرولی کی راجپوت ریاست کو
اس بنا پر ضبط ہونے دیا کہ ریاست ماتحت اور ریاست معاون و زیرنگاہ
میں جو زیر حفاظت ہو تمیز کرنا چاہیے سنہ ۱۸۵۳ع میں جھانسی کی ریاست بھی
کاروائی عمل میں آئی جو ستارہ کے ساتھ ہوئی تھی۔ ناگپور کی

ریاست کی نسبت ضبطی کے قاعدہ کا عمل درآمد ایک ایسی بے نظیر تھی جس سے
سب کے کان کھڑے ہو گئے اوسکی کیفیت یہہ ہے کہ جب بھوسلے کے خاندان کے
اخیر راجہ کا سنہ ۱۸۵۳ع میں انتقال ہوا اوسکے نہ تو کوئی اصلی بیٹا اور نہ متبنّیٰ
لہذا لارڈ ڈلہوزی نے اوسکی عملداری کو جو سرکار انگریزی کے زمانے
سے قبل کی تھی سلطنت میں شامل کرلیا اور وہی سرزمین ممالک متوسط کے
نام سے مشہور ہے اسی سال میں انگریزی انتظام برار میں بھی قائم ہوا یہہ وہ
ضلع مفوضہ ہیں جو نظام حیدرآباد نے بالعوض زرامدادی کے جو اوس پر
ہمیشہ چڑھا رہتا تھا بطور ضمانت کے سرکار کے حوالے کر دیئے علاوہ
اسکے اور بھی تین خاندان کا اسی سال یعنی سنہ ۱۸۵۳ع میں خاتمہ ہوا اگرچہ اونکے
جاتے رہنے سے سرکار کی عملداری میں کسی طرحکا اضافہ نہوا جنوب میں جزیرہ نما
کے سب سے جنوبی کرناٹک کے نواب اور تنجور کے راجہ نے جو نامی نام
نواب اور راجہ تھے انتقال کیا اور کوئی وارث نچھوڑا بس اونکے وظیفے اور منصب
اونکے مرنے ہی موقوف ہوگئے مگر اونکے عزیزوں کو براہ پرورش کچھہ تنخواہ
ملا کی ہندوستان کے شمال میں باجی راو پیشوا ے معزول شدہ جو سنہ ۱۸۱۸ع میں
گدی سے اوتار دیا گیا تھا سنہ ۱۸۵۳ع تک اپنے آٹھ لاکھ سالانہ کے وظیفہ
باامن وامان خوش گذران کرتا رہا مگر اوسکی وفات کے بعد اوسکی پس ماندہ دولت
تو اوسکے متبنّیٰ بیٹے نانا صاحب کے ہاتھہ آئی مگر سرکار میں منصب
فرزندی تسلیم نہیں ہوا

# الحاق صوبۂ اودھ

سنہ ۱۸۵۶ء

صوبۂ اودھ کا الحاق لارڈ ڈلہوزی نے اُدھی بنا پر کیا ۔ اوسوقت سے کہ لارڈ کلائو نے سنہ ۱۷۶۵ء مین نواب وزیر شجاع الدولہ کو اوسکا ضبط شدہ ملک ایس دیا اس خاندان کی حفاظت سرکار کے ذمہ رہی اور چونکہ ان والیان ملک کو نہ تو باہر کی یورش کا خطرہ اور نہ خانگی بغاوت کا اندیشہ تھا لہذا امتداد زمانہ مین اس ملک کے نوابون نے نیچے درجہ کی اوباشی اور جفا شعاری اختیار کی مگر ان مین اتنی خوبی البتہ تھی کہ وہ سرکار انگلشیہ کے خیر خواہ بنے رہے دریاے گنگا اور گھاگرا کے بیچ کی سرزمین جسکی آبادی فی مربع میل ایسی کثیر ہی کہ روے زمین پر کہیں اور دیہاتی قطعہ کی آبادی اوسکو نہین پہونچتی پشتہا پشت سے حالت ابتری مین تھی اور اوسکی رعایا ظالمون کے ظلم سے نالان و گریان رہتی تھی پس ہر گورنر جنرل کا یہہ خیال تھا کہ اس بدنظمی و رتعدی کی ذمہ داری گویا اوسکے سر ہے ۔ والیان ملک اودھ کو جنھون نے سنہ ۱۸۱۹ء مین بادشاہ کا لقب اختیار کیا تھا بار بار فہمایش کی گئی کہ اپنے گھر کا انتظام کرین مگر جس بات کی نیک نہاد لارڈ ولیم بنٹنک اور سپاہی مزاج لارڈ ہارڈنگ نے صرف دھمکی ہی دی تھی اوسکو لارڈ ڈلہوزی نے جنکی ذات مین اعلیٰ درجہ کی دیانت اور استقلال تھا کر دکھایا گورنر موصوف نے کورٹ آف ڈائرکٹرس کے حضور مین مفصل کیفیت پیش کی اور اس جلسہ نے

عرصہ دراز کی پیش بینی کے بعد ملک اودھ کے الحاق کا مصمم ارادہ کیا
اس اثنا مین لارڈ ڈلہوزی کی ملازمت کا زمانہ قریب اختتام کے پونہچا اور
اوسکو یہہ خیال ہوا کہ ایسا خطرناک کام اپنے جانشین کی عین ابتدائے زمانہ حکومت
کے لئے چھوڑ جانا انصاف سے بہت بعید ہوگا اور اگرچہ کورٹ آف
ڈائرکٹرس کی سست وعمل کے باعث اوسکو اس نازک کام کے انجام دینے
کے لئے صرف چند ہفتے رہ گئے تھے تاہم اوسکا اختتام کو پونہچانا رعایا
اودھ کے حق مین وہ اپنا فرض سمجھتا تھا اور اپنے دل کا حال ایک خط خانگی
مین اس طرح بیان کیا ہی کہ اس فرض کے ادا کرنے کی نیت سے خدا قادر
مطلق کی عنایت پر بکمال عجز و انکسار بھروسہ کرکے مین اس خدمت کو جسپر لکھوکھا
بندگان خدا کی آزادی اور بہبودی موقوف ہی بسنجیدگی تمام ادا کرنے پر آمادہ ہون
اور اگرچہ میرا دل تشویش سے خالی نہین مگر اوسکے ساتھہی اسباب کا مجھکو اطمینان
کلی حاصل ہی کہ اس فعل کے حق بجانب ہونے مین ہرگز شک نہین ॥

## الحاق کے وجوہات

لارڈ ڈلہوزی نے شروع ۱۸۵۶ء مین کہ اوسکے عہد کا اخیر سال
تھا جنرل اوٹرم کے نام جو اوس زمانہ مین لکھنؤ کا رزیڈنٹ تھا اور بعد کو سر
کے خطاب سے سرفراز ہوا اس مضمون کا حکم صادر فرمایا کہ وہ ملک اودھ
کی عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لے لے اور یہہ وجہہ قرار دی کہ چونکہ اس عملداری مین
لکھوکھا بندگان خدا پر سراسر ظلم ہوتا ہی لہذا سرکار انگلشیہ اسکا قائم رہنا زیادہ گوارا

نہیں کر سکتی کیونکہ اس قسم کی تمیز نسبتی خالق و مخلوق دونوں کی نظر میں ہرگز قابل عفو نہیں
بنابران ۱۳ فروری ۱۸۵۶ء کو الحاق کا اشتہار جاری کیا گیا اور واجد علیشاہ نے
بے بسی کی حالت میں سوائے اطاعت کے اور کوئی چارہ نہ دیکھا تاہم او
اپنا تخت سے اوتار دیا جانا قرین انصاف تسلیم نہ کیا اور انگلستان میں وکیل
بھیجکر کیفیت حال بطور استغاثہ اپیل کے پیش کی مگر جب مایوس ہو گئے شہر کلکتہ
کے قریب مٹیابرج میں بودوباش اختیار کی شاہ معزول کو
بارہ لاکھ روپیہ سالانہ کی پنشن ملتی ہے۔ پس اس طرح پر جیسا بیان ہوا ملک اودھ
بلا تعرض قلمرو سرکار انگلشیہ میں ملحق کر لیا گیا مگر لارڈ ڈلہوزی کے عہد کا یہ فعل
جسکی راستی پر وہ ہمیشہ نازاں رہا رعایا کو بہت شاق گذرا۔

## لارڈ ڈلہوزی کی کارگزاریاں

جب مارکوئیس آف ڈلہوزی اپنے عہدے سے مارچ ۱۸۵۶ء میں
کنارہ کش ہوا اوسوقت اوسکی عمر چالیس برس کی تھی مگر ایک عارضہ مہلک
ہندہی سے لاحق ہو گیا تھا جو ۱۸۶۰ء میں اوسکے انتقال کا باعث ہوا
اگر لارڈ کارنوالس کو مستثنی کیجیے تو یہ انگلستان کا پہلا مدبر تھا جسنے
ہند کی خدمت میں اپنی جان تصدق کی گو اوسکے بعد چند اوروں کی نسبت بھی
یہی بات صادق آتی ہے۔ لارڈ ڈلہوزی نے ہند میں سلطنت انگلشیہ
کی عمارت اختتام کو پہنچائی۔ جو حدود برٹش مملکت کے لارڈ ولزلی اور لارڈ ہیسٹنگز
نے صدی حال کے شروع پچیس سال میں قائم کیے تھے اوسمیں فقط ملک

سندھ سنہ ۱۸۴۳ء مین بڑھایا گیا۔ مگر ذرا بیش جو قلمرو سرکار انگلشیہ مین بعد ازان
ہوئی لارڈ ڈلہوزی کی حسن خدمت کا ثمرہ ہے اوسکے عہد مین وسیع قطعے
صوبہ اودھ ممالک متوسطہ اور چند اندرونی چھوٹی چھوٹی ریاستین
اور پنجاب کا دور افتادہ شمال و مغرب کا سرحدی ملک اور برٹش برہما
کا زرخیز علاقہ جو سمندر پار واقع ہے سلطنت مین شامل کر لیے گئے ۔

## ارل کیننگ

سنہ ۱۸۵۶ء سے سنہ ۱۸۶۲ء تک

اِس نامی گرامی گورنر جنرل کی جگہ پر جسکا ذکر ہوا اوسکا دوست لارڈ کیننگ
مقرر ہو کر آیا مگر انگلستان سے روانہ ہونیکے قبل ضیافت وداعی مین جو
کورٹ آف ڈائرکٹرس نے کی تھی صاحب ممدوح کی زبان الہام بیان پر یہہ
کلمات آئے تھے کہ میری کمال آرزو ہے کہ میرے عہد مین صلح اور امن رہے
مگر اس بات کو فراموش نکرنا چاہیئے کہ گو ہند کا مطلع اسوقت فتنہ و فساد
کے گرد و غبار سے پاک ہے مگر ممکن ہے کہ ایک حقیقت ابر سیاہ ہتھیلی کی برابر اوٹھے
اور بڑھتے بڑھتے اسقدر زور پکڑے کہ انجام کار ہماری سلطنت کو گرداب
بلا مین غرقاب ہونیکا اندیشہ پیدا ہو چنانچہ سال آئندہ مین احاطہ بنگالہ کی
ہندوستانی فوج نے بغاوت کی اور میرٹھ سے لیکر دہلی تک دریائے
گنگ کی وادی سر بسر غدر کے شعلون مین مبتلا ہو گئی ۔

# پندرھوان باب

غدر واقع سنہ ۱۸۵۷ع

## ہندوستانی سپاہ کی بغاوت کا باعث

اگرچہ بغاوت کے بارے مین مختلف وجوہات بیان کی جاتی ہین مگر ویسے اہل یورپ کی دلجمعی نہین ہوتی اور نہ وہ اونکی نظرون مین ایسے امر اہم کے وقوع کے لیے مکتفی معلوم ہوتی ہین بہرحال اسمین شک نہین کہ غدر کے قبل کل ہند مین لوگونکی طبیعتین افروختہ ہو ہی تھین اور وہ ہر طرح کی لغو و مہمل باتون کے باور کرنے اور حالت دیوانگی مین بے سوچے سمجھے کام کر بیٹھنے پر تیار رہتے تھے غرض کہ یورپ مین جو اثر بھی نوشتی کا عوام پہ ہوتا ہے مشرقی ملکون مین وہی کیفیت تہلکہ کی حالت مین ظہور مین آتی ہے سب ہندوستانی ریاستون کا الحاق جو لارڈ ڈلہوزی کے زمانہ مین عمل مین آیا اگرچہ وہ وجوہات دانشمندانہ پر مبنی تھا تاہم اہل ہند کو نہایت شاق گذرا اور تعلیم کی ترقی اور دھوئین کی کل اور تار برقی کے رواج سے لوگون کو یہہ خیال ہوا کہ سرکار کا یہہ عندیہ ہے کہ بجاے ہندی طرز معاشرت کے انگریزی طرز معاشرت قائم کرے مخصوص بنگال احاطہ کے سپاہیون کے ذہن مین یہہ حماقت سمائی کہ جو کچھہ ہم سمجھے ہین اوسکو ہمارے ہموطن نہین پہنچے یہہ سپاہی اکثر بڑی ذات کے ہندو اور اودھ کے رہنے والے تھے چنانچہ

جو اصلاحین کہ مغربی خیالات کے موافق کی جاتی تھین وہ اونھین اپنی قومیت کے منافی تصور کرتے تھے اور یہہ لوگ الحاق کے نتائج کا تجربہ اوٹھا چکے تھے علاوہ اسکے اونکو یہہ بھی گھمنڈ تھا کہ پنجاب ہماری ہی قوت بازو سے فتح ہوا ہے اور ہماری ہی بدولت کل ہندوستان پر تسلط ہے اس بیدلی اور برداشتہ خاطری کی افواہ اول اول اون پلٹنون اور اون تلنگون کو پہونچی جو اپنی گدیون سے اوتار دیئے گئے تھے اور اونھون نے اس موقع کو اپنی امیدون کے پورا کرنے کے لیے غنیمت سمجھا اور یہہ تو وہ پہلے ہی سے جانتے تھے کہ وہ انگریزون کے جانی دشمن ہین اور کریمیا کی لڑائی کی کیفیت سے خوب واقف تھے اور لطف یہہ ہوا کہ جو وظیفے سرکار نے اپنی دریا دلی سے عطا فرمائے تھے وہ اوسوقت مین مفسدہ پردازون پر بیدریغ صرف کیئے گئے غرض کہ انقلاب ملکی سے ایسے لوگون کو فایدہ کثیر اور نقصان قلیل متصور تھا ۔

## چربی لگے ہوئے کارتوس

جبکہ معاملات اس حالت پر پہونچ گئے اور سرکار کو مطلق خبر نہ تھی یہہ افواہ ہر چھاونی مین اوڑی کہ بنگال آرمی حاطہ کی سپاہ کے کارتوس مین سور کی چربی جس سے ہندو اور مسلمان دونون نفرت کرتے ہین لگی تھی سپاہیون کو ہر چند سمجھایا گیا پر یہہ کب سنتے تھے اب ہر ایک چھاونی مین گل گلنا شروع ہوئی اور سپاہی اپنے افسرون کے ساتھ گستاخی سے پیش آنے لگے غرضکہ دونون طرف سے اعتبار اوٹھہ گیا اور رفتہ رفتہ غدر کی بنیاد قایم ہو گئی

# فوج سے بیدار مغز افسرونکی علیحدگی

ایسے نازک وقت پر آیا اور قباحت یہہ ہوئی کہ کل ہندوستانی پلٹنون
مین سے اچھے اچھے افسر نکل گئے تھے - ایسی بڑی سلطنت کے انتظام
کے لیئے جو لارڈ ڈلہوزی کے عہد مین تکمیل کو پہونچی تھی زیادہ افسرونکی ضرورت
پڑی اور ملازمت متعہدہ سے کافی افسر بہم نہین پہونچ سکتے تھے لہذا لائق
فوجی افسرون کا ملکی عہدون پر مامور کرنے کا طریقہ بکثرت زیادہ عمل مین آیا اور
اکثر اوقات تو اودھ پنجاب ممالک متوسط اور برٹش برہما
کا نظم و نسق بذریعہ چیدہ افسرون کے جو کمپنی کی پلٹنون سے لیئے گئے
تھے ہوتا تھا اور اگرچہ چیدہ لائق افسر ہنوز فوج مین موجود تھے تاہم اسمین شک
نہین کہ عین ضرورت کے وقت ہندوستانی فوج کے بہت سے مستقل مزاج
اور بیدار مغز افسر اوس سے علیحدہ کر لیئے گئے تھے ؛

# غدر کا آغاز واقع مئی سنہ ۱۸۵۷ء

اتوار کے دن دسوین مئی سنہ ۱۸۵۷ء کو دوپہر بعد میرٹھ کے شہر مین سپاہیون
نے کھلا کھلی بغاوت کی اور جیلخانہ توڑ ڈالا اور چھاونی مین جا بجا قتل بلا
ناگہانی کے پھیل گئے اور جو انگریز سامنے آیا اوسکو قتل کیا بعد اسکے شہر دہلی
کی جو قریب ہی واقع ہے راہ لی تاکہ وہانکی ہندوستانی پلٹنین اور مفسد رعایا کو شامل
اور معاون کر کے معزول بادشاہ کو اپنا سر دھرا بناوین - شمالی ہند مین میرٹھ
سب سے بڑی چھاونی تھی اور وہان گورون کی پلٹن اور رسالہ اور توپخانہ موجود

تھا اور سقدر فوج باغیون کو دہلی پہونچنے کے قبل پامال کرنے کے لیئے کافی و وافی تھی مگر جسطرح سپاہی بلا سوچے سمجھے ایک بیہودہ حرکت کر بیٹھے ویسا ہی انگریزی افسرون نے اکثر موقعون پر کمال تذبذب اور پس و پیش ظاہر کیا دہلی کو بلوہ کی خبر تو بذریعہ تار کھیجی مگر رات بہر اور کچھہ نہ کیا ایسے وقت پر اگر ایک مستحکم مزاج اور مستعد شخص ہوتا تو ہند کی آگی بلا کل جاتی مگر میرٹھہ من جنگی افسرون سے کچھہ تو کچھہ وسان سے جاتے رہے دوسرے دن صبح کو دہلی کے مسلمانون نے بلوہ کیا اور انگریزون سے ہان اتنی ہی بن آئی کہ او دشمنون سے میگزین اوڑا دیا ٭

## غدر کا ترقی پکڑنا

جون سنہ ۱۸۵۷ء

چونکہ دہلی ایک مشہور و معروف دارالریاست تھی اس جہت سے ہر مقام اور دیار کے باغی اوسطرف رجوع ہوئے اور اوسکو مرکز فتنہ و فساد بنایا اور بغاوت کی آگ ممالک مغربی و شمالی اور اودھ مین بنگالہ کے اضلاع تک پھیل گئی جا بجا مقامات مین غدر برپا ہونیکا ایک ہی الم ناک قصہ ہے گو ہر باب اور فصل اس قصہ کی جدی حکایت درد و غم اور جان نثاری کی سناتی ہے اگر دیکھا تو سپاہیون نے اپنے افسرون پر اچانک حملہ کیا اور کہین ایسا ہوا کہ اخیر تک وفاداری کا دم بھرتے رہے اور پہر دغا کی اہل یورپ بالکلیون گننا چاہیئے کہ عیسائی مذہب کے لوگ عمداً قتل ہوتے اور کہین کہ ...

اور سپاہی بھی مارے گئے مفسدین نے جیلخانہ توڑ کر قیدی آزاد کر دیئے اور خزانہ
سرکاری لوٹ کر کسی مشہور جگہ جہان شور و شر کا ہنگامہ برپا تھا دین کی لڑائی
مین شریک ہونے کے لیئے روانہ ہوئے مگر پنجاب مین سر جان لارنس
اور اوسکے حکام ماتحت نے جنمین ایڈورڈس اور نکلسن زیادہ مشہور ہین قبل
اسکے کہ سپاہی اپنا منشاء دلی پورا کرین بغاوت کے انسداد کی سخت تدبیرین
کین اور ہتھیار رکھوا لیئے۔ سکھہ عموما اپنی وفاداری مین ثابت قدم رہے
اور ہزارہا آدمی کوہستان سے فوج مین بھرتی ہونے کو بخوشی تمام آ گئے اور بجائے
اسکے کہ پنجاب خود مقام خوف و خطر ہو وہان کی کچھہ فوج دہلی کے محاصرہ کو روانہ
کی گئی۔ اب بنگال کے جنوب مین اکثر سپاہی بغاوت کر کے چارون طرف منتشر
ہو گئے مدراس اور بمبئی کی ہندوستانی فوجین نمکحلال رہین۔ ممالک متوسط
مین اکثر بڑے بڑے سردارون کی فوج امدادی (کنٹنجنٹ) آگے پیچھے بگڑ کے
باغیون سے جا ملی مگر حیدرآباد کی اسلامی ریاست اپنے لایق وزیر سر
سالار جنگ کے حسن انتظام اور داب سے وفادار بنی رہی +

## کانپور

کانپور لکھنؤ اور دہلی مین خاص کر باغیون کا زور شور رہا —
کانپور کی چھاؤنی ہند کی بڑی ہندوستانی چھاؤنیون مین شمار کی جاتی
تھی وہان سے تھوڑے فاصلہ پر اخیر پیشوا کے لیپالک دوندھو پنت کا محل تھا
یہہ وہی ناناصاحب کے مشہور نام سے نہایت تک وسیاہی کے ساتھہ

یاد رہیگا اول تو نانا صاحب نے اپنی وفاکیشی اور جان نثاری کے
اظہار میں کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا مگر جبکہ ماہ جون کی چھٹھی تاریخ
باغی ہوگئی تو یہہ اونکا سردار بنا اور اپنے تئین مرہٹون کا پیشوا مشتہر
کروایا کانپور میں انگریزون نے جنکے درمیان لڑنیوالے آدمیونکی نسبت
عورتین اور بچے کثرت سے تھے ایک نا موزون مقام پر جلدی مین مورچے ڈالے
اور اونتیس دن تک بڑی جوانمردی سے جیٹھ بیساکھ کی دھوپ سہی مگر محاصرین کا
مورچہ پر دخل ہونے دیا ہر متنفس اذیت اوٹھانے اور جان دینے کو مستعد تھا
مگر یہان بھی صاحب تدبیر افسر کی جگہہ خالی تھی اور ۲۷ تاریخ جون کو سبھون نے
نانا صاحب کے قول و قرار پر اعتبار کیا اور اس شرط پر کہ وہ بامن و امان الہ آباد
تک پوہنچا دیئے جائینگے ہتھیار رکھدیئے اور ساڑھے چار سو آدمی گنگا
ناؤن مین سوار ہوئے مگر سوار ہوتے ہی دریا کنارے سے گولون کی قاتل بوچھار شروع
ہوئی صرف ایک ناؤ بچی اور چار آدمیون نے تیر کر دریا پار ایک راجہ کے ہان جو سرکار
کا خیرخواہ تھا پناہ لی اور انہی دردناک کہانی سنانیکو جیتے بچے باقی مرد تو اوسی
مقام پر قتل ہوئے مگر عورتین اور بچے جو شمار مین سوا سو تھے اوسوقت تو نہ مارے
گئے مگر جب جنرل ہاولاک کی فوج قریب پوہنچی تو ۱۵ تاریخ جولائی کو سب
قتل ہوئے ✣

## لکھنؤ

صوبہ اودھ کے چیف کمشنر سر ہنری لارنس نے غدر کے طوفان کی پیشبینی

کی آئندہ بینی سے دریافت کی تھی اور کمال دور اندیشی سے لکھنؤ مین رزیڈنسی کی مورچہ بندی کر کے اوسمین رسد بھر لی تھی پس دوسری تاریخ جولائی کو اوسنے مع گورون کی ایک ہی سی پلٹن اور انگریزی باشندون کے مورچون مین پناہ لی مگر اس واقعہ کے دو دن بعد اوسکو ایک گولے کے پھٹنے سے ایک زخم کاری لگا قسمت کی یاوری سے لکھنؤ مین ایک بیدار مغز حاکم موجود تھا۔ لارنس صاحب نے خوب سمجھ بوجھ کر مورچون کے لیے موقع تجویز کیا تھا اور وہان کی مختصر فوج نے باوجود دشمنون کی کثرت اور انواع تکلیفات کے جو تقریر اور تحریر سے باہر ہین جنرل ہاولاک اور اوٹرم کے پچیسوین تاریخ ستمبر کو وارد ہونے تک مورچون پر دشمن کا دخل نہونے دیا۔ بہرحال اوسوقت باغیون کے دل کے دل مثل ٹڈیون کے لکھنؤ مین داخل ہوگئے اور فوج جو کمک کو آئی تھی مجبوریون کے ساتھ مورچون مین گھر گئی اور سب کے سب نومبر تک گھرے رہے اور جبکہ سر کالن کیمبل جو بعد کو لارڈ کلائڈ کے خطاب سے ممتاز ہوا لڑ بھڑ کر لکھنؤ کے اندر پہنچا تب اونکو ۱۶ نومبر ۱۸۵۷ء کو رہائی ہوئی لیکن اسکے سرکار کی فوج اون اطراف کو جہان زیادہ تر اونکی ضرورت تھی روانہ ہوئی اور لکھنؤ پر مارچ سنہ ۱۸۵۸ء تک دوبارہ بالاستحکام تسلط ہوا۔

## دہلی کا محاصرہ

میرٹھ کے اصل بلوے کے ٹھیک ایک مہینہ بعد آٹھوین جون کو دہلی کا محاصرہ شروع ہوا مگر در اصل اسکو محاصرہ نہین کہنا چاہیئے کیونکہ پہاڑی

جواب۔ اسقدر مشہور ہے انگریزی فوج کسی وقت آٹھ ہزار سے زیادہ نہیں تھی اور
شہر پناہ کے اندر باغیون کا مسلح گروہ تیس ہزار سے زیادہ تھا ماہ اگست
مین جنرل نکلسن پنجاب سے کمک لیکر آیا مگر نفس نفیس اوسکی موجودگی سے
اوس فوج کی نسبت جو وہ لایا تھا زیادہ ہمت بندھی چودھوین تاریخ ستمبر کو
شہر پر حملہ ہوا اور چھہ دن شہر کی گلیون مین سخت جنگ وجدل کے بعد
دہلی پر پھر تسلط ہوا مگر نکلسن ہلّے کے وقت مارا گیا۔ بےقاعدہ رسالہ کے
دلیر افسر میجر ہاڈسن نے بوڑھے بادشاہ بہادر شاہ اور اوسکے بیٹون کا
پیچھا کرکے جا لیا۔ بادشاہ بعد ازآن قید کرکے رنگون کو بھیجا گیا اور
سنہ ۱۸۶۲ء تک زندہ رہا مگر جسوقت کہ میجر ہاڈسن شہزادون کو لیکے دہلی کے
قریب پونہچا خلقت نے گارد پر چارون طرف سے ہجوم کیا اور میجر ہاڈسن
نے ضرورت وقت کے لحاظ سے شہزادون کے کہ بلا شرط گرفتار ہو گئے
تھے اپنے ہاتھہ سے گولیان مار دین ؎

## لارڈ کلائڈ کا صوبہ اودھ کو مطیع کرنا

اگرچہ لڑائی مختلف مقامات پر اٹھارہ مہینہ تک برابر ہوتی رہی مگر دہلی
کی فتح اور لکھنؤ کے محصورین کی مخلصی کے بعد تو بغاوت کی گویا کمر ٹوٹ
گئی اور جنگ کے دلچسپ واقعات کا خاتمہ ہوا۔ اودھ کی بیگم اور بریلی کے
نواب اور خود نانا صاحب کی موجودگی و استقلال سے صوبہ اودھ اور
روہیلکھنڈ کی رعایا ایک قلم باغی سپاہیون کا ساتھ دیا چنانچہ ہمیشہ

سکے اس حصہ کی نسبت کہہ سکتے ہین کہ یہان اسقدر سپاہ کی بغاوت نہین بلکہ رعایا کی سرکشی فرو کرنی پڑی سر کالن کیمبل کو دو موسم سرما تک صوبہ اودھ مین لڑائی جاری رکھنے کی ضرورت ہوئی تب جاکر تسلط ہوا سر جنگ بہادر والی نیپال نے اپنے بہادر گورکھون سے بڑی مدد کی اور کل شہر ایک بعد دوسرے کے مغلوب ہوئے اور جتنے قلعے تھے ایک ایک کرکے سب از سر نو سر ہوئے یہان تک کہ ایک بھی سرکاری توپ باغیون کے پاس رہ نہ گئی اور کل مفرور جنوری ۱۸۵۹ع تک سرکاری عملداری کی حد پار بھگا دیے گئے ۔

## سر ہیو روز کا ممالک متوسط کو مطیع کرنا

اسی عرصہ مین سر ہیو روز نے جو بعد کو لارڈ اسٹراتھنیرن کے خطاب [سے] ممتاز ہوا ممالک متوسط مین دکھنی کی فوج کے ذریعہ سے کچھ کم ناموری حاصل نہین کی اوسکو جہانسی کی معزول شدہ رانی اور تانتیا ٹوپی سے خاصکر مقابلہ پڑا اس سردار کی جنگی لیاقت سے نانا صاحب کو بہت امید تھی ورنہ مین اوسنے جو تھوڑا بہت مقابلہ کیا وہ اوسی کے بوتے پر کیا جون ۱۸۵۸ع مین رانی خود اپنی فوج کی کمان کی اور بڑی بہادری سے لڑی اور ماری گئی — تانتیا ٹوپی ادھر سے اودھر ممالک متوسط مین بھاگا بھاگا پھرا اور آخر کار اپریل ۱۸۵۹ع کو اوسکے ساتھیون مین سے کسی نے مخبری کرکے اوسے گرفتار کرا دیا ۔

# کمپنی کی سندون کا خلاصہ

## سنہ ۱۶۰۰ء سے سنہ ۱۸۱۳ء تک

ڈھائی سو برس کے قیام کے بعد غدر ایسٹ انڈیا کمپنی کے خاتمہ کا باعث ہوا پہلی کمپنی نے سنہ ۱۶۰۰ء میں ملکہ الزبتھ سے سند شاہی حاصل کی تھی مگر ریگولیٹنگ ایکٹ یعنی قانون انتظامی کے ذریعہ سے جو لارڈ نارتھ کے زمانہ وزارت مین سنہ ۱۷۷۳ء مین نافذ ہو کمپنی کو ملکی اختیارات دیے گئے اور گورنمنٹ ہند قائم ہوئی بموجب ایکٹ مذکور کے گورنر بنگالہ کو گورنر جنرل کا لقب ملا اور مدراس اور بمبئی کی گورنمنٹین صرف صلح و جنگ کے معاملہ مین گورنمنٹ عالیہ کے جسمین گورنر جنرل کے کونسل کے چار ممبر بھی شریک تھے ماتحت کر دی گئین اور ایک عدالت عالیہ کلکتہ مین قائم ہوئی جسکے حاکم بادشاہ کی طرف سے مقرر ہوتے اور گورنر جنرل اور کونسل کو آئین و قانون وضع کرنے کے اختیارات عطا ہوئے۔ بعد اسکے وزیر اعظم پٹ کا انڈیا بل جاری ہوا اور اسکے بموجب ایک محکمہ نظارت انگلستان مین مقرر کیا گیا اور احاطہ بنگالہ کی گورنمنٹ کے اختیارات اور احاطون پر مستحکم کیے گئے اور عبارت گورنر جنرل باجلاس کونسل مرتبہ اول رواج مین آئی ؛

# کمپنی کی سند کی تجدید

## سنہ ۱۸۱۳ء سے سنہ ۱۸۵۳ء تک

جبکہ سنہ ۱۸۱۳ء مین سند شاہی از سر نو عطا ہوئی تو تجارت ہند کا اجارہ

کمپنی سے لے لیا گیا اور رعایا کے حسن انتظام کیطرف بتاکید اوسکی توجہ مبذول
کی گئی اور جبکہ بار دیگر ۱۸۳۳ء مین سند شاہی کی تجدید ہوئی تو کمپنی سے
ملک چین کی تجارت لے لی گئی اور گورنمنٹ ہند کی ساخت مین اہم
اصلاحین کی گئین چنانچہ کونسل مین ایک قانونی ممبر مستزاد کیا گیا جسکا ملازمان
کمپنی سے منتخب کیا جانا لازمی تھا اور وہ صرف اون جلسون مین شریک
ہونے کا مجاز تھا جو آئین اور قانون وضع کرنے کے لیے منعقد ہوتے
تھے اور قواعد اور قوانین جو اس طرح پر وضع ہوتے تھے وہ بمنزلہ ایکٹ پارلیمنٹ
کے سمجھے جاتے تھے مگر کورٹ آف ڈائرکٹرس اونکے منظور و نامنظور
کرنے کے مجاز تھے علاوہ اسکے ایک قانونی کمیشن مقرر ہوا اور انکا
گورنر جنرل باجلاس کونسل کو دیگر احاطون پر کل معاملات ملکی اور فوجی کے
انتظام مین اختیار حاصل ہو گیا۔ ایک مرتبہ اور کمپنی کی سند کی میعاد ۱۸۵۳ء
مین بڑھائی گئی مگر اس دفعہ وقت کی قید نہین لگائی گئی بلکہ اوسکا قیام
پارلیمنٹ کی مرضی پر موقوف رہا اور ڈائرکٹرون کی تعداد بھی گھٹا دی
گئی اور اون سے ملازمان متعہدہ کے تقرر کرنے کا اختیار لے لیا
تاکہ خاص و عام برابر امتحان ملازمت متعہدہ کے دینے کے
مجاز ہو جائین ۔

# ہند کا انتظام شاہی کے ماتحت ہونا

سنہ ۱۸۵۸ع

جبکہ سنہ ۱۸۵۸ع مین بذریعہ قانون کے جو ہند کی نظم و نسق مین اصلاح کرنے کی غرض سے نافذ ہوا ہند کا انتظام سرکار کمپنی کے قبضہ سے ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ کے ہاتھہ مین آیا ڈائرکٹرس نے خموشی اختیار نہ کی بلکہ بڑی فصاحت و بلاغت کے ساتھہ اوس کارروائی پر معترض ہوئے علاوہ پارلیمنٹ کے فریقین مین بھی اس تغیر کے بارے مین بڑی شد و مد سے بحث ہوئی قانون مذکور کا منشا یہہ تھا کہ ہند کا انتظام ملکہ معظمہ کے نام سے خاص وزرا مین سے ایک کے سپرد ہو اور ایک جلسہ پندرہ ممبرون کا اوسکی اعانت کے لیئے مقرر کیا جاوے۔ گورنر جنرل کو وائسرائے یعنی نائب السلطنت کا جدید خطاب ملا۔ سرکار کمپنی کی ولایتی فوج جسمین تقریبًا چوبیس ہزار افسر اور سپاہی تھے سپاہ سلطانی مین شامل کر لی گئی اور ہندی بیڑہ موقوف کر دیا گیا۔ سنہ ۱۸۶۱ع مین ایک اور قانون کے ذریعے سے جسکو ہندوستان کی کونسلون کا ایکٹ کہتے ہین گورنر جنرل اور نیز مدراس اور بمبئی کی کونسلون مین غیر سرکاری ممبر خواہ انگریز ہون یا ہندوستانی صرف قانون وضع کرنے کی غرض سے مستزاد کیئے گئے اور ایک دیگر قانون کے ذریعہ سے اوسی سال ہر احاطہ کے صدر مقامون مین عدالتہاے عالیہ بجاے قدیم سپریم کورٹ کے قائم ہوئین ٭

# سولھوان باب

## ہند زیر حکومت دولت برطانیہ

## اشتہار ملکہ معظمہ محریہ یکم نومبر ۱۸۵۸ع

بغاوت دفع کرنے اور تسلط قائم کرنے کی نیکنامی لارڈ کیننگ کے حصہ مین آئی۔ لارڈ موصوف ایسا مستقل مزاج تھا کہ نہایت پُرخطر وقت مین بھی اوسکے استقلال مین فرق نہ آیا اور چونکہ وہ رعایت سے پاک تھا اسیوجہہ انگلستان کے دو ملکی فریقون مین سے ہر ایک کبھی اوسکی تعریف اور کبھی مذمت کرتا رہا۔ بیرد بار کیننگ کا خطاب جو اوس وقت مین بطور تحقیر اوسے دیا گیا تھا اب اوسکی عزت کا تمغہ سمجھا جاتا ہے۔ پہلی نومبر ۱۸۵۸ع کو بڑی دھوم سے الہ آباد مین دربار منعقد فرما کر لارڈ موصوف نے اشتہار سلطانی کی اشاعت کے ذریعے سے خبر دی کہ اب سے سلطنت ہند کی عنان حکومت حضرت ملکہ معظمہ نے اپنے دست مبارک مین لی یہہ نوشتہ جسے فی الحقیقت اور عملی معنی کے لحاظ سے باشندے ہندوستان کے حق مین انگلستان کے میگنا کارٹا (فرمان بزرگ) کا مثل سمجھنا چاہیے فصاحت و بلاغت کے ساتھ اس امر کا اعلان دیتا ہے کہ جناب ممدوحہ کی قدیم اصول معدلت و مذہبی آزادی پر مبنی ہے اور اشتہار مذکور مین یہہ بھی اعلان دیا گیا کہ سوائے اون شخصون کے جو سرکار انگلشیہ کی رعایا کے قتل مین بذات خود شریک تھے سب کی تقصیر معاف کر دی گئی بعد ازان آٹھوین جولائی ۱۸۵۹ع

کو تمام ہند میں امن وامان ہوجانیکا اشتہار دیا گیا دوسرے سال ایام سرما میں لارڈ الگن صاحب نے نائب السلطنت کی حیثیت میں ممالک شمالی کا دورہ اور دربار سے کیا کہ رئیسوں اور والیان ملک جو سرکار انگلشیہ کے وفادار بنے رہے تھے مراسم طاعت فرمانبرداری بجالاویں اور وہ اونکو مستحق کرنیکا حق عطا فرماوے

## اصلاح صیغہ مال مجوزہ مسٹر ولسن

بغاوت فرو کرنے میں قرضہ سرکاری تقریباً چالیس کروڑ بڑھ گیا اور فوجی انتظام کے تغیر وتبدل سے سالانہ صرف کم وبیش دس کروڑ زیادہ ہوگیا اُسے کسی قدر وقت دفع کرنیکے لیے ایک مشہور ماہر سیاست مدن اور پارلیمنٹ کا ممبر سنہ ۱۸۵۹ء میں مسٹر جیمس ولسن نامی انگلستان سے کونسل کا ممبر خزانہ مقرر کر کے بھیجا گیا اوسنے بجٹ کا انتظام از سر نو کیا اور انکم ٹیکس و لیسنس ٹیکس لگایا اور سرکاری نوٹ جاری کیے اس ممتاز خدمت کے انجام دہی میں سرگرم تھا کہ اوسکا انتقال ہوگیا مگر اس پہلے ممبر خزانہ کا نام صفحۂ روزگار پر ہنوز قائم ہے مجموعہ تعزیرات ہند جسکا مسودہ ابتدا میں لارڈ میکالے نے سنہ ۱۸۳۷ء میں تیار کیا تھا سنہ ۱۸۶۰ء میں منظور ہوکر نافذ ہوا اسی سال آئندہ میں ضابطہ دیوانی وضابطہ فوجداری بھی جاری ہوے

## لارڈ الگن

سنہ ۱۸۶۲ء سے سنہ ۱۸۶۳ء تک

لارڈ کیننگ ہند سے سنہ ۱۸۶۲ء کے مارچ میں چلا گیا اور انگلستان

ین ہونے پہنچے ایک مہینہ نہوا تھا کہ اس جہان فانی سے رحلت کی اوسکا جانشین لارڈ الگن دھقط نومبر سنہ ۱۸۶۳ء تک زندہ رہا اور دھرمسالہ کے مقام پر جو کوہ ہمالیہ پر واقع ہی اوسکا انتقال ہوا اور وہاں دفن کیا گیا

## لارڈ لارنس

سنہ ۱۸۶۴ء سے سنہ ۱۸۶۹ء تک

لارڈ الگن کے بعد سر جان لارنس جو نجات دہندہ پنجاب کے لقب سے مشہور ہی مقرر ہوا بھوٹان کی لڑائی اور الحاق ریاست دوار واقع سنہ ۱۸۶۴ء اور اڑیسہ کا ہولناک قحط واقع سنہ ۱۸۶۶ء اوسکے عہد کے مشہور واقعات ہین اسکے بعد سنہ ۱۸۶۸ء و سنہ ۱۸۶۹ء مین بندیلکھنڈ او شمالی ہند مین قحط پڑا اس موقع پر لارڈ لارنس نے اول ہی اول یہہ قاعدہ معین کیا کہ عہدہ داران گورنمنٹ بذات خود اس بات کے ذمہ دار قرار دیئے جائین کہ حتی الامکان جانین فاقہ کشی کے باعث تلف نہونے پائین — ملک اودھ کے کسانون کی حالت کی تحقیقات کی گئی اور اونکے موروثی استحقاق کی حفاظت کی نظر سے ایک ایکٹ جاری کیا گیا۔ کچھہ عرصہ تک امیر دوست محمد خان کے بیٹون کے باہم جنگ و جدل رہی اور نتیجا اسکا افغانستان کی ریاست شیر علیخان کے ہاتھہ آئی جسے لارڈ لارنس نے امیر کابل تسلیم کیا سنہ ۱۸۶۶ء مین ایک تجارتی حادثہ واقع ہوا جس سے بنگالہ مین چاء کے کارخانہ والون کو سخت نقصان کا اندیشہ ہوا اور بمبئی مین تو ان لوگونکا

کاروبار بالکل تباہ ہوگیا سنہ ۱۸۶۹ع مین سرجان لارنس کی میعاد حکومت منقضی ہوگئی اور وہ انگلستان مین واپس جانے پر زمرہ امرا مین داخل کیا گیا۔ ہند کی سول سروس (ملازمت متعہدہ) مین یہہ نامی گرامی عہدہ دار اسسٹنٹ مجسٹریٹ سے لیکر نایب السلطنت تک پہونچا سنہ ۱۸۷۹ع مین لارڈ لارنس نے انتقال کیا اور ویسٹ منسٹر ابی مین دفن ہوا۔

## لارڈ میو

### سنہ ۱۸۶۹ع سے سنہ ۱۸۷۲ع تک

لارڈ لارنس کے بعد لارڈ میو سنہ ۱۸۶۹ع مین گورنر جنرل و وایسرای مقرر ہوا اور جو باتین ہند کی ترقی کے مفید تھین اونمین کوشش بلیغ کی لارڈ میو نے بمقام انبالہ دربار منعقد فرماکر امیر شیر علیخان کو ضابطہ والی افغانستان تسلیم کیا گو ایک معنی کر کے اس دربار کی بنا لارڈ لارنس نے ڈالی تھی مگر اوسکی تکمیل سنہ ۱۸۶۹ع مین اوسکے جانشین کے عہد مین ہوئی سنہ ۱۸۶۹ع و سنہ ۱۸۷۰ع مین شہزادہ ڈیوک آف ایڈنبرا ہند کو تشریف لائے اور اونکی تشریف آوری سے اہل ہند کو بڑی مسرت ہوئی اور نیز سرکار انگلشیہ اور اوسکی باجگزار ریاستون کے باہم رابطۂ اتحاد و خیر خواہی کو ترقی ہوئی لارڈ میو کے عہد مین مملکت کے بڑے بڑے محکمجات مین اصلاح کی گئی اور ایک محکمہ جدید محکمہ زراعت کے نام سے قایم ہوا اور بیرونی مستقل فتی تیکس کا طریقہ جاری ہوا اور تجویز آخر الذکر نے انتظام

خود اختیاری کو جو تقویت ملی اوس سے بہت کچھ فائدے حاصل ہوئے یعنی ہند کی آمدنی کے وسائل مین ترقی اور اصراف مین کفایت ہوئی اور حکام انگریزی کو ذمہ داری کا زیادہ خیال پیدا ہوا اور معاملات ملکی کی طرف رعایا کی توجہ رجوع کی گئی اور امید پڑتی ہے کہ آیندہ اور بھی فائدے نکلین لارڈ میو نے نمک کے محصول کی اصلاح کی بھی بنا ڈالی اور اس طرح پر اوسکے جانشینون کو پرمٹ کی چوکیون کا منحوس سلسلہ جسنے ایک صوبہ کو دوسرے صوبے سے غیر بنا رکھا تھا اور سرکاری عملداری اور ہندوستانی ریاستون کے درمیان تجارت کی راہ ماری تھی یکقلم موقوف کر دینے مین سہولت حاصل ہوئی لارڈ میو نے سڑکین اور ریل اور نہرین پھیلانے سے ملک کی آمدنی کی افزایش کی معقول صورت نکال دی تعمیرات سرکاری جنکی بنا لارڈ ڈلہوزی کے وقت مین پڑی تھی اسکے عہد مین اونکی تکمیل کی کوشش کی گئی لارڈ میو کی قوت جسمانی اتنی عمدہ تھی کہ اوسنے آب ہوا کی سختی اور کاروبار سلطنت کی کاوش کی کچھ حقیقت نہ سمجھی اوسنے بادشاہت کے دور دراز صوبون کی احتیاجین عین موقع پر جا کر فکر اور کوشش کے ساتھ دریافت کین مگر افسوس ہے کہ جزایر انڈمن مین جہان مجرمان حبس دوام قید رہتے ہین ایک قاتل کے ہاتھ سے سنہ ۱۸۷۲ء مین اس کریم النفس کی زندگی کا خاتمہ ہوا ٭

# لارڈ نارتھ بروک

## سنہ ۱۸۷۲ء سے سنہ ۱۸۷۶ء تک

لارڈ میو کا جانشین لارڈ نارتھ بروک تھا اسکی لیاقت انتظام مالی مین بالتخصیص ظہور مین آئی اس نائب السلطنت کے زمانہ مین بنگالہ کے جنوبی حصہ مین سنہ ۱۸۷۴ء مین قحط پڑا مگر سرکاری امداد کا انتظام ایسی وسعت اور کشادہ دلی سے کیا گیا کہ وہ بلا خاطر خواہ دور ہوگئی

سنہ ۱۸۷۵ء مین راجہ بڑودہ ریزیڈنٹ کی زہر خورانی اور ملکی بدنظمی کی علت مین راج سے علیحدہ کیا گیا مگر گدی پر اسکی قوم کا ایک بچہ بٹھا دیا گیا سنہ ۱۸۷۵ء و سنہ ۱۸۷۶ء کے سرما مین شہزادہ پرنس آف ویلس ہندوستان کی سیر کو تشریف لائے شہزادہ ممدوح کی آمد سے اہل ہند کی وفاداری اس درجہ جوش مین آئی کہ جسکا نظیر سرکاری عملداری کے آغاز سے کبھی دیکھنے مین نہ آیا تھا غرض کہ باجگذار رئیسون اور والیان ملک کو معلوم ہوا کہ ہم ایک قدیم جلیل القدر خاندان کی سلطنت سے پیوستہ و وابستہ ہوگئے

# لارڈ لٹن

## سنہ ۱۸۷۶ء سے سنہ ۱۸۸۰ء تک

لارڈ نارتھ بروک کے بعد لارڈ لٹن سنہ ۱۸۷۶ء مین اپریل سے مقرر ہوا پہلی جنوری سنہ ۱۸۷۷ء کو حضرت ملکہ معظمہ کے خطاب قیصر ہند اختیار کرنے کا دربار دہلی کی مشہور پہاڑی پر بے مثل عظمت و شان سے منعقد ہوا

مین جبکہ اجگان نواب اور اعلیٰ اعلیٰ احکام اس شاہانہ جلسہ مین شریک ہونے کے لیے جوق جوق چلے آتے تھے جنوبی ہند مین قحط کی تاریکی چھا رہی تھی سنہ ۱۸۷۶ء مین خریف و ربیع دونون فصلون کی بارش بہت کم ہوئی اور سنہ ۱۸۷۷ء کی بارش بھی کچھ ایسی ہی ہوئی یہہ خشکسالی جو عرصہ دراز تک رہی دکن سے لیکر راس کماری تک پھیل گئی اور بعد ازان شمالی ہند مین پونہچی اور اس خشکسالی کے باعث دور دور تک ایسا قحط پڑا کہ ہند مین کبھی سننے مین نہ آیا تھا باوصف اس بات کے کہ ریل اور جہازون کے ذریعہ سے بیشمار غلہ لایا گیا اور گورنمنٹ نے نہایت درجہ کوشش کی اور قریب گیارہ کروڑ روپیہ کے صرف کیا تاہم واقعی فاقہ کشی اور امراض سے جو قحط کے ہمرکاب ہوتے ہین افسوسناک نقصان جان کا ہوا کھانا نہ ملنے اور ان بیماریون کے باعث جنمین قحط زدہ مخلوق مبتلا ہو جاتی ہے تخمینا ۵۲ ½ لاکھہ جانین تلف ہوئین

# معاملات افغانستان

## سنہ ۱۸۷۸ء سے سنہ ۱۸۸۰ء تک

گورنمنٹ ہند کو سنہ ۱۸۷۸ء کے آخر مین معاملات افغانستان کی طرف متوجہ ہونا پڑا امیر شیر علیخان جسکی خاطر تواضع لارڈ میو نے کی تھی روسیون کے منصوبون کا طرفدار پایا گیا اور سرکار انگریزی کے سفیر کے قبول کرنے سے تو انکار کیا مگر ساتھ ہی اسکے روسی سفارت

کی بڑی خاطر مدارات کی میر کی اس حرکت پر سرکار انگلشیہ نے جنگ کا اشتہار
دیا اور فوج سرکاری تین طرف سے یعنی درہ خیبر اور کھائی کرم اور
دربولان کی راہ سے آگے بڑھی اور ضعیف مزاحمت کے بعد ملک
کے اندرونی مقامات پر قبضہ کر لیا امیر شیر علیخان افغانی ترکستان کو
بھاگ گیا اور وہین اپنی ملک عدم ہوا بعد ازان اوسکے بیٹے یعقوب خان کے
ساتھ بمقام گندمک عہد و پیمان ہوا جسکی رو سے سرکاری سرحدون کی
دوسری جانب تک بڑھائی گئی اور ایک برٹش افسر کا بطور ریزیڈنٹ کے
کابل مین رہنا قرار پایا مگر چند مہینون کے اندر ہی افغانون نے دغا سے
برٹش ریزیڈنٹ سر لوئی کوگنری اور اوسکے محافظین کو حملہ کر کے تہ تیغ کیا
باین وجہ دوبارہ جنگ کی ضرورت پڑی اور یہ نتیجہ ہوا کہ یعقوب خان تخت سے
دستبردار ہوا اور سرکار انگلشیہ نے اوسے ہند کو بھیج دیا کابل
اور قندھار پر سرکاری فوج نے قبضہ کیا اور سر فریڈرک رابرٹس نے
افغانون کے قومی بلوہ کو جسکے باعث سرکاری جمعیت کابل مین
بڑے خطر مین پڑ گئی تھی قرار واقعی زک دی ✤

## مارکوئس آف رپن

جب کہ یہان معاملات اس نازک حالت مین تھے انگلستان مین
جدید انتخاب ممبران پارلیمنٹ کی وجہ سے جماعت وزرا فریق ٹوری کے ہاتھ
سے عنان حکومت نکل گئی اور لارڈ لٹن ہوم گورنمنٹ کے ساتھ ہی ساتھ

مستعفی ہوا اور اوسکی جگہہ اپریل سنہ ۱۸۸۰ع مین مارکوئس آف رپن نامزد ہوا
اسکے بعد ایک برٹش بریگیڈ نے قندہار اور دریاے ہلمند کے درمیان
اوس فوج سے جو ایوب خان ہرات سے لایا تھا زک اوٹھائی مگر اس
ہزیمت کی بدنامی جنرل سر فریڈرک رابرٹس نے کابل سے قندہار
تک بڑی عظمت وشان کے ساتھہ لشکر کشی کرکے اور یکم ستمبر سنہ ۱۸۸۰ع کو
ایوب خان کی جمعیت کو شکست فاش دیکر رفع کی عبدالرحمن خان جو امیر
دوست محمد خان کے خاندان کے مردون مین باعتبار عمر کے سب سے
بڑا تھا سرکار انگلشیہ سے امیر تسلیم کیا گیا اور سرکاری فوج خان موصوف کو
بطور رفیق برٹش گورنمنٹ کے کابل پر قابض چھوڑکر واپس آئی لیکن
پوری طور سے واپسی فوج سرکاری کی قندہار سے مارچ سنہ ۱۸۸۱ع مین
عمل مین آئی اسکے بعد ایوب خان نے پھر زور پکڑا اور قندہار پر قبضہ
کرکے کابل کی امارت کے لیے عبدالرحمن خان سے کے ساتھہ پھر
جنگ ہی — واقعات مذکورہ بالا اگست سنہ ۱۸۸۱ع تک کے ہین فقط